الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

توضیح الحدیث

مع

تذکرۃ المشائخ

مؤلف

علامہ ڈاکٹر خلیل احمد قادری

برکاتی پبلشرز

کھارادر کراچی

Marfat.com

توضیح الحدیث

فی شرح

مضامین حدیث

موتفہ

ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی عنہ

ناشر:

برکاتی پبلشرز کھارادر کراچی

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب ——— توضیح الحدیث فی شرح مضامین حدیث

مصنف ——— ڈاکٹر خلیل احمد قادری

ناشر ——— برکاتی پبلشرز کراچی۔

قیمت ———

ملنے کا پتہ

ضیاء الدین پبلیکیشنز

نزد شہید مسجد کھارادر کراچی۔

Marfat.com

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰی

فہرست مضامین توضیح الحدیث

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	۷
۲	شکر باری تعالیٰ	۱۰
۳	دُعائے خلیل بدرگاہِ ربِّ جلیل	۱۱
۴	فروغ	۱۲
۵	حمد ـــــ روشن ہے تجھ پہ خود تو یہ اظہار کیا کرے	۱۳
۶	نعت ـــــ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم	۱۴
۷	〃 بجز تیرے دَر کے کہاں ہے ٹھکانہ	۱۵
۸	〃 صبا کے ہاتھ	۱۶
۹	فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۷
۱۰	نکتے	۱۸
۱۱	مقدمہ توضیح الحدیث	۲۱
۱۲	فتنہ انکارِ حدیث	۴۲
۱۳	شارع علیہ السلام	۴۶
۱۴	عمل کا ثواب نیّت اور اخلاص پر مبنی ہے	۴۸
۱۵	اعمال کا ثواب نیّت اور اخلاص پر مبنی ہے	۵۳

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۶	آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کی تفسیر	۶۴
۱۷	توبہ کا بیان	۷۸
۱۸	وسوسے منافی ایمان نہیں	۸۱
۱۹	ناشکری کفرانِ نعمت ہے	۸۲
۲۰	متفرق احادیثِ مبارکہ	۸۴
۲۱	تہمت۔ جھوٹ۔ غیبت۔ فحش گوئی	۸۹
۲۲	روزے داروں کے لیے بابِ ریّان	۹۰
۲۳	بچوں کے روزے کا بیان	۹۱
۲۴	متواتر روزہ رکھنے کے بیان میں	۹۲
۲۵	جو وصال کے بکثرت روزے رکھے اسے سزا دینے کے بیان میں۔	۹۵
۲۶	سحری تک وصال کرنے کے بیان میں	۹۶
۲۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت،	۹۸
۲۸	جنّت کے دروازے	۱۰۱
۲۹	جمعہ کے دن قبولیّتِ دُعا کی ساعت،	۱۰۲
۳۰	جب کوئی رات کو نماز نہیں پڑھتا تو شیطان اس کے سر کی گدی میں گرہ لگا دیتا۔ ہے۔	۱۰۳
۳۱	جب کوئی سوتا رہتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا تو شیطان اس کے کانوں میں پیشاب کر دیتا ہے۔	۱۰۴

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۳۲	زلزلوں اور قیامت کی نشانیوں کے متعلق	۱۰۵
۳۳	حدیث قرن الشیطٰن	۱۰۵
۳۴	نزولِ بارش پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے	۱۰۶
۳۵	کوئی شخص بالذات یہ نہیں جانتا کہ بارش کب آئے گی سوائے خدا کے۔	۱۰۷
۳۶	اللہ کے نیک بندوں کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے	۱۰۸
۳۷	کسوف وخسوف کا بیان	۱۰۹
۳۸	صاحبِ شریعت مختارِ کل صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	۱۱۳
۳۹	فضائلِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	۱۱۶
۴۰	دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	۱۲۱
۴۱	نورِ محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	۱۲۵
۴۲	عذابِ قبر کا باعث	۱۲۹
۴۳	پیشاب سے نہ بچنا گناہ کبیرہ ہے	۱۳۱
۴۴	کیا ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے	۱۳۵
۴۵	قبر پر پھول ڈالنا جائز ہے	۱۳۶
۴۶	قبر کے پاس تلاوتِ قرآن پاک جائز ہے	۱۳۷
۴۷	انبیاء کرام علیہ السلام کے حواس کی کیفیت	۱۴۰
۴۸	میت کے حق میں دعا کرنا	۱۴۲
۴۹	فاسق بدعتی کو سیّد وغیرہ کہنا ممنوع ہے	۱۴۲

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۵۰	بیوی کا اپنے خاوند کے بلانے پر نہ جانے کی حُرمت کا بیان	۱۴۲
۵۱	حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو قاضی بنا کر بھیجنا	۱۴۳
۵۲	اذکارِ الٰہی کا بیان	۱۴۴
۵۳	دُعائے خلیل بہ بارگاہِ ربِّ جلیل	۱۵۰
۵۴	مناجات	۱۵۱

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

توضیح الحدیث

پیش لفظ

حضور پُرنور نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری اُمت کے فائدے کے واسطے دین کے کام کی چالیس حدیثیں سنائے گا اور یاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن عالموں اور شہیدوں کی جماعت میں اٹھائے گا اور فرمائے گا کہ جس دروازے سے چاہو جنّت میں داخل ہو جاؤ۔

احادیث کے عظیم الشان ثواب کے لیے سینکڑوں علمائے امّت نے اپنی اپنی طرز میں چہل حدیث لکھیں جو مفید عام ہوئیں۔

میری کم علمی ضعیفی ناتوانی اور حوصلہ سے یہ ممکن نہیں لگ رہا تھا کہ میں اتنے بڑے کام کو تکمیل کر سکوں۔ لیکن حُبِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے فرمان کے تحت اس بندے حقیر سراپا تقصیر نے توضیح الحدیث کو اس نیت سے مرتب کروں کہ ہر عام و خاص فرد اس سے مستفید ہو تو مناسب معلوم ہوا کہ حضور نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کے چند مفصّل اور چند مختصر احادیث مبارکہ کا ایک گلستہ بنا کر پیش

Marfat.com

کردوں ۔ تاکہ پڑھنے والے ان کو یاد بھی کرسکیں اور عمل بھی کرسکیں۔

حضور سیّدِ عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم طیّب وطاہر اور معصوم رسول ہیں جن کا نامِ نامی اسم گرامی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جن کی زبان مرضی الٰہی کی ترجمان جن کا نُطق نُطقِ خدا جن کا حکم حُکمِ خدا ہے مَا یَنطِقُ عَنِ الْھَوٰی جن کی شان، جو مرکزِ دین محورِ شریعت آمر و ناہی و معصوم رسول ہیں جن کا قول بھی معصوم فعل بھی معصوم اور وہ خود بھی معصوم ہیں۔ آپ پوری کائنات کے لیے روشنی کا مینار ہیں۔ دین بھی وہی۔ ایمان بھی اور قرآں بھی وہی ؎

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآن ، وہی ایمان، وہی یٰسٓ، وہی طٰہٰ

قرآن کیا ہے ؟

اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ وَمَا ھُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ۔

(الحاقہ : ۵)

"بیشک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں اور کسی شاعر کی بات نہیں۔"

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ

(پ:۱۴ : نحل)

"ہم نے آپ پر یہ ذکر قرآن نازل کیا تاکہ آپ واضح طور پر بیان کردیں جو ان کی طرف اترا۔

پس حضورؐ نے قرآن کے اجمال کی جو توضیح اور اس کے اصولوں کی جو تبیین فرمائی اس کا نام سنّت ہے۔ بخاری شریف سنّت نبویؐ کا نہایت معتبر اور پاکیزہ مجموعہ ہے پوری دنیا کے لیے مشعل راہ ہے توضیح الحدیث صرف چند سنّتِ نبویہ

Marfat.com

کی تفہیم و ترجمانی ہے ؎

ایمان ہے قال مصطفائی
قرآن ہے حالِ مصطفائی

احقر و ضعیف العباد

ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی عنہ

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ بمطابق ۲۴ جولائی ۱۹۹۹ء
دن دسواں رات گیارھویں بروز ہفتہ

Marfat.com

شُکرِ باری تعالیٰ

شُکر صد شُکر بنایا ہمیں انسان تُو نے
اُمّتِ خیر میں داخل کیا سُبحان تُو نے
زینت افزائے ملائکہ کئے جبریلِ امیں نے
چرخ کو تاروں سے فرمایا درخشاں تُو نے
کعبۃُ اللہ کو قبلوں پہ فضیلت بخشی
سب مہینوں میں مُعزّز کیا رمضان تُو نے
لیلۃُ القدر سے راتوں کی بڑھائی عزّت
جمعہ سے اور دِنوں کو کیا ذی شان تُو نے
خُلد کو حُور سے رونق دی زمین کو گُل سے
ذاتِ احمد سے کیا نبیوں پہ احسان تُو نے
فخر کرتا ہے نصیبہ پہ سدا یہ خلیلؔ
اپنے محبُوب کا بنایا ثنا خواں تُو نے

Marfat.com

دُعاءِ خلیل بدرگاہِ ربِّ جلیل

لُطف کر مجھ پہ خدایا مُصطفٰے کے واسطے
بخش دے میرے گناہ خیر الوریٰ کے واسطے

صحت و آرام کامل دے مجھے امراض سے
اے حکیم دو جہاں اپنی شفا کے واسطے

نامۂ اعمال سے میرے سیاہی محو کر
روسیہ کیجیو رسُول رہنما کے واسطے

چھوڑ جائیں جبکہ اقربا مجھ کو گورِ تنگ میں
دے کشایش وہاں الٰہی مجتبیٰ کے واسطے

گورِ تنگ و تاریک کو کر دے تو روشن فراخ
ہادی راہِ ھدےٰ بدر الدجےٰ کے واسطے

جب نکیرین آئیں پرسش کو میری قبر میں
جواب کر تلقین شفیع دوسرا کے واسطے

پار کر دے مجھ کو پُل صراط سے مانندِ نسیم
مُصطفٰی کے واسطے آلِ عبا کے واسطے

مشکلات سخت جو درپیش ہوں روزِ حشر
سہل و آساں کر سبھی مشکل کشا کے واسطے

نامۂ اعمال سیدھے ہاتھ میں دے اے خدا
آل و اولاد رسولِ کبریا کے واسطے

دو جہاں میں سرخرو رکھ مجھ کو اپنے فضل سے
چار یار شہنشاہ انبیا کے واسطے

غیر کا محتاج نہ کر خالق و رازق مجھے
انبیاء اولیاء اتقیاء کے واسطے

تشنگی سے روزِ محشر مجھے محفوظ رکھ
قاسمِ کوثر جنابِ مُصطفٰے کے واسطے

کر مُشرّف مجھ کو دیدارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا
اپنے افضال و کرم لُطف و عطا کے واسطے

جو کروں میں التجا تجھ سے وہ سب ہو مستجاب
در اجابت کا کُشادہ رکھ دُعا کے واسطے

دامنِ اُمید بھر میرا گُلِ مقصود سے
اس گُلِ گلزار قُربِ کبریا کے واسطے

Marfat.com

فروغ

خُدا نے بخشا ہے وہ آپ کے آستاں کو فروغ
ہَے مدح گوئی سے جس کے دل وزباں کو فروغ

رَچا ہَے ہر گُل و غُنچہ میں رنگِ محبُوبی
آپ کی ذات سے گلشنِ جہاں کو فروغ

لکھا ہَے ہر دَر و دیوارِ جنّت پر آپ کا نام
حُصولِ نُور نبوّت سے ہَے جِناں کو فروغ

خُدا کا شُکر ہَے خلیلؔ ہزار احسان ہَے
ہوَا ہَے وصفِ نبی سے میرے بیاں کو فروغ

Marfat.com

حمد

روشن ہے تجھ پہ خود تو یہ اظہار کیا کرے

اس جلوہ لاثانی کا اظہار کیا کرے
خود گم ہو تحیّر میں تو گفتار کیا کرے

بندہ غریب و مفلس و نادار کیا کرے
تجھ سے طلب کرے نہ طلبگار کیا کرے

ہمسر نہ ثانی تیرا نہ کوئی نظیر ہے
واحد ہے احد ہے اور یہ اقرار کیا کرے

عاشق کے واسطے تیرا دیدارِ خُلد ہے
غلماں و حورِ خُلد کا گلزار کیا کرے

شانِ جلالی اور جمالی جو دیکھ لے
پھر وہ بیاں آپ کے اسرار کیا کرے

اِک لفظِ کُن ہی جب تیرے کونین کا نمود
توحید ختم حد ہے تو تکرار کیا کرے

کوشش تو خاص لوگوں کی درگاہ میں تیری
رحمت کا منتظر نہ ہو تو سیاہ کار کیا کرے

صوم و صلاۃ تقویٰ نہیں جب یہ عرض ہے
بندہ نوازِ بندہ گنہگار کیا کرے

وارفتہ جنوں کی تو حالت عجیب ہے
محو ہے تجھ میں یہ تیرا دیدار کیا کرے

بندے بے بس جبیں تیری درگاہ میں رکھی
اے بے نیاز تجھ سے یہ تکرار کیا کرے

خلیلؔ ہے منتظر تیری رحمت کا اے رحیم
روشن ہے تجھ پہ خود تو یہ اظہار کیا کرے

Marfat.com

نعت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

روضہ اقدس رہے میری نظر کے سامنے

جبکہ میں پہنچوں شہ جنّ و بشر کے سامنے
جلوہ نورِ الٰہی ہو نظر کے سامنے

یہ تمنا ہے خداوند دو عالم سے
روضہ اقدس رہے میری نظر کے سامنے

انبیا و اولیا حور و ملائک جنّ و انس
دست بستہ رہتے تھے عالی گہر کے سامنے

نیم بسمل سے تڑپتے ساتھ میں احباب ہوں
یوں ہجوم عاشقاں ہو ان کے در کے سامنے

شرم آتی ہے گناہوں سے بہت ہوں میں خجل
لے کے کیا منہ جاؤں گا خیر البشر کے سامنے

قبر میں احباب رکھیں جس گھڑی یا شاہ دیں
جلوہ فرما آپ ہوں خستہ جگر کے سامنے

یا خدا خلیلؔ سر سے جا کر مدینہ پاک میں
دفن ہو یہ روضہ خیر البشر کے سامنے

Marfat.com

بجز تیرے در کے کہاں ہے ٹھکانہ

مدینہ میں پھر یا شاہِ طیبہ بلانا
سنہری جالیاں سبز گنبد دکھانا
صبا ہو اگر تیرا روضہ پر جانا
میرا قصّہ غم سب اُن کو سنانا
عجب حال ہے درد فرقت سے میرا
مبارک ہو یہ مذہب رہ عاشقانہ
زلیخا ہوئی حسنِ یوسف پہ شیدا
حبیبِ خدا تم پہ شیدا زمانہ
پلا دے لے جامِ عرفانِ وحدت
تو مشرب بنا دے میرا عارفانہ
کرے کس سے فریاد جا کر یہ خلیلؔ
بجز تیرے در کے کہاں ہے ٹھکانہ

Marfat.com

صبا کے ہاتھ

ہے شرم نام و ننگ میری مصطفیٰ کے ہاتھ
اور ہاتھ مصطفیٰ کے ہیں ربّ العلیٰ کے ہاتھ

دکھلا دے مجھ کو روضہ پُر نور اے خدا
کرتا ہوں صبح و شام دعائیں اُٹھا کے ہاتھ

مُشتاقِ دید رُتبہ اصحاب کیا لکھے
ہاتھوں میں اِن کے آئے حبیبِ خدا کے ہاتھ

کیونکر لگیں نہ ہاتھ مضامین لغتیہ
پہنچے ہیں عرش پر میرے فہم و ذکا کے ہاتھ

بیتاب ہے خلیلؔ ہجرت زدہ حضورؐ
خطِ فراق دیتا جو ہوتے صبا کے ہاتھ

فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

امیر المؤمنین حضرت علیؓ ابن ابی طالب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری اُمت میں چودہ خصلتیں پیدا ہوں تو اس پر مصیبتیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی دریافت کیا گیا یا رسول اللہؐ! "وہ کیا ہیں"؟ فرمایا:

(۱) —— جب سرکاری مال ذاتی ملکیت بنا لیا جائے

(۲) —— امانت کو مالِ غنیمت سمجھا جائے

(۳) —— زکوٰۃ جرمانہ محسوس ہونے لگے

(۴) —— شوہر بیوی کا مطیع ہو جائے

(۵) —— بیٹا ماں کا نافرمان ہو جائے

(۶) —— آدمی کی عزت اس کی برائی کے ڈر سے ہونے لگے

(۷) —— آدمی دوستوں سے بھلائی کرے اور باپ پر ظلم ڈھائے

(۸) —— مساجد میں شور مچایا جائے

(۹) —— قوم کا رذیل ترین آدمی اس کا سربراہ ہو جائے

(۱۰) —— نشہ آور اشیاء کھلم کھلا استعمال کی جائیں

(۱۱) —— مرد ریشم پہنیں

(۱۲) —— آلاتِ موسیقی کو اختیار کیا جائے

(۱۳) —— رقص و سرور کی محفلیں سجائی جائیں

(۱۴) —— اس وقت کے لوگ، اگلوں پر لعن طعن کرنے لگیں

تو لوگوں کو چاہیے کہ پھر وہ ہر وقت عذابِ الٰہی کے منتظر رہیں خواہ وہ سرخ آندھی کی شکل میں یا اصحاب سبت کی طرح صورتیں مسخ ہونے کی شکل میں ہو (ترمذی باب علامات، الساعۃ

کُتے

بچے

پانچ خصلتیں بچوں میں ایسی ہیں۔ جو اگر بڑوں میں ہوں تو ابدال کے درجہ کو پہنچ جائیں:

(۱) غم روزی کا نہیں رکھتے

(۲) بھوکے ہوتے ہیں تو خدا کی شکایت نہیں کرتے

(۳) جب آپس میں لڑتے ہیں تو کینہ اور بغض نہیں رکھتے

(۴) جب ڈرتے ہیں تو آنکھوں سے آنسو بہاتے ہیں

(۵) روزی کا ذخیرہ نہیں کرتے

کُتّے

سات عادتیں کُتّوں میں ایسی ہیں جو کاملوں کی ہیں:

(۱) بھوکا رہنا یہ عادت صالحین کی ہے۔

(۲) رات کا جاگنا یہ عادت زاہدین کی ہے۔

(۳) باوجود جور و جفا کے اپنے مالک کا ساتھ نہ چھوڑنا یہ عادت مریدین کی ہے۔

(۴) اس کی جگہ سے اُسے اٹھا دیا جائے تو اس کا جگہ خوشی چھوڑ دینا علامت رضا کی ہے۔

(۵) اسے اگر دور کیا جائے اور پھر بلایا جائے تو دور کرنے کا کینہ نہ رکھنا علامت تسلیم کی ہے۔

(۶) کھانے کے وقت اس کا دور بیٹھنا اور منتظر رہنا علامت مساکین کی ہے۔

(۷) جو کوئی اس پر التفات کرے اس کے پیچھے دوڑنا علامت محبین کی ہے۔

Marfat.com

درویش وگدا

درویش وگدا میں بڑا فرق ہے۔ درویش وہ ہے جو دنیا کو ترک کر دے اور گدا وہ ہے جس کو دنیا ترک کر دے۔

سیدھے راستے

آنا ـــــ چاہتے ہو۔ تو غریبوں کی مدد کو آؤ
جانا ـــــ چاہتے ہو۔ تو متبرک مقامات کی زیارت کو جاؤ
پینا ـــــ چاہتے ہو۔ تو طیش اور غصہ پیو۔
لینا ـــــ چاہتے ہو۔ تو ماں باپ اور بزرگوں کی دعائیں لو
دینا ـــــ چاہتے ہو۔ تو خدا کی راہ پر دو۔
رونا ـــــ چاہتے ہو۔ تو بُرے اعمال پر روؤ
بیٹھنا ـــــ چاہتے ہو۔ تو نیکوں کی صحبت میں بیٹھو
بولنا ـــــ چاہتے ہو۔ تو اچھے کلمات بولو
لڑنا ـــــ چاہتے ہو۔ تو ملک وقوم کی خاطر لڑو
مارنا ـــــ چاہتے ہو۔ تو اپنے نفس کو مارو
جینا ـــــ چاہتے ہو۔ تو غازی بن کر جیو
مرنا ـــــ چاہتے ہو۔ تو شہید ہو کر مرو۔

مالداری

ضروریات کو کم کر لینا سب سے زیادہ مالداری ہے۔

سچ اور جھوٹ

ایک مرد دانا سے کسی نے پوچھا کہ جھوٹ بولنے میں کیا نقصان ہے ؟ اس نے کہا کہ اس کی سچی بات کا بھی اعتبار جاتا رہتا ہے۔ پھر پوچھا سچائی میں کیا فائدہ ہے۔ اس نے کہا جھوٹ کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

گناہ

کوئی گناہ کسی کی رضامندی سے حلال نہیں ہو جاتا۔

عقل مند

عقل مند وہ ہے جو خدا کی خوشنودی حاصل کرے قبل اس کے کہ وہ خدا کے روبرو بلایا جائے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مُقدّمہ

حُضور پُرنُور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے ترجمے اب عام ہو گئے ہیں اور مسلمان انہیں بڑے ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں مگر ظاہر ہے کہ محض اردو ترجمہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وارشادات کو صحیح طور پر نہیں سمجھا جا سکتا۔ جو مُعلّم کائنات ہے اور ان کا قلب اقدس بے شمار اسرارِ غیب اور لطائف وحکم کا خزینہ ہے اور جس کو کتاب و حکمت دے کر مبعُوث کیا گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے کتنے ہی ارشادات ایسے غامض اور لطیف ودقیق ہیں کہ جب تک علمِ حدیث سے باخبر حضرات ان کے اسرار نہ کھولیں اور سیاق وسباق اور اصول دین کی روشنی میں ان کے معنی واضح نہ کریں اور ہر حدیث مبارکہ کی توضیح وتشریح نہ کریں! ایک عام انسان کے لیے محض ترجمہ سے ان کی تہ تک پہنچنا بہت دشوار ہے۔ احادیث کے اُردو مترجم نے جہاں عوام کی ایک گُونہ دینی رہنمائی کا سامان مہیا کیا ہے وہاں ان کو نہایت ہی خطرناک الجھنوں میں مبتلا کر دیا ہے بلکہ عام گمراہوں نے عموماً اور منکرینِ حدیث نے خصوصاً غلط ترجمے چھاپ کر بہت سی غلط فہمیاں پھیلائی ہیں۔

میرے زیرِ مطالعہ زیادہ تر پرانی کتب۔ خصائص مصطفےٰ۔ الوفا الوفا۔ کیمیائے سعادت احیائے علوم۔ منہاج العابدین۔ فیوض الباری مرتبہ جناب علامہ محمود احمد رضوی رہی ہیں اور اب بھی وقتاً فوقتاً انہی کتب سے استفادہ کرتا رہتا ہوں۔ انہی کتب میں خصوصاً

Marfat.com

فیوض الباری سے میں نے چند احادیث کی تشریح پیش کرنے کی جرأت کی ہے۔ مجھے اپنی بے مبضاعتی اور کم علمی کا پورا پورا احساس ہے محض اس نیت سے کہ آجکل اس پرفتن دور میں کون اتنی ضخیم کتب کو خرید کر کے مطالعہ کرے گا۔ راقم الحروف نے چند اہم احکامات کی احادیث کی توضیح و تشریح آسان اور سہل کر کے پیش کرنے کی ہمت کی ہے۔

توضیح الحدیث اور تشریح بیان کرنے سے پہلے باری تعالیٰ کے ارشاد یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (یہ رسول قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں) کی تفسیر و تشریح پیش کی جائے تاکہ حدیث کا مفہوم بہ آسانی ذہن نشین ہو سکے۔

اس میں شک نہیں کہ کتاب (قرآن کریم) دین و شریعت کی اصل ہے اور دلائل شریعہ سب سے مقدم اور محکم قرآن کریم ہی ہے۔ مگر یہ بات منکرین حدیث کو بھی تسلیم ہے کہ قرآن صرف اصول دیتا ہے اور اپنے اصول کی تشریح و توضیح کسی اور پر چھوڑ دیتا ہے آخر کیوں؟ کیا قرآن ناقص ہے؟ کیا وہ ملت کا دائمی اور آخری ضابطۂ حیات نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے تو پھر قرآن میں اصول کیوں نہیں؟ اجمال اور ابہام کیوں ہے؟ تو اس کی وجہ بھی خود قرآن کریم نے ہی بتادی۔ اس نے ہمیں بتایا کہ اگر محض کتاب اتار دی جاتی اور اس کے ساتھ کوئی رسول نہ آتا تو لوگ آیات کے معانی میں اختلاف کرتے اصول کی جزئیات میں لڑتے جھگڑتے اور کوئی ان کی تسلی کرنے والا اور غلطی کی نشاندہی کرنے والا نہ ہوتا اور اس طرح اللہ کی کتاب جدال و نزاع کا اکھاڑہ بن جاتی اس لیے اللہ تعالیٰ نے کتاب کے ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مبعوث کیا اور قرآن کریم کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔ یہ صرف اس لیے تاکہ لوگ اپنے طور پر نہیں بلکہ رسول کے بیان اور تشریح کی روشنی میں قرآن کریم کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ قرآن کریم نے اپنے ساتھ

Marfat.com

رسول کے اس تعلق کو بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے :

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ

(ہم نے ذکر قرآن آپ پر اس لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ خوب کھول کھول کر بیان کر دیں اس کو جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے)

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں کہ قرآن کے ساتھ رسول کو اس لیے بھیجا گیا ہے کہ رسول قرآن کے شارح ہیں اور ان کا فرض نبوت یہ ہے کہ وہ قرآن کی خوب تشریح و توضیح فرمائیں اور اُمت کا فرض یہ ہے کہ وہ رسول کا اتباع کرے اور اس کے اسوہ حسنہ پر چلے :

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(تمہارے لیے رسول کریم میں بہترین نمونہ ہے)

پھر یہ ہی نہیں کہ قرآن کریم نے صرف ایک ہی جگہ رسول کے اس منصب اور فرض کو بیان کر دیا بلکہ متعدد مقام پر رسول کے فرائض اور اس کے مراتب سے دنیا کو آگاہ کیا گیا چنانچہ فرمایا :

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۔

(یہ رسول قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں)

اس آیت میں دو چیزیں الگ الگ ذکر کی گئی ہیں (۱) تلاوت آیات (۲) تعلیم کتاب آیات کی تلاوت کا مطلب تو بالکل واضح ہے ۔ البتہ تعلیم کتاب کی مراد پر غور کرنا ہے اگر تعلیم کتاب سے بھی قرآن کی عبارت پڑھ کر سنانا اور یاد کرانا ہی مقصود ہے۔ تو تلاوت آیات سے الگ کوئی چیز نہ ہوئی ۔ حالانکہ وہ اس سے الگ چیز ہے اور الگ ہی ذکر کی گئی ۔

Marfat.com

تو معلوم ہوا کہ بنصِ تعلیم کتاب سے مراد قرآن کی تشریح اس کے معانی و مطالب کی توضیح ہی ہے۔ جب قرآن مجید سے یہ ثابت ہوگیا کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائضِ نبوت میں الفاظ و کلمات قرآن کریم کی تلاوت ہے۔ اسی طرح اس کے معانی و مطالب کا بیان بھی فرائض رسالت میں داخل ہے تو اب لازمی طور پر ماننا پڑے گا کہ جس طرح متنِ قرآن حجت ہے اسی طرح اس کی نبوی تشریح بھی حجت ہے۔ ورنہ قرآن کا آپ کو معلم کتاب، کہنا اور کتاب کی تعلیم کو آپ کا فرض رسالت قرار دینا بالکل بے معنی ہوگا۔ جب قرآن سے حضور علیہ السلام کا معلم اور شارح ہونا ثابت ہوگیا۔ تو جو شخص آپ کی رسالت، پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کو یہ بھی اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ جیسے حضور علیہ السلام نے متن قرآن کی تلاوت و تبلیغ کی۔ اسی طرح آپ نے قرآن کے مطالب و معانی بھی بیان فرمائے۔ پھر جب قرآن کریم اللہ کی آخری کتاب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی، تو نہ اب، کوئی نئی کتاب، آسکتی ہے اور نہ کوئی دوسرا نبی۔ اور اس آخری کتاب کا اس کے نزول کے وقت سے رہتی دنیا تک باقی رہنا ضروری ہے جب اس کی بقا ضروری ہے تو قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے حضور علیہ السلام کی قولی و فعلی تشریحات، و توضیحات کا بھی ہر دور اور ہر زمانہ میں منقول اور موجود رہنا ضروری ہے۔

الغرض: ان دو نصوصِ قرآنیہ سے ثابت ہوا کہ:

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے شارح ہیں۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح متنِ قرآن کی تبلیغ کی اسی طرح آپ نے قرآن مجید کے مطالب و معانی بھی بیان فرمائے۔

(۳) جب قرآن کریم کا بانی رہنا ضروری ہے تو حضور علیہ السلام کی تشریح کا باقی رہنا بھی ضروری ہے۔

(۴) جب قرآن مجید کی دین میں حجت یقینی ہے تو قرآن حکیم کی شرح بھی دین میں حجت یقینی ہے۔

Marfat.com

اور قرآن حکیم کے ساتھ اس کی شرح (حدیث) کو ماننا بھی ضروری ہے۔

تعلیمِ حکمت

اب آیۂ زیرِ غور کے دوسرے ٹکڑے پر غور کیجئے۔ تعلیم قرآن کے ساتھ تعلیم حکمت بھی حضور علیہ السلام کا ایک فریضہ بتایا گیا ہے۔ یعنی جس طرح قرآن کریم کے مفہوم و مطالب کو بیان کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرضِ نبوت ہے۔ اسی طرح حکمت کی تعلیم دینا بھی آپ کا فرض ہے۔

یہ حکمت، کیا ہے؟ قرآن بتاتا ہے کہ حکمت ایک ایسی چیز ہے جو اللہ نے قرآن شریف کے علاوہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے:۔

(۱) وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔

اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی اور حکمت بھی نازل کی اور سکھا دیا تم کو وہ جو تم نہیں جانتے تھے۔ اور تم پر تو اللہ کا بڑا فضل ہے۔

(۲) وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ۔

یاد کرو اس کو جس کی تلاوت ہوتی ہے تمہارے گھروں میں آیتیں اور حکمت۔

ان دونوں آیتوں سے واضح ہوا کہ جس طرح حضور علیہ السلام پر قرآن نازل ہوا۔ اسی طرح اللہ نے آپ پر حکمت بھی نازل کی۔ اب یہ حکمت کیا ہے؟ جو ازواجِ مطہرات کے گھروں میں قرآن آیتوں کے علاوہ پڑھی جاتی تھی؟ وہ کیا چیز تھی جو حضور السلام ان کو قرآن کے علاوہ سناتے تھے؟ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور سنت تھی یعنی قرآن کی تشریح فرمانے کے ضمن میں حکمت و دانائی کی وہ باتیں جو الفاظ قرآن کے علاوہ حضور سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس یا فعل و عمل سے ظاہر ہوئیں۔ وہی حدیث اور سنت ہے۔ اور اسی کو قرآن نے حکمت سے موسوم کیا ہے اور چونکہ اس آیت سے حکمت کے یاد رکھنے کا وجوب بھی ثابت ہوا۔ پھر یاد رکھنے سے اصل مقصود ہی عمل ہے تو سنت و حدیث پر عمل کا واجب ہونا بھی ثابت ہوا۔ اور جب سنت ہی کا دوسرا نام حکمت ہے اور حکمت منزل من اللہ ہے تو اس سے سنت کا منزل من اللہ اور وحی الٰہی ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ اسی لیے حضور سرور عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکمت کو اللہ کی طرف سے دینے جانے کی تصریح فرمائی:

اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ۔ (ابوداؤد)	خبردار مجھے قرآن عطا کیا گیا اور اس کے ساتھ ایک اور چیز اس کی مثل دی گئی ہے۔

یہ قرآن کی مثل کیا چیز تھی؟ جس کے متعلق آپ نے فرمایا "مجھے دی گئی"۔ کیا خود بخود آپ میں وہ چیز موجود نہ تھی۔ بلکہ خدا کی طرف سے تھی۔ وہ حکمت ہی تھی۔ اور حکمت سنتِ رسول ہے۔ تو معلوم ہوا کہ قرآن کی جو تشریح و توضیح حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے وہ اللہ کی وحی اور اس کی ہدایت کے ماتحت ہوتی تھی۔ جب وہ اللہ کی ہدایت کے ماتحت ہوتی تھی۔ تو پھر اس کا دین کا بننا اور مامور بہ ہونا بالکل ظاہر بات ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ جس طرح قرآن مجید کو ماننا ضروری ہے۔ اسی طرح سنت رسول کو ماننا اور اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے اور سنت کے بغیر فہم قرآن ناممکن ہے۔

رسول کا مرتبہ و مقام

حقیقت یہ ہے کہ منکرین حدیث دراصل منصب نبوت و رسالت کے منکر ہیں۔ اسی لیے وہ یہ کہتے ہیں کہ رسول کا کام صرف اللہ کی وحی کو بندوں تک پہنچا دینا ہے

Marfat.com

اور بس۔ باقی رہے اس کے اقوال و اعمال یہ دین نہیں ہیں۔ لیکن قرآن صاف لفظوں میں ان کے اس کافرانہ نظریہ کی تردید کرتا ہے۔ وہ بتاتا ہے: کہ رسول کا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہی نہیں ہے بلکہ پیغامِ الٰہی کے معانی و مفہوم، تشریح و مطالب کو بیان کرنا بھی اس کا فرض ہے۔ رسول صرف قاصد ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ مطاع، ہادی، امام، مربی، حاکم، مُبشّر، نذیر، سراج منیر، صاحب حکمت، صاحبِ خلق عظیم، صاحب مقام محمود، محبتیٰ مصطفیٰ، مقبول مبین، شارح، معلّم، حکم، مزکّی، داعی الی اللہ، آمر و ناہی بھی ہوتا ہے۔

رسول کے ان اوصافِ جلیلہ پر قرآن مجید کی آیات شاہد ہیں جن کی تفصیل کے لیے دفتر درکار ہے۔ تاہم چند آیات قرآنیہ یہاں درج کی جاتی ہیں جو رسول کے مرتبہ و مقام کی وضاحت کے لیے کافی ہوں گی:۔

(۱) مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ — ہم نے جو بھی رسول بھیجا ہے اسلیئے بھیجا ہے کہ اسکی اطاعت کی جائے۔

(۱) اس آیت میں یہ بتایا گیا کہ رسول کو ماننے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ یہ نہیں ہے کہ اس کو صرف اللہ کا رسول مان لیا جائے۔

(۲) پھر اطاعت رسول کا حکم جہاں جہاں آیا ہے بالکل اطلاق ہے اس میں کوئی قید نہیں ہے کہ فلاں امور میں تو رسول کی اطاعت کرو اور فلاں میں نہیں، جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول ایک حاکم عام ہے جو حکم بھی وہ دے مومنوں کو اس کا ماننا لازمی ہے۔

(۳) قرآن نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت کی طرح ہے رسول کی اطاعت ایک عام انسان کی اطاعت کی طرح نہیں ہے جیسا کہ جاہل کفار کا خیال تھا جو کہتے تھے:۔

هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ — کیا یہ تم جیسا ایک بشر نہیں ہے

وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ۔

اگر تم نے اپنے جیسے ایک بشر کی اطاعت کی، تو تم ضرور ٹوٹے میں رہو گے۔

(۳) قرآن نے جاہل کفار کے اس خیال کی تردید کردی اور مومنوں کو یہ اطمینان دلایا کہ رسول کی اطاعت، عام انسانوں کی اطاعت کی طرح نہیں بلکہ دراصل خدا کی اطاعت ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔

جس نے رسول کی اطاعت کی اسی نے اللہ کی اطاعت کی

(۴) قرآن نے یہ بھی بتایا ہے کہ رسول من جانب اللہ امام اور راہ نما ہوتا ہے اور ہر اختلاف اور نزاع کی صورت میں رسول کو حکم بنانا اسی طرح ضروری ہے جس طرح خدا کو:

وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا۔

ہم نے انبیاء کو ہدایت کا امام بنایا ہے، وہ ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے ہیں

(۵) اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔

اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اولی الامر کی جو تم میں سے ہوں۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی بات میں نزاع ہو تو اس میں اللہ و رسول کی طرف رجوع کرو۔

فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ کا فقرہ خاص طور پر قابل غور ہے۔ مسائل شرعی میں جب مسلمانوں کے درمیان اختلاف واقع ہو تو حکم ہے کہ خدا اور رسول کی طرف رجوع کریں۔ اس میں خدا اور رسول دونوں کو حکم بنانے کا حکم ہے۔ اگر مرجع بالکل

Marfat.com

قرآن مجید ہوتا تو فَرُدُّوْہ اِلَی اللّٰہِ کہنا کافی تھا لیکن اس کے ساتھ وَالرَّسُوْلِ بھی کہا گیا۔ جس میں صاف، وضاحت ہے کہ قرآن کے بعد رسول کا طریقہ ہی مرجع ہے اور دین کے اصلی دو جزو قرآن اور حدیث ہی ہیں۔

(۶) قرآن نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو دل و جان سے ماننا اہلِ ایمان کے لیے فرض بلکہ شرط ایمان ہے۔ جو شخص رسول کے فیصلہ کو نہ مانے وہ بے ایمان ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ .... الخ	اے رسول! تیرے رب کی قسم یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک وہ اپنے تمام معاملات میں تمہیں حکم نہ مان لیں۔
(۷) مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ۔	کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا فیصلہ کر دیں تو پھر ان کو اپنے معاملہ میں خود کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار باقی رہے۔

یہاں کسی زمانہ کی قید نہیں ہے مومن و مومنہ سے صرف عہد نبوی کے مومن مرد و عورت مراد نہیں ہیں۔ بلکہ قیامت تک کے ہیں۔ اَمْرًا کا لفظ نہایت عام ہے جو ہر قسم کے معاملات پر حاوی ہے مطلب یہ ہے کہ ہر کام اور ہر بات میں خدا و رسول کے فیصلہ کو تسلیم کرنا فرض ہے۔

(۸) قرآن نے یہ بھی اعلان کیا کہ اللہ کی طرح اس کے رسول کو بھی ساری دنیا کی چیزوں سے محبوب رکھنا ضروری ہے جو ایسا نہ کریں وہ فاسقین سے ہیں اور

اللہ کی ہدایت، سے محروم ہیں جب، اللہ اور رسول کسی کام کی دعوت دیں اور پکاریں تو اس پر لبیک کہنا ہر مومن کے لیے فرض ہے۔

اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِہَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ۔	اگر (یہ دنیا) تم کو اللہ اور اُس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہے تو اللہ کے امر (عذاب) کا انتظار کرو۔
(۹) اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ۔	اللہ اور اس کا رسول جب تمہیں آواز دیں، تو فوراً لبیک کہو۔

(۱۰) اور یہ بھی کہ مومن وہی ہیں جو اللہ اور رسول کے حکم پر لبیک کہتے ہیں۔ اور اللہ اور رسول دونوں کی اطاعت کرتے ہیں۔

اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَہُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔	ایمان والوں کو جب اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تاکہ اللہ اور رسول ان کے درمیان فیصلہ دیں۔ تو ان کا جواب، سوا اس کے کچھ نہیں ہوتا کہ وہ کہیں سمعنا واطعنا۔

(۱۱) قرآن نے یہ بھی بتایا کسی شخص کی کامیابی اور فوز و فلاح کے لیے جس طرح اللہ کی اطاعت ضروری ہے اسی طرح رسول کی اطاعت بھی فرض ہے جس طرح اللہ کی نافرمانی گمراہی و بدبختی ہے اسی طرح رسول کی نافرمانی کا حال ہے۔

مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا	جس نے اطاعت کی اللہ کی اور اس کے رسول کی اس نے بڑی مراد کو پالیا

Marfat.com

(۱۲) وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۔ — جس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی۔ وہ کھلی ہوئی گمراہی میں ہے

(۱۳) قرآن نے یہ ہدایت بھی دی ہے کہ مسلمانوں کو رسول کی نافرمانی کی کوئی بات بھی آپس میں نہیں کرنی چاہیئے۔ ایک مومن کا اپنی جان پر جتنا حق ہے اس سے کہیں زیادہ اس کی جان پر نبی کا حق ہے۔ اور اللہ کے ساتھ نبی کو راضی کرنا بھی ضروری ہے بلکہ شرط ایمان ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ۔ — اے ایمان والو! جب تم چپکے چپکے بھی کوئی بات کرو۔ تو گناہ زیادتی اور ظلم اور رسول کی نافرمانی کی کوئی بات نہ کرو۔

(۱۴) اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ — نبی زیادہ قریب ہے۔ مومنوں کی جانوں سے۔

(۱۵) وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ — اللہ کے ساتھ اس کے رسول کو بھی راضی کرنا ضروری ہے۔

(۱۶) قرآن نے ان منافقین کی مذمت بھی کی ہے جو اپنی خود غرضی اور منافقت کی وجہ سے اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت میں کوتاہی کرتے تھے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا۔ — جب ان سے کہا جاتا ہے آؤ اس کتاب کی طرف جس کو اللہ نے نازل کیا اور رسول کی طرف آؤ۔ تو اے رسول تو دیکھے گا ان منافقوں کو کہ اعراض کرتے ہیں تیری طرف سے۔

اس آیت میں رسول کی اطاعت کا جس طرح حکم دیا گیا ہے وہ اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ رسول کی اطاعت مستقل طور پر فرض ہے۔ دیکھئے ما انزل اللہ تو کتاب ہے لیکن والی الرّسول یہ کتاب نہیں ہے یہ تو رسول کی مستقل طور پر اطاعت کا حکم ہے۔

(۱۷) قرآن نے یہ بھی اعلان کیا کہ کفار دوزخ میں ڈالے جانے کے بعد جس طرح اللہ کی نافرمانی پر کف افسوس ملیں گے۔ اسی طرح رسول کی نافرمانی پر بھی افسوس کریں گے۔

یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ	جس دن ان کے منہ الٹ الٹ
فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ	کر آگ میں تلے جائیں گے تو کہتے ہوں
یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ	گے ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم
اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا (احزاب)	مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا

اگر رسول کی اطاعت، ایک مستقل اطاعت نہیں تھی تو پھر اللہ اور رسول کی اطاعت کو اطاعت کو علیحدہ علیحدہ بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

(۱۸) قرآن نے یہ بھی بتایا کہ رسول کی اطاعت غیر مشروط اور غیر محدود طور پر ہے اس میں کسی زمانہ کی قید نہیں ہے اور رسول مستقل طور پر خدا کی طرح مطاع ہے۔ فرق یہ ہے کہ رسول کی اطاعت خدا ہی کے حکم اور اذن سے کی جاتی ہے۔

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا	اطاعت کرو اللہ کی اور اُس کے
الرَّسُوْلَ۔	رسول کی۔

یہاں اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کو اَطِیْعُوا اللّٰهَ سے ایک مستقل جملہ کی شکل میں لایا گیا ہے۔ جس سے اس امر کی وضاحت مقصود ہے کہ رسول کی اطاعت بھی مستقل طور پر فرض ہے۔ اور اگر اس کا یہ مطلب ہوتا کہ بس رسول جو کتاب لائے ہیں اس کو مانا جائے

Marfat.com

تو صرف اطیعوا اللہ کہنا ہی کافی تھا۔ اطیعوا الرسول کے اضافہ کی ضرورت نہ تھی۔

(۱۹) قرآن نے یہ بھی بتایا ہے کہ رسول کی مستقل طور پر اطاعت اس لیے ضروری ہے کہ رسول جو کچھ کہتا ہے۔ وہ خدا کی ہدایت اور اس کی وحی کے ماتحت کہتا ہے وہ اپنے نفس کی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتا۔ اس لیے تم کو مطمئن ہو جانا چاہیئے کہ رسول کی پیروی میں کسی قسم کی گمراہی اور غلط روی کا خطرہ نہیں ہے۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا	تمہارے صاحب (محمد) نہ گمراہ
غَوٰى ۔ وَمَا يَنْطِقُ	ہوئے اور نہ کج رَو وہ اپنی خواہش
عَنِ الْهَوٰى اِنْ	سے نہیں بولتے (وہ جو کچھ کہتے ہیں)
هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۔	وحی سے کہتے ہیں جو ان پر کی جاتی ہے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى میں ھو کی ضمیر نطق رسول کی طرف لوٹتی ہے۔ جس کا ذکر مَا يَنْطِقُ میں کیا گیا ہے۔ اس آیت میں کوئی اشارہ بھی موجود نہیں ہے کہ نطق رسول کو صرف قرآن کے ساتھ مخصوص کیا جائے۔ یہاں تو ہر اس بات کو وحی الٰہی قرار دیا گیا ہے۔ جس پر نطق رسول کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول کا نطق (بولنا) خاص وحی سے ہوتا ہے اور اس میں رسول کی خواہش کو قطعاً دخل نہیں ہوتا۔

قرآن نے یہ تصریح اس لیے کی ہے۔ تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ دین سے متعلق رسول کی ہر بات خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر کسی ایک بات میں بھی یہ شبہ ہو جائے کہ رسول خواہشِ نفس سے بولتا ہے۔ اور اس کا نطق خدا کی وحی سے نہیں ہے۔ تو پھر تو رسالت پر سے اعتماد اُٹھ جائے گا۔ اس لیے قرآن نے وضاحت کر دی کہ رسول کا نطق وحی الٰہی سے ہے۔ اس کی زبان سے جو نکلتا ہے خاص خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ یہ ہی بات حضور علیہ السلام سے خود اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کر

Marfat.com

کے فرمائی ہے :

فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا یَخْرُجُ مِنْہُ اِلَّا حَقًّا (بخاری)

مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اس سے جو کچھ نکلتا ہے حق ہی نکلتا ہے۔

(۲۰) قرآن نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ اللہ کا اپنے نبی سے عارضی اور وقتی تعلق نہیں ہوتا کہ جب کبھی اس کو اپنے بندوں تک کوئی پیغام پہنچانا ہوا اسی وقت یہ تعلق قائم ہو اور اس کے بعد منقطع ہو جائے۔ بلکہ اللہ کا اپنے نبی سے دائمی تعلق ہوتا ہے چنانچہ ذیل کی آیت اس امر پر دال ہے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَ رَحْمَتُہٗ لَہَمَّتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْہُمْ اَنْ یُّضِلُّوْکَ وَ مَا یُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَہُمْ وَمَا یَضُرُّوْنَکَ مِنْ شَیْءٍ وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ۝

اے محبوب! اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان میں سے ایک گروہ تم کو راہ راست سے ہٹا دینے کا ارادہ کر ہی چکا تھا۔ مگر وہ خود اپنے آپ کو گمراہ کرنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے اور تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے (کیونکہ) اللہ نے تم پر کتاب اتاری اور حکمت نازل کی اور تمہیں وہ سب کچھ سکھا دیا جو تم نہیں جانتے تھے اور تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

اس آیہ مبارکہ میں تصریح کر دی گئی کہ حضور علیہ السلام کا نگران اللہ تعالیٰ ہے فضل الٰہی ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ دائمی طور پر آپ کی طرف متوجہ رہتا ہے اس لیے حضور علیہ السلام کے تمام اقوال و افعال اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہوتے ہیں۔

اسی مضمون کو اس آیۂ مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے۔

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔ اللہ تعالیٰ تم کو لوگوں کی دست رُد سے بچائے گا۔

اس آیۂ کا صرف یہ ہی مطلب نہیں ہے کہ جسم نبوّی کو دشمنوں سے محفوظ رکھا جائے گا۔ بلکہ یہ بھی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجُود مبارک اللہ کی حفاظت میں ہے۔ اس لیے نبی کی آنکھیں اور اس کی زبان حق دیکھتی اور حق ہی کہتی ہے۔ اور نبی دین سے متعلق جو کچھ فرماتا ہے۔ وہ منشا ءِ ایزدی کی ترجمانی ہوتی ہے۔

ان آیاتِ قرآنیہ نے بتادیا کہ نبی صرف پیامبر ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ امر و ناہی بھی ہوتا ہے اور وہ اپنے قول و عمل سے نازل شدہ کتاب کے احکام کی تفسیر و تشریح اور توضیح فرماتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی منشا کی ترجمانی ہوتی ہے اور دین سے متعلق رسول کا قول و عمل قرآنِ کریم کی طرح غیر متبدل اور واجب العمل ہوتا ہے۔

منکرین حدیث یہ بھی اکثر کہا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی نازل کی وہ قرآن میں بند ہے۔ قرآن مجید کے علاوہ آپ پر اور کوئی وحی نازل ہی نہیں ہوئی تھی لہٰذا صرف قرآن واجب العمل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال دین و شریعت نہیں ہیں لیکن ان کا ایسا کہنا عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے۔ دراصل اصطلاح شریعت میں وحی ان مطالب و معارف کا نام ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے انبیاء اکرام پر نازل ہوتے ہیں بنیادی حیثیت سے وحی کی تین قسمیں ہیں۔ براہ راست[1]، بلا واسطہ خطاب جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا۔ دوسرے[2] فرشتے کے واسطے سے کلام جیسا کہ نزولِ قرآن کے باب میں ہوا۔ تیسرے[3] ان دونوں طریقوں سے ہٹ کر مطالب و احکام کا قلب رسول پر نزول۔

یہ تیسری قسم ہی وہ ہے جس کی روشنی میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے بے شمار امور کی تفصیلی ہیئت، وشکل متعین کی اور قرآن کریم کے اجمال کو اس طرح مفصل کر دیا کہ اس کی تسلیم شرط ایمان ٹھیری۔ جو وحی قرآن کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آئی وہ صحت میں قرآن سے کم نہیں ہے اسی لیے قرآن کریم نے کہا کہ رسول جس سے روکے رُک جاؤ جس کا حکم دے اسے مان لو۔ ظاہر ہے قرآنِ حکیم یہ حکم اسی وقت دے سکتا ہے جبکہ رسول کریم کے امر و نہی میں قطعاً غلطی کا شائبہ بھی نہ ہو اس کی ہزار ہا مثالیں موجود ہیں۔

منکرین حدیث جمع و تدوین حدیث کے سلسلہ میں سب سے بڑا مغالطہ یہ دیتے ہیں کہ حدیث کی موجودہ کتابیں دوسری اور تیسری صدی میں تصنیف ہوئی ہیں۔ اور جامعین حدیث نے سنی سنائی باتوں کو جمع کر دیا ہے۔ اب، یہ کیسے مان لیا جائے کہ اتنے طویل عرصہ کے بعد جو باتیں جمع کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں۔ وہ حضور علیہ السلام ہی کی فرمودہ ہیں۔ خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کی کتابت سے صحابہ کو منع بھی کر دیا تھا۔ لیکن ان کا یہ دعویٰ صحیح نہیں۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ کتابت حدیث کا رواج عہد نبوی ہی میں شروع ہو چکا تھا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قولاً و فعلاً اس میں حصہ لیا ہے اور حفظ و ضبط و کتابت حدیث کا اہتمام عہد نبوی و عہد صحابہ و تابعین تمام ادوار میں جاری رہا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔

حدیث کی تبلیغ کا حکم

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام کو تاکیدی حکم تھا کہ جو لوگ میری مجلس میں حاضر ہوں۔ وہ میری حدیثیں خوب اچھی طرح یاد کریں اور جو نہ سن سکے دوسروں تک پہنچائیں۔

Marfat.com

رَحِمَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ کَلَامِیْ فَوَعَاھَا ثُمَّ اَدَّاھَا کَمَا سَمِعَھَا۔

اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے میرا کلام سنا اور اسے دوسروں تک پہنچایا۔

نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِیْثًا فَحَفِظَہٗ وَ بَلَّغَہٗ غَیْرَہٗ

اور اس شخص کے چہرہ کو روشن رکھے جو ہم سے حدیث سُن کر یاد رکھے اور دوسروں تک اسے پہنچادے۔

مَنْ حَفِظَ مِنْ اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا مِنَ السُّنَّۃِ حَتّٰی یُؤَدِّیَھَا اَلَیْھِمْ کُنْتُ لَہٗ شَھِیْدًا وَشَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

میرا جو امتی چالیس حدیثیں یاد رکھے اور ان کی تبلیغ کرے قیامت کے دن میں اس کے ایمان کی شہادت دوں گا۔ اور اس کی شفاعت کروں گا۔ (جامع بیان العلم)

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ کَانَ اٰیَۃً۔ وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔ (بخاری)

مجھ سے جو کچھ سنو اس کو دوسروں تک پہنچادو جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا اس کی جگہ جہنم ہے۔ (بخاری)

حَدِّثُوْا عَنِّیْ بِمَا تَسْمَعُوْنَ وَلَا تَقُوْلُوْا اِلَّا حَقًّا۔ وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ بُنِیَ لَہٗ فِیْ جَھَنَّمَ یُوْقَعُ بِہٖ۔ (طبرانی)

جو کچھ مجھ سے سنو عوام تک پہنچادو اور سچ کہو جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا اس کا مقام جہنم ہے۔ (طبرانی)

تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ

میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی سنّت جب تک

بِہٖ کِتَابُ اللّٰہِ وَ سُنَّتِیْ۔
(مستدرک)

تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے اس وقت تک گمراہ نہ ہو گے۔

فَمَنْ حَفِظَ شَیْئًا فَلْیُحَدِّثْ

جو میری حدیثوں کو حفظ کرے تو ان کو روایت بھی کرے۔

ان ارشادات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی احادیث کو یاد کرنے اور ان کی تبلیغ کرنے کا حکم دیا۔ حافظ حدیث کے مرتبہ و مقام کو بیان فرما کر حفظ و اشاعت حدیث کی اہمیت کو ظاہر فرمایا جس سے واضح ہو گیا کہ منشاء رسالت یہ ہی تھا کہ حدیث کی حفاظت ہو اور یہ دین کا جزو قرار پائیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو آپ حدیث کے بیان کرنے، اس کے یاد کرنے اور دوسروں تک پہنچانے پر سرسبز رہنے کی دعا نہ فرماتے۔ اب، یہ ملاحظہ کیجئے کہ صحابہ کرام و تابعین عظام نے حدیث کے حفظ و ضبط کا کیسا کچھ اہتمام کیا۔ اس کا اندازہ ذیل کی چند مثالوں سے ہو سکتا ہے۔

عہد نبوی میں حفظ حدیث

عہدِ نبوی میں حدیثوں کے حفظ یاد کرنے کا یہ اہتمام تھا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم لوگ حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے حدیثیں سنتے تھے۔ جب آپ مجلس سے اٹھتے۔ تو ہم آپس میں حدیثوں کا دورہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک آدمی کل حدیثیں بیان کر جاتا۔ پھر دوسرا، تیسرا بعض اوقات ساٹھ ساٹھ آدمی مجلس میں ہوتے تھے اور ساٹھوں باری باری سے حدیث بیان کرتے تھے اس کے بعد ہم اٹھتے تو حدیثیں اس طرح یاد ہوتیں۔ کہ گویا ہمارے دلوں میں بو دی گئی ہیں۔
(مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۱۶۱)

(۲) حضرت معاویہؓ کا بیان ہے کہ عہدِ نبوی میں فرض، نمازوں کے بعد صحابہ کرام

مسجد میں بیٹھ جاتے تھے اور قرآن پاک، اور حدیث، نبویہ کا اندازہ کرتے تھے۔
مستدرک جلد ۱ ص ۹۴۔

(۳) حضرت ابوسعید خدری کا بیان ہے کہ صحابہ کرام جب کہیں بیٹھتے تھے۔ تو ان کی گفتگو کا موضوع فقہ یعنی حضورؐ کی حدیثیں ہوتی تھیں یا پھر یہ کوئی آدمی قرآن پاک کی کوئی سورۃ پڑھے یا کسی سے پڑھنے کو کہے۔ (مستدرک حاکم ص ۹۴)

(۴) دور کے علاوہ انفرادی طور پر بھی حدیثوں کے یاد کرنے کا بڑا اہتمام تھا اور جن کو کوشش کے باوجود حدیثیں یاد نہ ہوتیں۔ تو وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیثوں کو محفوظ رکھنے کی تدابیر معلوم کیا کرتے تھے۔ جیسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے حافظہ کے متعلق عرض کیا تھا۔ نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں حدیثوں کو دل سے یاد کرتا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ازبر کرنے کے ساتھ ساتھ لکھتے بھی جاتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ ہم حدیثیں یاد کرتے تھے (مسلم جلد ۱ ص ۱) (ابن ماجہ ص ۹۴)

اس قسم کی بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نے عہد نبویؐ میں حفظ حدیث کا اہتمام بلیغ کر رکھا تھا عہد نبوی کے بعد عہد صحابہ کو لیجیے کہ اس دور میں بھی حدیث کو یاد رکھنے اور اپنے شاگردوں کو یاد کرنے کی برابر تاکید کی جاتی تھی۔

عہدِ صحابہ میں حفظ حدیث

(۱) حضرت انس بن عباس فرماتے ہیں تَذَاکَرُوا هٰذَا الْحَدِیْثَ لَا یَنْقَلِتْ مِنْکُمْ۔ حدیثوں کا آپس میں مذاکرہ (دور) کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارے

Marfat.com

ہاتھ سے نکل جائے (دارمی صہ ۷۸)

وہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ حدیث کو بار بار دہرایا کرو۔ اور اس کو مستحضر کرو۔ اگر اس طرح یاد کرو گے تو جاتی رہیں گی (دارمی)

حضرت ابن عباس کی یہ بھی تاکید تھی کہ ہر روز کچھ حدیثیں بیان کیا کرو۔

(۲) حضرت ابوسعید خدری بھی آپس میں حدیث کا دورہ کرتے تھے (دارمی صہ ۷۷ مستدرک جلد ۱ صہ ۹۴) بلکہ وہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ حدیثیں حفظ یاد کرو۔

(۳) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بھی اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے ایک دوسرے سے ملتے رہو اور باہم حدیث کا مذاکرہ کرتے رہو اس کو چھوڑ نہ دو غرضیکہ عہدِ نبوی کے بعد عہد صحابہ میں بھی حدیث کے حفظ و ضبط اور دَور کا باقاعدہ انتظام تھا۔ صحابہ کے شاگرد اپنے اساتذہ کے احکام کا پورا احترام کرتے تھے اور حدیث کے دَور سے کبھی غافل نہیں ہوتے تھے۔

عہد تابعینؒ میں حفظ حدیث

صحابہ کے بعد تابعین کا دَور آیا تو اس میں بھی حدیثوں کے حفظ کرنے اور اس کے مذاکرہ کے لیے مجالس قائم ہوتی تھیں۔ یونس کا بیان ہے کہ جب ہم حضرت حسن بصری کے پاس سے حدیثیں سُن کر اٹھتے تو پھر آپس میں دَور کرتے تھے۔

ان مختصر مثالوں سے آپ نے معلوم کر لیا کہ حفظِ حدیث کا عہدِ نبوی عہد صحابہؓ اور تابعینؒ میں کیا کچھ غیر معمولی اہتمام تھا۔

روایت میں محدثین کی بے نظیر احتیاط

حدیث کے حفظ و کتابت کے لیے صحابہ اکرام و تابعین عظام کا یہ غیر معمولی

اہتمام ملاحظہ فرمانے کے بعد اس حقیقت کو بھی پیش نظر رکھئے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اپنی حدیثوں کی اشاعت و تبلیغ کے لیے تاکیدیں فرمائیں وہاں اس کی بھی سخت تاکید کی کہ کوئی غلط بات آپ کی طرف منسوب نہ ہونے پائے۔ اس لیے ابتداء ہی سے محدثین کا گروہ حدیثوں کی روایت کرنے میں بے حد محتاط رہا۔ چنانچہ بعض صحابہ اس ڈر سے کہ بیان کرنے میں کچھ کمی بیشی نہ ہو جائے بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے ؎

بہتر ہے سب سے شافع اُمّت کی اِتّباع
خالق کی اِتّباع ہے حضرت کی اِتباع
مُتّبع ہوں مَیں صحابہ عالی مقام کا
جو ان کی اتباع وہ حضرت کی اتباع
لے جائے گی بچا کے جہنم سے خُلد میں
ہے باعثِ نجات شریعت کی اِتّباع
خلیلؔ کبھی نہ بھٹکیں گے وہ راہِ راست سے
کرتے ہیں جو کہ شاہِ رسالت کی اِتّباع

خُدا نے بخشا ہے وہ آپ کے آستاں کو فروغ
ہے مدح گوئی سے جس کے دل و زباں کو فروغ
خُدا کا شکر ہے خلیلؔ ہزار احسان ہے
ہوا ہے وصفِ نبی سے میرے بیان کو فروغ

کون کہتا ہے کہ سورج کا جمال اچھا ہے
اس سے سو درجہ مدینہ کا ہلال اچھا ہے
اہل دنیا کے لیے مال و منال اچھا ہے
پہنچیں جس سال مدینہ میں وہ سال اچھا ہے

Marfat.com

فتنۂ انکارِ حدیث

جو لوگ حدیث نبوی کو دین کا ماخذ و مرکز تسلیم نہیں کرتے اور سنتِ رسول کے واجب العمل ہونے کا انکار کرتے ہیں ان کا مقصدِ وحید صرف یہ ہے کہ قرآنی احکام کی تعبیر و توضیح اپنی مرضی و منشاء کے مطابق کر سکیں۔ اور اس طرح قرآن و اسلام کو اپنی ذاتی خواہشوں اور نفسی تقاضوں کے تابع بنا لیا جائے۔ یہی وجہ ہے یہ لوگ حدیثِ نبوی کے متعلق مختلف قسم کے خانہ ساز شبہات و شکوک پیدا کر کے حدیث کی آئینی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریعی حیثیت کو مضمحل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور قرآن کو اس کے لانے والے (رسول) کی قولی و عملی تشریح و توضیح سے جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رہنمائی میں قائم فرمایا تھا الگ کر کے محض ایک کتاب کی حیثیت میں ماننے پر زور دیتے ہیں۔

حدیثِ رسول حجت ہے واجب العمل ہے، دین کا مرکز و محور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے"۔ اس موضوع پر فیوض الباری جلد اول کے مقدمہ میں تفصیل سے گفتگو ہو چکی ہے۔ آج کی مجلس میں تو ہمیں صرف یہ بتانا ہے کہ منکرین سنت کا مذکورہ بالا مقصد اسی صورت میں پورا ہو سکتا ہے جبکہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عام انسانوں کی سطح پر لا کر کھڑا کر دیا جائے۔ اور ان آیات کو جن میں حضور کے بشر ہونے کا ذکر ہے اور ان احادیث کو جن میں خود حضورؐ نے بطور توضیح و انکسار اپنے بشر و انسان ہونے کا اقرار فرمایا ہے اس اہتمام اور اس انداز سے پیش کیا جائے کہ عام لوگ یہ تاثر لینے پر مجبور ہو جائیں کہ حضور بھی ہماری طرح ایک انسان

Marfat.com

ہی تو تھے ؟

قطع نظر اس کے کوئی سلیم العقل انسان حضور کے بشر اور اللہ کا بندہ و مخلوق ہونے کا انکار نہیں کر سکتا۔ کہنا صرف یہ ہے کہ بشریتِ رسول سے متعلق آیات و احادیث کو اس انداز سے پیش کرنا کہ خصائصِ نبوت و رسالت و منصبِ نبوّت کا جلال و اکرام تک مجروح ہو جائے، فتنۂ انکارِ حدیث کی جڑوں کو پانی دینا نہیں تو اور کیا ہے ؟ منکرینِ سنّت بھی اپنے مقصد کے حصول کے لیے بڑے اہتمام سے ان آیات و احادیث کو پیش کرتے ہیں جن میں حضور کی بشریت، کا واضح لفظوں میں ذکر ہے اور ان آیات و احادیث، کو چھپاتے ہیں، جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص، معجزات، مرتبہ و مقام کی عظمت اور آپ کی تشریعی حیثیت کا بیان، ہے جس سے ان کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات کے متعلق یہ تاثر دیا جائے کہ وہ تو ایک انسان تھے ہماری طرح انسان پھر ان کے قول و عمل کی دین میں کیا ضرورت ہے ؟ اگرچہ یہ بات درست ہے کہ حضور بشر ہیں اللہ کے بعد سے اور اس کی مخلوق ہیں مگر کیسے بشر ہیں ؎

وہ حسن ہے ٹھہرنا نظر کا محال ہے
دیکھئے رخِ نبی کسے تاب مجال ہے

اور خود حضور سرورِ عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہ الرحمۃ والرضوان کو مخاطب بنا کر فرماتے ہیں :

- اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَکُمْ اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی۔ — میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے کھلایا جاتا ہے۔
- لَسْتُ کَاَحَدٍ مِنْکُمْ اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی۔ — میں تم میں سے کسی طرح نہیں ہوں مجھے کھلایا اور سیراب کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

◑ اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَۃِ کُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ لِیْ مُطْعِمٌ وَسَاقٍ یَّسْقِیْنِ۔	مَیں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات اس طرح گزارتا ہوں کہ ایک کھلانے والا کھلاتا ہے اور پلانے والا پلاتا ہے۔
◑ اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ لِیْ مُطْعِمٌ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِ۔	مَیں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے۔
◑ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ۔	تم میں میرا مثل کون ہے؟ مَیں رات گزارتا ہوں مجھے میرا رب کھلا اور پلا دیتا ہے۔
◑ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ لِیْ مُطْعِمٌ یُطْعِمُنِیْ وَسَاقٍ یَسْقِیْنِیْ۔	مَیں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ مَیں رات گزارتا ہوں ایک کھلانے والا مجھے کھلا دیتا ہے اور پلانے والا مجھے پلا دیتا ہے۔

(بخاری ج ۱ صفحہ ۳۶۳، ۳۶۵)

چنانچہ صحابہ کرام بارگاہِ نبوت میں عرض کیا کرتے تھے۔

فَاُلُوْا اِنَّا لَسْنَا کَھَیْئَتِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ (بخاری ج ۱ ص۷)

یا رسول اللہ ہم آپ کی طرح نہیں ہیں۔

اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت و بشریت کے اظہار و بیان میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ اور ایمان کا تقاضہ بھی یہ ہے، حضور سرورِ کائنات، کا ذکر جب کیا جائے تو آپ کے مرتبہ و مقام کی عظمت کا خیال رکھا جائے۔ جو لوگ اس معاملہ میں غلو و شدت سے کام لیتے ہیں وہ دین کی کوئی خدمت نہیں کرتے بلکہ منکرین حدیث کو تقویت پہنچاتے ہیں۔ (فیوض الباری پارہ ہشتم)

آؤ کہ ذکرِ حُسنِ شہہِ بحر و بر کریں
جلوے بکھیر دیں شبِ غم کی سحر کریں

مل کر بیاں محاسنِ خیر البشر کریں
عشقِ نبی کی آگ کو کچھ تیز تر کریں

جو حُسن میرے پیشِ نظر ہے اگر اُسے
جلوے بھی دیکھ لیں تو طوافِ نظر کریں

وہ چاہیں تو صدف کو دُرِ بے بہا ملے
وہ چاہیں تو خزف کو حریفِ گہر کریں

فرمائیں تو طلوع ہو مغرب سے آفتاب
چاہیں تو اک اشارے سے شق قمر کریں

کونین کو محیط ہے سرکار کا کرم
سرکار ! آپ ہم پہ کرم کی نظر کریں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد سے دل کو سرور ملتا ہے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے دنیا کو نور ملتا ہے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے در پہ تصدق ہے عزتِ ہستی
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے در سے ہی قلبِ غیور ملتا ہے

Marfat.com

شارع علیہ السلام

حدیث : ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عید کے دن صدقہ فطر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کیا ہے تاکہ بیہودہ اور لغو کلام سے روزہ دار کی طہارت ہو جائے اور مسکینوں کو کھانا مل جائے۔

(الترغیب والترتیب صفحہ ۲۲۰)

یہ حدیث لکھنے کے بعد پھر محدثین کرام نے لکھا ہے کہ :

فیہ بیان اِنّ ما فَرَضَ رَسُوْل اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَھُوَ کَما فَرَضَ اللّٰہَ۔

اس سے اس امر کا بیان ہے کہ جو چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرض فرما دیں وہ ایسے ہی فرض ہے جیسے خدا نے فرض فرمائی ہو۔

معلوم ہوا کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم "شارع" ہیں اور آپ کے ارشادات عین شریعت ہیں۔ اور آپ کے ارشادات کا ماننا اور ان پر عمل کرنا مسلمان کے لیے ایسے ہی ضروری ہے جیسے قرآن کا ماننا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مختار و شارع ہونے کا انکار کرنا منکرین حدیث کی فہرست بڑھانا ہے۔

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم۔ طیب و طاہر اور معصوم رسول ہیں جن کا نام اسم گرامی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جن کی زبان مرضی الٰہی کی

Marfat.com

ترجمان جن کا نطق نطقِ خدا جن کا حکم حکمِ خدا ہے۔ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی جن کی شان، جو مرکزِ دین۔ محورِ شریعت، آمر و ناہی و معصوم رسول ہیں جن کا قول بھی معصوم عقل بھی معصوم اور خود بھی معصوم ہیں۔ آپ پوری کائنات کے لیے روشنی کا مینارہ ہیں۔ دین بھی وہی ایمان بھی وہی اور قرآن بھی وہی ؎

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی ایماں وہی یٰسن وہی طٰہٰ

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے اجمال کی جو توضیح اور اس کے اسوؤں کی جو تبیّن تشریح فرمائی اس کا نام سنّت یعنی حدیث ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پوری دنیا کے لیے مشعلِ راہ ہے ؎

ایماں ہے فالِ مُصطفائی
قرآں ہے حالِ مُصطفائی

Marfat.com

عمل کا ثواب نیّت پر موقوف ہے

① حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال صرف نیتوں سے ہیں۔ اور انسان کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے نیّت کی۔ تو جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہو کہ اس کو پہنچے۔ یا کسی عورت کی طرف ہو کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔

ھدایت : جو شخص کتاب لکھے تو اس کو چاہیئے کہ اس مندرجہ بالا حدیث سے اپنی کتاب کا افتتاح کرے۔ ابوداؤد کا قول ہے کہ چار ہزار حدیثیں ہیں جن میں مسائل دینیہ کا ذکر ہے۔ انسان کو اپنے دین کے لیے ان میں سے صرف چار حدیثیں کافی ہیں۔

(۱) اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات	عمل کا دارومدار نیّت پر ہے
(۲) اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ	حلال بھی ظاہر ہے حرام بھی ظاہر ہے
(۳) مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ	آدمی کے حُسن اسلام سے یہ بات ہے کہ وہ اس چیز کو چھوڑ دے جو اس کو نفع نہ دے۔
(۴) وَلَا یَکُوْنُ الْمُؤْمِنُ مُؤْمِناً حَتّٰی یَرْضٰی لِاَخِیْہِ مَا یَرْضٰی لِنَفْسِہٖ۔	مومن اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مومن بھائی کے لیے اس چیز کو پسند نہ کرے جسے وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کرے گا جب وہ لشکر چٹیل میدان میں پہنچے گا تو ان کے اگلوں کو بھی اور پچھلوں کو بھی زمین میں دھنسا دیا جائے گا حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: "میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگلوں اور پچھلوں سب کو زمین میں کیوں دھنسا دیا جائے گا حالانکہ ان میں بعض کاروباری لوگ بھی ہوں گے اور کچھ ایسے بھی جو ان حملہ آوروں میں نہیں ہوں گے"۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگلے اور پچھلے تمام زمین میں دھنس جائیں گے اور پھر ان تمام کو ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

ھدایت : جب کوئی قوم اجتمائی بے راہ روی کا شکار ہو جاتی ہے اور ظالموں فاسقوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان ظالموں کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کو بھی پکڑ لیتا ہے جو شریک ظلم نہیں ہوتے۔

اسی لیے برائی کو ہر ممکن طریقے سے روکنے کا حکم دیا گیا ہے جو برائی کو روکنے کی کوشش نہیں کرتا وہ بھی گنہگار شمار ہوتا ہے۔

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک سے لوٹے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمارے پیچھے مدینہ طیبہ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ ہم جس گھاٹی سے گزرے یا جس وادی کو بھی عبور کیا وہ ہمارے ساتھ تھے۔ انہیں عذر نے ہمارے ساتھ نہ آنے دیا۔ (بخاری و مسلم)

ھدایت : اگر کوئی مسلمان خلوصِ نیت سے کوئی نیک کام کرنا چاہتا ہے لیکن کسی مجبوری کے سبب وہ کام نہ کر سکے تو بھی اللہ تعالیٰ اس کی نیت کے سبب اس کو اس کارِ خیر کا اجر عطا فرمائے گا۔

Marfat.com

④ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ نہ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہاری صورتوں کو بلکہ وہ تو تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ (مسلم)

ھدایت : تمہارے سارے کام تمہارے دلوں کی نیت پر موقوف ہوتے ہیں جیسی تمہاری نیت ہوگی ویسا ہی اجر ملے گا۔

⑤ حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان اپنی تلواروں سے ایک دوسرے سے مقابلہ کریں تو قاتل و مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ قاتل کا تو دوزخ میں جانا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن مقتول کے لیے یہ حکم کیسے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بھی تو اپنے ساتھی کو قتل کرنا چاہتا تھا (بخاری و مسلم)

⑥ حضرت ابوہریرہؓ مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باجماعت نماز ادا کرنے سے گھر میں نماز ادا کرنے سے پچیس ۲۵ سے تیس ۳۰ گنا ثواب ملتا ہے اور یہ اس لیے کہ جب ایک شخص وضو کرتا ہے پھر مسجد میں آتا ہے اور اس کی نیت صرف نماز ادا کرنے کی ہوتی ہے۔ مسجد کی طرف جو قدم بھی وہ اٹھاتا ہے اس سے اس سے اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے اور اس کا ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے یہاں تک کے وہ مسجد میں پہنچ جاتا ہے اور جب مسجد میں داخل ہو جاتا ہے یہاں تک نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے نماز ہی میں ہوتا ہے۔ فرشتے اس پر سلام بھیجتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ اس پر رحم فرما۔ اس کی توبہ قبول کر اور جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹے یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

⑦ حضرت ابوالعباس عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمایا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب

Marfat.com

تعالیٰ کی طرف سے بیان کرتے ہیں، "بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکیوں اور برائیوں کو لکھا اور پھر ان کو بیان فرما دیا۔ پس جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کے (نامۂ اعمال میں) ایک مکمل نیکی لکھ دیتے ہیں۔ اور اگر نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل بھی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں دس سے لے کر سات سو گنا تک، بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ اور اگر کوئی برائی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ایک کامل نیکی لکھ دیتا ہے۔ اور برائی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل بھی کرے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں صرف ایک برائی لکھتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۸) حضرت ابو عبدالرحمٰن بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا: تم سے پہلے زمانے کی بات ہے کہ تین شخص سفر پر روانہ ہوئے، وہ رات گزارنے کے لیے ایک غار میں داخل ہوئے۔ پہاڑ سے ایک چٹان گری اور غار کا منہ بند ہو گیا، انہوں نے آپس میں کہا کہ اس چٹان سے نجات کی صورت یہی ہے کہ ہم سب اللہ تعالیٰ سے اپنے نیک اعمال کے واسطہ سے دُعا کریں۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا: اے اللہ! میرے والدین بہت ضعیف تھے۔ میں ان کو دودھ پلانے سے پہلے اپنے بچوں اور خادموں کو دودھ نہیں پلاتا تھا۔ ایک دن میں درختوں کی تلاش میں دُور نکل گیا۔ اور جب لوٹا تو وہ سو چکے تھے۔ میں نے ان کے لیے دُودھ دوہا۔ اور دیکھا کہ وہ سوئے ہوئے ہیں۔ مجھے انہیں جگانا بھی پسند نہیں تھا اور ان سے پہلے اہل و عیال کو دودھ پلانا بھی ناگوار تھا۔ میں رکا رہا پیالہ میرے ہاتھ پر تھا۔ میں ان کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا حتیٰ کہ صبح روشن ہو گئی بچے میرے پاؤں سے چمٹ کر بھوک کی وجہ سے چلا رہے تھے۔ میرے والدین جاگے اور انہوں نے دودھ پیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ تیری رضا کی خاطر کیا تھا تو ہمیں اس چٹان کی مصیبت

Marfat.com

سے نجات عطا فرما۔ چٹان تھوڑی سی سرک گئی لیکن وہ اس سے نکل نہ سکتے تھے۔ دوسرے نے کہا: اے اللہ! میری ایک چچا زاد تھی جو مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھی اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس سے اتنی زیادہ محبت کرتا تھا جتنی محبت ایک مرد عورت سے کرتا ہے۔ میں نے اس سے اپنی خواہش کی تکمیل کا ارادہ کیا۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک سال وہ قحط سالی کا شکار ہو گئی، وہ میرے پاس آئی تو میں نے اسے اس شرط پر ایک سو بیس دینار دیئے کہ وہ مجھے اپنی خواہش کی تکمیل کی اجازت دے گی۔ یہاں تک کہ جب میں اس پر قادر ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ جب میں اس کے پاؤں کے درمیان میں بیٹھا تو اس نے کہا: اللہ سے ڈر اور ناجائز طریقے سے مُہر نہ توڑ[1] تو میں اس سے پیچھے ہٹ گیا۔ حالانکہ وہ مجھے دنیا میں سب سے زیادہ محبوب تھی۔ اور جو سونا میں نے اس کو دیا تھا وہ بھی اس کے پاس رہنے دیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ تیری رضا کے لیے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دے۔ چٹان تھوڑی سی اور سرک گئی۔ لیکن پھر بھی وہ نکل نہیں سکتے تھے۔ تیسرے نے کہا: اے اللہ! میں نے کچھ لوگ اجرت پر رکھے۔ اور سب کو اجرت ادا کر دی سوائے ایک آدمی کے۔ کہ وہ اپنا حصہ چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے اس کی اجرت کو تجارت وغیرہ میں لگایا حتیٰ کہ اس سے بہت زیادہ مال اکٹھا ہو گیا۔ کچھ عرصے کے بعد وہ میرے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے بندے! مجھے میرا حق ادا کر۔ میں نے اسے کہا: یہ اونٹ، گائے، بکریاں اور غلام جو تو دیکھ رہا ہے یہ سب تیرا اجر ہے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! میرے ساتھ مزاح نہ کر۔ میں نے اس سے کہا: میں تیرے ساتھ مزاح نہیں کر رہا۔ اس نے سارا مال لے لیا۔ اور اسے ہانک کر لے گیا۔ اور کچھ بھی نہ چھوڑا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ تیری رضا کے لیے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔ چٹان ہٹ گئی اور وہ نکل کر چلے گئے۔ (بخاری و مسلم)

---

[1] یعنی بغیر نکاح کے بری بکارت ختم نہ کر اور میری پاکدامنی کو داغدار نہ کر۔

Marfat.com

اعمال کا ثواب

نیّت اور اخلاص پر مبنی ہے

وَلِكُلِّ اِمْرِئٍ مَانَوٰى فَدَخَلَ فِيهِ الْاِيْمَانُ وَالْوُضُوْءُ وَالصَّلٰوةُ وَالزَّكٰوةُ وَالْحَجُّ وَالصَّوْمُ وَالْاَحْكَامُ

(بخاری شریف)

اور ہر آدمی کے لیے وہی ہے جو وہ نیت کرے (امام بخاری کہتے ہیں) اس میں ایمان۔ وضو۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ حج۔ روزہ اور تمام معاملات داخل ہوئے (یعنی ان میں نیت شرط ہے)

فوائد و مسائل

(۱) اس باب میں ان لوگوں کی تردید ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ایمان صرف زبان سے اقرار کرنے کا نام ہے۔ امام بخاری نے یہ بتایا کہ ایمان دل کا فعل ہے اور اس میں نیت شرط ہے۔ جیسے دیگر اعمال میں نیت شرط ہے۔

(۲) گذشتہ باب میں ان اُمور کا ذکر تھا جن کے کرنے سے آدمی جنّت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس باب میں یہ بتانا مقصود ہے کہ اعمال کے لیے نیّت شرط ہے۔

(۳) اس کے بعد امام نے سات چیزیں ذکر کی ہیں جو یہ ہیں۔

۱۔ **ایمان** : وہ کہتے ہیں ایمان کے لیے بھی نیت شرط ہے۔

Marfat.com

۲۔ وضو : امام بخاری کے نزدیک اور اسی طرح امام مالک وشافعی و احمد و عامہ اصحاب الحدیث کے نزدیک وضو میں بھی نیّت شرط ہے لیکن احناف کے نزدیک وضو کے لیے نیت شرط نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ جب تک وضو نیّت کے ساتھ نہ کیا جائے تو اس کا ثواب نہیں ملتا۔

۳۔ نماز : اس میں تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ نماز کیلئے نیت شرط ہے بغیر نیّت کے نماز ہوگی ہی نہیں کیونکہ یہ عبادہ مقصودہ ہے۔

۴۔ زکوٰۃ : تمام ائمہ متفق ہیں کہ زکوٰۃ بغیر نیت کے ادا نہیں ہوتی۔

۵۔۶۔ حج و روزہ : اس میں ائمہ اربعہ کے نزدیک نیّت شرط ہے البتہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک صرف روزے کی نیت آئی ہے رمضان کی تخصیص ضروری نہیں ہے۔ لیکن عطاء، مجاہد اور امام زفر کا مسلک یہ ہے کہ صحیح و مقیم کے لیے مطلق نیت کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ کیونکہ رمضان میں نفلی روزہ صحیح نہیں ہوتا۔

۷۔ والاحکام : یعنی امام بخاری وشافعی کے نزدیک تمام معاملات بیع و شراء نکاح و طلاق وغیرہ میں نیّت شرط ہے حتیٰ کہ اگر کسی نے بغیر نیت کے یہ کہہ دیا کہ میں نے بیچا۔ خریدا۔ رہن رکھا۔ طلاق دی۔ تو امام بخاری و امام شافعی کے نزدیک واقع نہ ہوگی۔ لیکن معاملات میں امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک نیت شرط نہیں۔ امام کے نزدیک صرف عباداتِ مقصودہ میں بھی نیت شرط ہے جیسے نماز روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ۔ اور اعمال کا ثواب نیت سے ملتا ہے نہ یہ کہ نیّت کے بغیر عمل معتبر ہی نہیں ہوتا۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محبوب تم فرما دو ہر شخص اپنی طبیعت کے مطابق عمل کرتا ہے۔

(۱) امام بخاری نے شاکلۃ کا ترجمہ "نیت" کیا ہے۔ ویسے اصل معنیٰ اس کے "طبیعت" کے ہیں۔ یعنی ہر انسان اپنی اسی طبیعت کے مطابق کام کرتا ہے جو خلقۃً اس کے اندر موجود ہوتی ہے۔ یعنی اگر وہ سعید ہے تو اچھے کام کرے گا اور اگر شقی ہے تو بُرے کام کرے گا۔

(۲) حضرت حسن بصری۔ قتادہ۔ معاویہ بن قرۃ المزنی نے اس کے معنیٰ نیت کے کئے ہیں۔ اور بعض مفسرین نے شاکلۃ کے معنیٰ دین اور مذہب کے کئے ہیں اور بعض نے طریقہ کے۔

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنْ جِھَادٌ وَّنِیَّۃٌ (بخاری) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جہاد اور نیت باقی ہے۔

یہ اس حدیث کا ایک ٹکڑا ہے جو فتح مکہ کے وقت حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمائی تھی کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں کیونکہ اب مکہ دارالاسلام ہوگیا ہے۔ لیکن جہاد اور نیت قیامت تک باقی ہیں۔ تو اگرچہ ہجرت منقطع ہوگئی ہے۔ مگر جہاد اور نیت ثواب ابھی باقی ہیں ان کے ذریعہ آدمی ثواب حاصل کرسکتا ہے۔

وَنَفَقَۃُ الرَّجُلِ عَلٰی اَھْلِہٖ یَحْتَسِبُھَا صَدَقَۃٌ

اور آدمی جو اپنے اہل وعیال پر (خلوص نیت) کے ساتھ خرچ کرتا ہے وہ بھی صدقہ ہے۔

یعنی جیسے صدقہ (باعث ثواب ہے) میں ثواب ملتا ہے اسی طرح اس میں ثواب ملتا ہے۔

حدیث "اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّۃِ" کے چند اہم فوائد و مسائل

عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

Marfat.com

عَنْهُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِكُلِّ امْرِءٍ مَانَوٰى

مروی ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال کا ثواب نیت سے ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جو وہ نیت کرے۔

توضیح

اس حدیث سے جو اُصول نکلتا ہے۔ وہ یہ ہے: اعمال خواہ وہ فرائض ہوں یا واجبات، مستحبات ہوں یا مباحات، ان کا ثواب اسی وقت ملے گا جب کہ نیت صالح ہو: نیز یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اس حدیث میں اعمال سے کوئی خاص عمل مراد نہیں ہے۔ لہٰذا اس میں وہ عمل بھی داخل ہے جس کے متعلق شریعت نے نہ کرنے کا حکم دیا ہے، اور نہ اس سے منع کیا ہے یعنی مباح۔ ثواب اس اصول کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہر وہ کام جو مباح ہو اور جس کے کرنے پر ثواب بھی مقرر نہ ہو۔ اگر اسی کام کو آدمی نیت خیر کے ساتھ کرے۔ تو عبادت ہو جائے گا اور اس کا ثواب ملے گا۔ چنانچہ علامہ عینی علیہ الرحمہ اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

۱۔ وَفِيهِ الْحَثُّ عَلٰى نِيَّةِ الْخَيْرِ مُطْلَقًا وَاَنَّهُ يُثَابُ عَلَى النِّيَّةِ۔ (عینی جلد اوّل ص ۳۶۸)

اس حدیث میں نیتِ خیر کی تو ترغیب دی گئی ہے مطلقاً اور یہ کہ آدمی کو اس کے عمل کا ثواب نیت کی وجہ سے مل جائے گا۔

۲۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں کہ احادیث میں آیا ہے جب ملائکہ بندوں کے اعمال آسمان پر لے جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے اَلْقِ تِلْكَ الصَّحِيْفَةَ - اس صحیفہ کو پھینک دو۔ یعنی یہ ہمیں منظور نہیں ہے۔ فرشتے عرض کریں گے۔ الٰہی اس بندے نے نیک کام کیے ہم نے سُنے اور دیکھے اور لکھ لیے ان کو کیسے پھینک دیں حکم ہوگا لسم میں وِبِہٖ وَجْھِی۔ چونکہ اس بندے نے اس عمل کے ساتھ میری رضا کا ارادہ نہیں کیا۔ اس لیے یہ میرے حضور میں مقبول نہیں ہیں اسی طرح ایک دوسرے فرشتے کو حکم ہوگا: اُكْتُبْ لِفُلَانٍ كَذَا وَكَذَا. فلاں بندے کے اعمال نامہ میں فلاں فلاں عمل لکھ لے فرشتہ عرض کرے گا۔ الٰہی یہ کام تو اس نے کیا ہی نہیں ؟ ارشاد ہوگا کہ وہ کر نہیں سکا۔ مگر اس کا ارادہ اور نیت تو اس کام کے کرنے کی تھی۔ دیکھئے نیّت صالح سے عمل کے بغیر ہی ثواب مل گیا اور بُری نیت سے کیے ہوئے اعمال ضائع ہو گئے۔

۳۔ حضرت رُومی علیہ الرحمۃ نے مثنوی میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے مسجد کے پاس اپنا مکان بنوایا۔ اور مسجد کی طرف ایک کھڑکی کھولی۔ اس کے پیر نے پوچھا۔ یہ کھڑکی کیوں رکھی ہے۔ جواب دیا ہوا کے لیے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو یہ نیّت کرتا کہ کھڑکی اس لیے رکھتا ہوں تاکہ اذان کی آواز یا جماعت کے کھڑے ہونے کا علم ہو جایا کرے تو ہوا تو خود بخود آجایا کرتی اور تجھے تیری نیّت کا ثواب ملتا۔

۴۔ غریب کی مدد کرنا کارِ ثواب ہے۔ قرآن و حدیث نے اس عمل پر ثواب مقرر کیا ہے۔ ثواب اگر کسی ایسے غریب کی مدد کرے جو اس کا رشتہ دار ہے۔ اور نیّت یہ کرے کہ غریب رشتہ دار کو دینے میں صلہ رحمی بھی ہے۔ تو ایسی صورت میں تعدّدِ نیّت کی وجہ سے اس کو دو ثواب مل جائیں گے۔ ایک صدقہ کا۔ دوسرا صلہ رحمی کا۔

۵۔ نماز پڑھنا کارِ ثواب ہے لیکن آپ ایسی مسجد میں جاکر نماز پڑھتے ہیں جو

Marfat.com

ویران ہے۔ اور آپ کی نیّت ہے کہ اس ویران مسجد میں جب پڑھوں گا۔ تو میری وجہ سے اور لوگ بھی یہاں آئیں گے اور مسجد آباد ہو جائے گی۔ یہاں بھی تعدد نیت کی وجہ سے ڈبل ثواب ملے گا۔ ایک نماز کا۔ دوسرے مسجد کو آباد کرنے کا۔

۶۔ مسجد میں بیٹھنا ایک عمل ہے۔ اگر اس کے ساتھ اعتکاف کی نیت کرے تو ثواب اعتکاف مل جائے گا۔ پھر اعتکاف کے ساتھ یہ نیت بھی ہو کہ جماعت کا انتظار ہے تو بحکم حدیث جماعت کا منتظر نماز میں ہے نماز کا ثواب بھی ملے گا۔ پھر اس کے ساتھ یہ نیّت کرے کہ جتنی دیر مسجد میں ٹھہروں گا تمام اعضاء کی جملہ برائیوں سے حفاظت ہو گی۔ تو یہ ثواب بھی مل جائے گا۔ اسی طرح اس کے ساتھ درود شریف پڑھنے کی نیت کرے یا یہ نیت کرے مسجد میں علم کا افادہ یا استفادہ ہو گا یا کوئی دینی بھائی مل جائے گا۔ اس کی زیارت کروں گا یا کوئی سلام کہے گا اس کو جواب دوں گا۔ کسی کو چھینک آئے گی تو یرحمک اللہ کہوں گا۔ الغرض جتنی نیتیں کرے گا۔ سب کا ثواب مل جائے گا دیکھئے کام ایک ہی ہے مگر نیتیں متعدّد ہیں۔ اور نیتوں کا الگ، الگ ثواب مل رہا ہے۔ کیونکہ حدیث بالا کے الفاظ لکل مرءٍ مانوٰی کا یہ ہی مطلب ہے کہ جو نیّت کرے گا وہی پائے گا۔

۷۔ ایک شخص اپنی ضرورت سے بازار جا رہا ہے۔ بازار جانا ایک مباح عمل ہے لیکن اگر وہ اس میں یہ نیّت کر لے کہ رستہ میں جو تکلیف دہ چیز ہو گی اس کو ہٹا دوں گا۔ اسلام کی اشاعت کروں گا۔ کسی کو برا کام کرتے دیکھوں گا تو منع کروں گا۔ کسی مسلمان بھائی کو خوش کرنے کے لیے مسکرا دوں گا۔ جتنی نیّتیں کرے گا۔ سب کا الگ الگ ثواب مل جائے گا۔ اور یہ بازار جانا کارِ ثواب ہو جائے گا۔ برکیف یہ کہ ارادہ تو ان امور کے کرنے کا کر لیا مگر کر نہ سکا تو بھی ثواب مل جائے اسی لیے حدیث میں فرمایا نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ اَبْلَغُ مِن عَمَلِہٖ کو مومن کی نیّت

اس کے عمل سے زیادہ معتبر ہے۔

۷۔ غرض کہ اس حدیث مبارکہ سے یہ اصول نکلتا ہے کہ ہر وہ کام جس کی ممانعت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی جب وہ نیک نیتی سے کیا جائے تو وہ کام عبادت ہو جائے گا اور اس پر ثواب ملے گا۔

چنانچہ اس اصول کی روشنی میں اگر دیانت داری سے مسائل کی حیثیت دیکھی جائے تو بہت سے ایسے مسائل حل ہو جاتے ہیں جن میں آج بحث و مباحثہ مکابرہ و مجادلہ کا بازار گرم ہے۔

۱۔ مثلاً مجلس میلاد کے قیام و اہتمام کو لیجئے۔ اگر نیت یہ ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ظاہر ہو۔ آپ کے فضائل و مناقب بیان ہوں اور آپ کی سیرت مبارکہ قوم کے سامنے رکھی جائے تو اس حدیث کی رو سے جائز ہے اور کارِ ثواب ہے۔ اگر مجلس میلاد کے قیام کی غرض ریا و سمعہ ہو یا اس کو فرض و واجب سمجھ لیا جائے اور یہ خیال کیا جائے کہ صرف ربیع الاول کی ۱۲۔ تاریخ کو ہی یہ مجلس قائم ہو سکتی ہے اور دنوں میں ذکر رسول ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ نیت غلط ہے اس کی اصلاح کر دینی چاہیئے۔

۲۔ یا مثلاً میت کے تیسرے، ساتویں یا چالیسویں دن کھانا پکا کر مساکین کو کھلایا جائے اور یہ نیت ہو کہ دن مقرر کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ مساکین جمع کر لیے جاتے ہیں۔ تو حدیث ہذا کی روشنی میں اس کے جواز میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اگر نیت یہ ہو کہ دن مقرر کر کے ہی فاتحہ دینے میں ثواب پہنچتا ہے ویسے نہیں۔ یا کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینا ضروری ہے تو اس کی اصلاح کر دینی چاہیئے اور بتا دینا چاہیئے کہ ثواب پہنچانے کے لیے دن مقرر کرنا ضروری نہیں ہے جس روز بھی ایصال ثواب کیا جائے خواہ کھانا پکا کر غربا میں تقسیم کیا جائے

Marfat.com

یا قرآن پڑھ کر اس کا ثواب میّت کو پہنچایا جائے ہر طرح جائز ہے۔ ہاں اگر ان قیود میں کوئی مصلحت ہو تو حرج نہیں۔ کیونکہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔

۲۔ اسی طرح میّت کے دفن کے بعد لوگ جمع رہتے ہیں اور کلمہ پڑھتے ہیں۔ ان کی نیّت یہ ہوتی ہے کہ بیکار بیٹھے رہنے اور فضول گفتگو کرنے سے بہتر ہے کہ کلمہ طیبہ جس کی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ افضل الذکر یہ ہی ہے پڑھتے رہیں۔ تو یقیناً موجبِ برکت ہے۔ پھر اگر بعض روایات کے مطابق ستّر ہزار بار ہو جائے اور میّت کو بخشا جائے تو اُمیدِ مغفرت ہے۔ لہٰذا اس حدیث کی رو سے ضرور ان کو اجر ملے گا اور پھر وہ میّت کو بخشیں گے۔ تو ضرور میّت کو پہنچے گا۔ کیونکہ اعمال کا مدار نیّت پر ہے۔ اور جب اعمال کا مدار نیّت پر ہے۔ تو اب مذکورہ بالا کام کرنے والوں کو جبکہ ان کی نیّت حسن ہے بدعتی کہنا اور جاہلوں کو یہ کہہ کر مغالطہ دینا کہ کیا یہ کام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا کیسا فضول اعتراض اور کس قدر جہالت کی بات ہے۔ بہرحال دیانت و امانت ہو اور نفسانیت و ہٹ دھرمی نہ ہو تو اس قسم کے بہت سے مختلف فیہ مسائل اسی حدیث کی روشنی میں حل ہو جاتے ہیں۔ فافہم۔

الدّینُ النّصیحۃ

اللہ کے لیے نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ذات، وصفات پر ایمان لایا جائے اور ہر نقص اور بہ عیب سے اسے پاک و منزہ مانا جائے۔ اور اس کے منشاء و مرضی کے مطابق زندگی گذاری جائے رسول کے لیے نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ السلام نے پیش کیا ہے اس کی تصدیق کی جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ اس کے اوامر پر عمل کیا جائے اور نواہی سے

Marfat.com

بچایا جائے۔ اور ہر وقت و ہر آن آپ کا ادب و احترام کیا جائے۔ آپ کی سنتوں کو زندہ کیا جائے۔ اور آپ کے اہل بیت و اصحاب سے محبت کی جائے۔ کتاب اللہ کے لیے نصیحت کے معنیٰ یہ ہیں کہ قرآن پاک کے کلامِ الٰہی ہونے پر ایمان لایا جائے اور یہ عقیدہ رکھا جائے کہ اس کی مثل بنایا جانا محال ہے۔ اس میں کمی و زیادتی، تغیر و تبدّل نہیں ہو سکتا۔ آئمہ کے لیے نصیحت کے معنیٰ یہ ہیں کہ معروف میں ان کی اطاعت کی جائے اور تلوار سے ان پر خروج نہ کیا جائے۔ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ ان کے ساتھ مل کر جہاد کیا جائے اور صدقات و زکوٰۃ ان کی تحویل میں دی جائے۔ عام شارحین نے ائمہ سے اصحاب حکومت اسلامیہ کو لیا ہے اور بعض نے علماء کو مراد لیا ہے کہ ان کی عزّت کی جائے اور جو وہ حکم شرعی بیان کریں اس کو تسلیم کیا جائے۔ عام مسلمانوں کے لیے نصیحت ہے کے معنیٰ یہ ہیں کہ مسلمان آپس میں محبّت کے ساتھ رہیں نیکی کے ساتھ تعاون کریں۔ اور برائی سے عدم تعاون کریں اور اپنے بھائی مسلمان کے حقوق ادا کرتے رہیں۔

۱- عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰی اَھْلِہٖ یَحْتَسِبُہَا فَھِیَ لَہٗ صَدَقَۃٌ۔ (بخاری)

حضرت ابو مسعود سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی اپنے گھر والوں پر ثواب کی نیت سے خرچ کرے تو صدقہ کا ثواب پائے گا۔

۲- عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّکَ لَنْ تُنْفِقَ

عامر بن سعد نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جو کچھ خرچ کرے اور اس سے نیّت

Marfat.com

نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ	تیری اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہو
اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتّٰى	تو تجھ کو اس کا ثواب ملے گا
مَا تَجْعَلُ فِيْ فَمِ امْرَاَتِكَ	یہاں تک کہ اس پر بھی جو لقمہ
(بخاری)	اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے۔

فوائد و مسائل

دونوں حدیثیں اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہیں۔ اور ان میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ کسی غریب و محتاج کی مدد کی جائے حتیٰ کہ اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا جائے۔ اور مقصود اس سے رضائے الٰہی ہو تو اس پر بھی ثواب مل جائے گا۔ حدیث دوم میں فَمِ امْرَاَتِكَ کے لفظ سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب اپنی بیوی کے منہ میں ایک لقمہ دینا باعثِ اجر ہے تو غریب و محتاج کو کھانا کھلانے اور ان کی امداد و اعانت کرنے میں کس قدر ثواب ہوگا۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدِّيْنُ	فرمایا کہ دین نصیحت ہے اللہ کے
النَّصِيْحَةُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ	لیے رسول کے لیے مسلمان حاکموں
وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ	کے لیے اور عام مسلمانوں کے
وَعَامَّتِهِمْ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى	لیے اور اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ میں
اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ	فرمایا جب وہ اللہ اور رسول کی
(بخاری)	خیر خواہی میں رہیں۔

فوائد و مسائل

نصیحۃ۔ نصح الرجل ثوبہ سے ماخوذ ہے یعنی کپڑے کو سوئی سے

سینا۔ توبۃ النصوح بھی اسی سے ماخوذ ہے۔ گناہ سے دین میں خلا پیدا ہوتا ہے
توتوبہ اس خلا کو پورا کر دیتی ہے۔ امام مازری نے کہا نصیحۃ ہے۔
نصحت العسل سے یعنی شہد کو اس کی آلائش سے پاک وصاف کرنا۔ اسی لیے
وہ بات جو غل وغش سے پاک ہو اس کو نصیحت کہتے ہیں۔ الدین النصیحۃ
کے معنیٰ یہ ہیں کہ معظم ارکان دین نصیحت ہے جیسے کہتے ہیں۔ الحج العرفۃ

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ
الْبَجَلِيِّ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ
الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ
مُسْلِمٍ۔ (بخاری)

جریر ابن عبداللہ بجلی کہتے ہیں
میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر
شرائط ذیل پر بیعت کی۔ اقامۃ
الصلوٰۃ۔ ادائے زکوٰۃ۔ ہر
مسلمان کی خیر خواہی۔

فوائد ومسائل

اس حدیث کو امام نے زکوٰۃ اور صلوٰۃ میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ اور مسلم نے کتاب الایمان میں اور ترمذی نے بیعت میں ذکر کیا ہے۔

(۲) جریر ابن عبداللہ بن جابر بجلی وفات نبوی سے چالیس دن قبل اسلام لائے بہت حسین صحابی تھے۔ اسی لیے ان کو یوسف کہا کرتے تھے۔ ان کی دیانت وللہیت کا یہ عالم تھا۔ کہ ایک مرتبہ ان کے غلام نے تین سو روپے میں ایک گھوڑا خریدا۔ انہوں نے جب گھوڑا دیکھا تو کہنے لگے یہ گھوڑا تو تین سو روپے سے زیادہ کا ہے تو سستا لایا ہے۔ فوراً مالک کے پاس گئے اور کہا اس کی قیمت تین سو روپے تو نے کم لی ہے۔ قیمت زیادہ کر۔ اُس نے کچھ روپے اور زیادہ کر دیے مگر انہوں نے اسکو کل رقم نو سو روپے دیئے۔ ان سے ایک سو حدیثیں مروی ہیں۔ یہ کوفہ سے قرقیسیا چلے گئے تھے۔

آیت

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ

کی تفسیر

یہ آیت عرفہ کے روز جو جمعہ کو تھا بعد عصر نازل ہوئی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ سے متعلق مفسرین کے متعدد قول ہیں:

(۱) یہ کہ دین کے اکمال کے معنیٰ یہ ہیں کہ دین پچھلی شریعتوں کی طرح منسوخ نہ ہوگا۔ اور قیامت تک باقی رہے گا۔

(۲) یہ کہ امور تکلیفیہ میں حرام و حلال کے جو احکام ہیں وہ اور قیاس کے قانون سب مکمل کر دیئے۔ اسی لیے اس آیت کے بعد بیان حلال و حرام کی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔

(۳) یہ کہ اکمالِ دین کے معنیٰ دین اسلام کو غالب کرنا ہے۔ جس کا اثر یہ ہے کہ حجۃ الوداع میں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ کوئی بھی مشرک مسلمانوں کے ساتھ حج میں شریک نہ ہو سکا۔

عن انس عن النّبیّ صَلَّی اللّٰہُ	حضرت انس سے مروی ہے حضور
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُخْرَجُ مِنَ	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ
النَّارِ مَنْ قَالَ	سے وہ سب لوگ نکالے جائیں گے

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِیْ قَلْبِهٖ وَزْنُ شَعِیْرَةٍ مِنْ خَیْرٍ وَیُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِیْ قَلْبِهٖ وَزْنُ بُرَّةٍ مِنْ خَیْرٍ وَیُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِیْ قَلْبِهٖ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِنْ خَیْرٍ (بخاری)

جنہوں نے لاالہ الا اللہ کہا اور ان کے دل میں جَو کے دانہ کے برابر بھی خیر ہے۔ پھر وہ لوگ بھی نکال لیے جائیں گے جنہوں نے لاالہ الا اللہ کہا اور ان کے دل میں گیہوں کے دانے برابر بھی خیر ہے اور اس کے بعد وہ لوگ بھی نکال لیے جائیں گے جنہوں نے لاالہ الا اللہ کہا اور ان کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر ہے۔

توضیح وتشریح حدیث ہذا کو امام بخاری نے کتاب التوحید میں بھی ذکر کیا۔ اور مسلم نے ایمان میں اور ترمذی نے باب صفۃ الجنۃ میں ذکر فرمایا۔

(۲) چار ذرّے رائی کے ایک دانہ کے برابر ہوتے ہیں۔ خوب یاد رکھئے کہ ذرّہ کے معنیٰ بعض لوگوں نے ایسے لفظوں سے کئے ہیں کہ پڑھنے والا اس شبہ میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ ذرّہ کا کوئی حقیقی وجود نہیں ہے۔ بلکہ وہ محض ایک ہوائی اور موہوم مقدار ہے۔ جیسے بعض نے لکھا ہے کہ ذرّہ جَو کے ایک ہزار چوبیسویں حصّہ کو کہتے ہیں لیکن درحقیقت ان تعبیرات سے ان کا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ ذرّہ شی کے قلیل وصغیر حصّہ کو کہتے۔ یہ نہیں کہ اس کا تعیّن اور تصوّر اور مشاہدہ ذہن انسانی کے لیے ممکن ہی نہ ہو۔ سوئی کی نوک مقابلۃً کتنی ہی صغیر ہے۔ مگر ذہن وقلب کے لیے اس کے وجود کا احساس اور بصیرت کے لیے اس کا مشاہدہ ممکن ہے۔ رائی کا دانہ خواہ کتنا

Marfat.com

کتنا ہی چھوٹا سہی۔ مگر وجود کا ایک غیر مشکوک اور ٹھوس تصوّر رکھتا ہے۔ اسی طرح ذرہ ایک ہوائی مقدار کا نام نہیں ہے بلکہ وہ اپنا ایک مستقل وجود رکھتا ہے۔ فافہم۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں خیر کی جگہ ایمان کا لفظ آیا ہے نیز دیگر روایات میں مَا یَزِنُ ذَرَّۃً مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِنَ الْخَیْرِ مَا یَزِنُ بُرَّۃً کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ جن کا لفظی ترجمہ یہ ہے جس کے دل میں ذرّہ برابر ایمان ہوا۔

(۲) گیہوں کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا۔ رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا اس کی بالآخر نجات ضرور ہوگی۔

(۳) امام نے اس حدیث کے ظاہری الفاظ کو لے کر یہ استدلال فرمایا ہے کہ جَو کا وزن گیہوں کے دانہ سے اور گیہوں کے دانہ کا وزن ذرہ سے زیادہ ہوتا ہے یہ ہی حال ایمان کا ہے کہ کم سے کم ذرہ کے برابر ایمان کا ہونا نجات کے لیے کافی ہوگا۔ لہذا ایمان میں کمی و زیادتی کا ہونا ثابت ہوا۔

جواب یہ ہے کہ اگر ثمراتِ ایمان یا ایمان تفصیلی میں کمی وبیشی مراد ہو تو یہ بات مسلم بین الفریقین ہے رہا نفسِ تصدیق کا معاملہ تو اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔

جس کے دل میں ذرّہ برابر ایمان ہوگا اس کی نجات ہوگی اس کا کیا مطلب ہے؟

واضح ہو کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ جس کا کام ہی دین میں نت نئے فتنے اٹھانا اور آیات واحادیث کی تحریف معنوی کرنا ہے۔ وہ اس مضمون کی احادیث

Marfat.com

سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ جب رائی کے دانے کے برابر ایمان بھی نجات کے لیے کافی ہے۔ تو دُنیا کی اکثر غیر مسلم قومیں بھی خدا اور آسمانی کتب اور بعض انبیاء و رسل پر ایمان رکھتی ہیں۔ اس ایمان میں اسلام کے بالمقابل کمی اور نقص ہی سہی لیکن رائی کے دانے سے تو یہ بہرحال کم نہیں ہے۔ لہذا ان سب کی نجات ہو گی اور جس میں کم سے کم خدا پر ایمان کا وجود ہو آخر کار جنتی بنا دینے کا ضامن ہے اور منکرین خدا کے سوا تمام انسان دوزخ سے نکال لیے جائیں گے۔ مستشرقین یورپ سے متاثر ہونے والے مسلمان یا منکرین حدیث کی جماعت اگر اس مضمون کی احادیث سے یہ نتیجہ نکالے اور وحدتِ ادیان اور ہر مذہب حق ہے کا نعرہ بلند کرے تو کوئی حیرانی کی بات نہ تھی۔ مگر حیرت ہے کہ دیوبندی حضرات میں بھی ایسے لوگ بھی ہیں جو مشرک اور اعلیٰ درجہ کے کافر کے لیے بھی بالآخر جہنم سے نجات پانے کا نظریہ رکھتے ہیں۔ مثلاً سیرۃ النبی جلد چہارم میں مولوی سلیمان ندوی دیوبندی نے اپنا مسلک یہ ہی لکھا ہے کہ کافر و مشرک کی بھی بالآخر نجات ہو گی اور وہ جنت میں داخل کیا جائے گا۔

اگرچہ ندوی صاحب نے بالتصریح وحدت ادیان اور ہر مذہب حق ہے کا نعرہ بلند نہیں کیا۔ مگر ان کے اس نظریہ کا نتیجہ تو یہ ہی نکلے گا کہ ہر مذہب میں رہ کر نجات ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جب کافر و مشرک کی بھی بالآخر نجات ہو جائے گی اور انہیں اپنے جرموں کی سزا پا کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا تو پھر اسلام کا یہ دعویٰ تو ہوا میں تحلیل ہو کر رہ جائے گا کہ نجات و مغفرت اور حصولِ فردوس کا واحد ذریعہ و وسیلہ صرف میں ہی ہوں۔ بہرحال اس مضمون کی احادیث سے مذکورہ بالا نتیجہ نکالنا بالکل غلط اور اسلام کے مثلہ کرنے کے مترادف ہے اور سخت قسم کی جاہلانہ تحریف ہے۔ کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ

Marfat.com

قرآن حکیم سے کسی بات کو اخذ کرتے وقت یہ ضروری ہے کہ پورے قرآن شریف کی نصوص کو جو اس مسئلہ سے متعلق ہیں نظر رکھا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو قرآن پاک میں تناقض و تصادم نظر آئے گا۔ یا پھر متناقض و متصادم نظریے اس سے اخذ ہوں گے۔ اسی لیے قرآن نے پورے قرآن پاک پر ایمان لانے کی تاکید کی ہے۔ اور جو بعض آیاتِ قرآنیہ پر ایمان لائیں اور بعض آیات کو نظر انداز کر دیں تو ان کے لیے جہنم کی وعید سنائی۔ یہ وہی حال سنتِ رسول اللہ کا ہے کہ حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی کسی ایک حدیث کے کسی ایک ٹکڑے سے صحیح مفہوم اخذ کرنے کے لیے ہمیں دین سے متعلق حضور علیہ السلام کی عمومی تعلیم اور اس باب کی دیگر احادیث کو بھی پیش نظر رکھنا پڑے گا تب جا کر کہیں صحیح مفہوم و مطلب واضح ہو گا۔

کتاب و سنت سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ فلاح فوز اخروی کا ضامن صرف اسلام ہے اور اسلام نام ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دینی دعوت کو قبول کرنے کا۔ حضور علیہ السلام کی دینی دعوت کو قبول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دین اسلام سے متعلق جو کچھ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔ اس کی دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کیا جائے مثلاً ایمان کے متعدد اجزاء ہیں، ایمان باللہ۔ ایمان بالرسل۔ ایمان بالملائکہ۔ ایمان بالقدر وغیرہ وغیرہ۔ تو ایمان کے اجزائے ضروریہ پر ایمان لانے والا مومن ہے۔ اور اس کے کسی ایک جز کا بھی انکار کرنے والا کافر ہے۔ مثلاً ایک شخص اور تو سب کچھ مانے مگر ملائکہ کے مخلوق الٰہی ہونے کا منکر ہو۔ یا ایک شخص ملائکہ اور ایمان کے دوسرے اجزاء کا تو قائل ہو مگر حضور علیہ السلام کے ختم الرسل ہونے کا انکار کرے۔ تو ایسا شخص ایمان کے تمام اجزاء پر ایمان رکھنے کے باوجود صرف

Marfat.com

اس کے ایک جز کے انکار کرنے کی وجہ سے بالاتفاق کافر قرار پائے گا۔ اور نجات کا ہرگز ہرگز حقدار نہ ہوگا۔ جب یہ قاعدہ ہمیں کتاب وسنّت کی نصوص صریحہ سے معلوم ہو گیا۔ تو اب وہ احادیث جن میں ایمان کے کسی ایک جز کا بیان ہوگا۔ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری دینی دعوت کو قبول کرنا اور تمام ضروریاتِ دین پر ایمان لانا مراد لیا جائے گا۔

زیرِ بحث حدیث ہی کو لیجیے اس میں صرف یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے والا نجات پائے گا۔ لیکن مراد اس سے صرف توحید پر ایمان لانا نہیں بلکہ پورے کلمہ پر ایمان لانا ہے اور یہاں کلمہ کے جز اوّل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کو جز ثانی محمد رسول اللہ کا علم قرار دیا گیا ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھ تو اس سے مقصود صرف اتنے ہی لفظ نہیں بلکہ پوری سورۃ پڑھوانا منظور ہے۔ ایسے ہی یہاں توحید پر ایمان لانے سے مراد رسالت پر ایمان لانا بھی ہے اور اللہ ورسول پر ایمان لانے کے بعد تو بلاریب یہ طے ہو جاتا ہے کہ جو کچھ کتاب وسنّت سے ثابت ہو اس کا اقرار اور تصدیق کی جائے۔

یہی حال حدیث زیرِ بحث کے اس جملہ کا ہے کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا۔ اس کی نجات ہوگی۔ یعنی جس کے دل میں تمام ضروریاتِ دین تمام اجزاء دین کی نفسِ تصدیق پائی جائے گی۔ اور اصل ایمان موجود ہوگا۔ وہ خواہ کتنا ہی بے عمل اور فاسق وفاجر کیوں نہ ہو اپنے اعمال بد کی سزا بھگتنے کے بعد بہر صورت جہنّم سے نکال لیا جائے گا۔ "ذرہ برابر ایمان ہوگا" کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو شخص اجزاء ایمان میں سے کسی جز کا منکر ہوگا وہ بھی نجات پائے گا حدیث کے خط کشیدہ جملوں کو یہ مطلب پہنانا انتہائی درجہ کی جاہلانہ تحریف ہے

Marfat.com

اور اسلام سے کھلی ہوئی بغاوت ہے۔

ایمان میں کمی یا ضعف کا کیا مطلب ہے؟

خوب یاد رکھئے کہ ایمان کا ضعف اور ایمان کا نقص یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں جس کے ایمان میں ضعف ہو وہ مومن ہے اور جس کے ایمان میں نقص ہو وہ یقیناً کافر ہے۔ نقص اور ضعف کے اس فرق کو ایک مثال سے سمجھیے۔

ایمان کے متعدد اجزاء ہیں: توحید، رسالت، ملائکہ، آخرت، تقدیر، ان تمام اجزا کا ایمان لانے والا اور کسی ایک کا بھی انکار نہ کرنے والا مسلمان ہے۔ اب جو شخص اجزاء ایمان میں سے کسی ایک جز کا بھی انکار کرے تو اس کے متعلق یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس کا ایمان ضعیف ہے۔ بلکہ یہ کہا جائے گا کہ اس کا ایمان ناقص ہے، ادھورا ہے۔ اُدھورے ایمان کو قرآن وسنّت اور اجماع اُمّت کسی درجہ میں نہیں مانتے بلکہ کفر وارتداد قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک نے متعدد مقامات پر صراحت کی کہ بعض پر ایمان اور بعض کی تکذیب کل کی تکذیب ہے اس لیے تمام اجزاء ایمان پر ایمان لانے کے باوجود کسی ایک جز پر ایمان نہ لانے کا مطلب ہوگا "ذرہ برابر ایمان نہ لانا" رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان کا نہ ہونا" اور ایسا شخص جس کا ایمان ادھورا ہے بلاشبہ کافر ہے اور اس کی کسی صورت نجات ممکن نہیں ہے۔

اس کے برعکس "ایمان کا ضعف" یہ ایک علیحدہ مفہوم رکھتا ہے اس کے تمام اجزائے ایمانی کے مجموعہ پر ایمان ہو۔ یعنی بلا استثناء ایمان کے تمام اجزائے ضروریہ کا اعتقاد ہو۔ مگر اس تمام اجزاء ایمانی کے مجموعی اعتقاد کے یقین واذعان میں ضعف ہو۔ اس کو کمی سے تعبیر کرتے ہیں اور اسی ضعف کے

Marfat.com

تناسب سے ایمان کی مقدار کا فیصلہ ہوگا۔

بعض وہ لوگ ہوں گے جن کے تمام اجزاءِ ایمانی کے مجموعی اعتقاد میں یقین و اذعان کا ضعف بالکل ہوگا ہی نہیں بعض وہ ہوں گے جن کے اذعان و یقین میں ذرا سا ضعف ہوگا۔ اور بعض وُہ ہوں گے جن میں یہ ضعف انتہا کو پہنچا ہوگا مگر اس کے باوجود تمام اجزائے ایمانیہ کے کسی جزوِ ایمان سے انکار و تکذیب کی نوبت نہیں پہنچی ہوگی تو ایسے افراد کو بھی مومن ہی مانا جائے گا۔ اگرچہ یہ ضرور کہا جائے گا کہ ان کا ایمان کم ہے یا ان کا ایمان ضعیف ہے اس کمی اور ضعف کے اظہار کے لیے احادیث میں رائی کے دانے یا ذرّے کی تمثیل دی گئی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ ایمان کا نقص یہ ہے کہ اجزاء ایمان میں سے کسی ایک کا بھی انکار و تکذیب کی جائے۔ جن کے ایمان میں نقص ہوگا وہ کافر ہیں۔ ان کا ایمان ادھورا ہے۔ ظاہر ہے عیسائی یہودی اور دیگر مذاہب کے پیرو اگر توحید کے قائل ہوں۔ بعض کتب سماویہ اور بعض انبیاء پر بھی ایمان رکھیں۔ لیکن حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلامی کو قبول نہ کریں تو ان کے ایمان میں نقص ہے اور وہ کافر ہی قرار پائیں گے کسی حال میں بھی نجات نہ پائیں گے۔

اور ایمان کا ضعف اور اس کی کمی کا مفہوم یہ ہے کہ تمام اجزائے ایمانی کے مجموعہ کا اعتقاد ہے۔ کسی ایک بھی جز کی تکذیب اور انکار نہیں ہے۔ مگر اس مجموعی اعتقاد کے اذعان و یقین میں ضعف ہے اور یہ ضعف جب انتہا کو پہنچ جائے۔ تب بھی ایسا شخص مومن ہے۔ کیونکہ وہ اجزائے ایمانی میں سے کسی جزء کا منکر نہیں ہے۔ ایسے ہی ضعیف الایمان افراد کے متعلق وحیِ نبوّت نے اعلان کیا کہ:

Marfat.com

"جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا۔ وہ بالآخر جہنم سے نجات پائے گا"۔۔۔ فافہم

ضروری وضاحت

واضح ہو کہ حدیث ہذا میں خیر سے مراد ہم نے ایمان لیا ہے جس کے چند وجوہ ہیں۔

اوّل: یہ کہ حدیث کے لفظ یہ ہیں: وَكَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَيْرِ۔ قلبہٖ کا قرینہ بتا رہا ہے کہ خیر سے مراد ایمان ہے کیونکہ ایمان کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔

دوسرے یہ کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسری روایت میں خیر کی جگہ ایمان کا لفظ آیا ہے۔ اسی لیے یہاں خیر سے مراد نورِ ایمان ہی لینا چاہیئے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ جہاں خیر کا لفظ آئے وہاں اس کے معنیٰ ایمان ہی کے لئے جائیں۔ کیونکہ خیر کے لفظ سے جس طرح ایمان مراد لیا جاسکتا ہے اسی طرح عمل بھی مراد لے سکتے ہیں بلکہ بعض احادیث میں تو ایسے مقام بھی ہیں جہاں خیر سے ایمان مراد لینا قطعاً حتماً غلط ہے۔ چنانچہ بخاری و مسلم ہی میں یہ حدیث موجود ہے کہ جب سب لوگ سفارش کر چکیں تو اس کے بعد ارشاد باری ہو کہ فرشتوں کی، نبیوں کی اور مومنین کی سفارش ہو چکی اور ان کی سفارش قبول ہو گئی۔

اِلَّا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ	بس اب ارحم الراحمین ہی باقی
فَيَقْبِضُ قَبْضَةً فَيُخْرِجُ	ہے پھر اللہ تعالیٰ خود اپنی
مِنْهَا قَوْمًا مَّا نَمُ	مغفرت و رحمت کے ہاتھ سے
يَعْمَلُوْا خَيْرًا قَطُّ	نکال لے گا جنہوں نے کبھی

(بخاری ومسلم) کوئی نیک عمل کیا ہی نہ ہوگا۔

اس حدیث میں خیر سے مراد عمل ہے ایمان نہیں۔ اگر یہاں بھی خیر سے مراد ایمان لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ وہ لوگ بھی بخشش دیئے جائیں گے۔ جن کے دل میں قطعاً ایمان ہوگا ہی نہیں۔ حالانکہ یہ بات نصوصِ قرآن کے خلاف ہے پھر یَعْمَلُوْا کا لفظ بھی یہاں قرینہ ہے کہ خیر سے مراد یہاں عمل ہے نیز اس حدیث کا آخری ٹکڑا یہ ہے۔

هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ اللّٰهِ الَّذِيْنَ اَدْخَلَهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ (بخاری ومسلم)

یہ لوگ ہیں اللہ کے آزاد کردہ اللہ نے ان کو جنّت میں داخل فرمایا بغیر عمل کے جو انہوں نے کیا اور بغیر خیر کے جو انہوں نے پیش کیا۔

یہاں بھی خیر سے مراد عمل ہی ہے۔ یعنی یہ لوگ وہ ہوں گے جن کے پاس سوائے ایمان کے کوئی عمل صالح ہوگا ہی نہیں۔ ان کو بھی اللہ عزوجل اپنی رحمت کاملہ سے جنّت میں داخل فرمائے گا۔

آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ کے نزول کا بیان

نَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا قَالَ اَيُّ اٰيَةٍ قَالَ اَلْيَوْمَ

حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ آپ سے ایک یہودی نے کہا اے امیر المومنین! آپ کی کتاب (قرآن) میں ایک

Marfat.com

اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ
وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ
وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ
دِیْنًا قَالَ عُمَرُ قَدْ عَرَفْنَا
ذٰلِکَ الْیَوْمَ وَالْمَکَانَ
الَّذِیْ نَزَلَتْ فِیْہِ
عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَھُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَۃَ
یَوْمَ جُمُعَۃٍ۔

(بخاری)

آیت ہے اگر وہ ہم یہودیوں پر
نازل ہوتی تو ہم روزِ نزول کو
عید ٹھہرا لیتے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ
کون سی آیت ہے؟ اس نے کہا
اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ
الخ آپ نے فرمایا میں اس دن کو
جانتا ہوں اور اس جگہ کو بھی پہچانتا
ہوں۔ جہاں یہ آیت نازل ہوئی
تھی وہ مقام عرفات کا تھا اور
جمعہ کا دن تھا۔ اور حضور علیہ السلام
کھڑے ہوئے تھے۔

اس حدیث کو امام بخاری نے کتاب المغازی، کتاب التفسیر اور کتاب الاعتصام میں بھی ذکر کیا ہے۔ نسائی و ترمذی و مسلم نے بھی اس حدیث کو لیا ہے، ترمذی نے کہا یہ حسن صحیح ہے۔

یوم نزولِ نعمت کو عید منانے کا ثبوت

جس یہودی نے یہ سوال کیا تھا وہ کعب احبار[1] تھے۔ اس نے سوال یہ کیا کہ یہ آیت جس میں اسلام کے غلبہ کی بشارت تکمیل دین اور اتمامِ نعمت کا بیان ہے یہ تو بڑی خوشی کا دن ہے مسلمان اس دن کو عید کیوں نہیں مناتے۔ اس پر حضرت فاروق اعظم نے فرمایا۔ ہم اس سے غافل نہیں۔ ہم اس دن کی عظمت کو بھی سمجھتے ہیں۔

[1] حضرت کعب احبار بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔

حتیٰ کہ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ آیت کس جگہ پر کس موقع پر اور کون سے دن نازل ہوئی تھی اور اس وقت ہمارے حضور علیہ السّلام کھڑے ہوئے تھے یعنی ہم مسلمان اس دن کو معظم سمجھتے ہیں۔ اور اس کو عید کی طرح مناتے ہیں۔ یعنی ہم نے تو اس دن کو عید کا دن کر لیا ہے۔

علامہ نووی نے فرمایا: مَعْنَاهُ مَا تَرَكْنَا تَعْظِيمَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَالْمَكَانِ اَمَّا الْمَكَانُ فَهُوَ عَرَفَاتٌ وَهُوَ مُعَظَّمُ الْحَجِّ الَّذِي اَحَدَ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ وَاَمَّا الزَّمَانُ فَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَيَوْمُ عَرَفَةَ وَهُوَ يَوْمٌ اجْتَمَعَ فِيهِ فَضْلَانِ وَشَرَفَانِ مَعْلُومٌ تَعْظِيمُنَا بِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فَاِذَا اجْتَمَعَا زَادَا التَّعْظِيمَ نَقَدِ اتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا وَعَظَّمْنَا مَكَانَهُ اَيْضًا (عینی ج ۱ ص ۲۰۶)

بلکہ اس دن کے ساتھ اس مکان کی عزت کرتے ہیں۔ اسی طرح ترمذی میں حضرت ابنِ عباس سے مروی ہے۔ آپ سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی سوال کیا آپ نے فرمایا: جس روز یہ آیت نازل ہوئی اس دن دو عیدیں تھیں۔ جمعہ و عرفہ۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی دینی کامیابی کے دن کو خوشی کا دن منانا اور اس کی یادگار قائم کرنا جائز ہے۔ صحابہ کرام سے ثابت ہے ورنہ حضرت ابن عباس اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم صاف فرما دیتے کہ جس دن کوئی خوشی کا واقعہ ہو۔ اس کی یادگار قائم کرنا اس روز کو عید منانا ہم بدعت جانتے ہیں۔ اس سے عید میلاد النبی کا جواز بھی ثابت ہوا۔ کیونکہ وہ تو صرف قرآن پاک کی ایک آیت کے نزول کا دن تھا۔ اور ماہ فاخر ربیع الاوّل صاحب قرآن کے ظہور کا مہینہ ہے۔

Marfat.com

لہذا عید میلاد کہ اعظم نعم الٰہیہ کی یادگار اور شکر گذاری ہے اور حتماً جائز ہے۔

مثل فارس سجد میں ہوں زلزلے
ذکرِ آیاتِ ولادت کیجئے

بَابُ الزَّكٰوةُ مِنَ الْاِسْلَامِ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ۔

باب اس امر کے بیان میں کہ زکوٰۃ بھی اسلام کا ایک شعبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گیا تھا خالص اللہ ہی کی بندگی کی نیت سے اس کو پوجیں اور نماز قائم رکھیں۔ اور زکوٰۃ دیں۔ یہ ہی دین حق ہے۔

گذشتہ باب میں ایمان کی کمی و بیشی کا بیان تھا۔ اور اعمال صالحہ سے ایمان میں زیادتی ہوتی ہے اور اس میں کمی سے کمی۔ اب مذکورہ بالا عنوان قائم کر کے امام یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ جو زکوٰۃ نہیں دیتا اُس کا اسلام ناقص ہے۔

جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَآئِرَ الرَّاْسِ نَسْمَعُ وَدِيَّ صَوْتِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى دَنَا فَاِذَا هُوَ يَسْئَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک شخص اہلِ نجد سے جن کے بال پراگندہ تھے۔ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے ہم ان کی آواز کی گونج کو سنتے تھے مگر ان کی بات ہمیں سمجھ میں نہیں آتی تھی حتیٰ کہ وہ قریب آئے (تو معلوم ہوا) کہ وہ اسلام کے متعلق حضور علیہ السلام سے سوال کر رہے ہیں حضورؐ نے فرمایا:

Marfat.com

خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَامُ رَمَضَانَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكٰوةَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ

(بخاری)

پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے دن رات میں فرض کی ہیں۔ اس نے عرض کی اس کے سوا بھی کوئی نماز مجھ پر فرض ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھنا چاہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے روزے اس نے عرض کی۔ رمضان کے روزوں کے سوا تو اور مجھ پر واجب نہیں۔ فرمایا: نہیں۔ مگر یہ کہ تو نفلی روزے رکھے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زکوٰۃ۔ اس نے عرض کی کہ زکوٰۃ کے سوا تو اور مجھ پر واجب نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ تو صدقہ دینا چاہے۔ پھر یہ شخص واپس ہوئے اور کہتے تھے۔ خدا تعالیٰ کی قسم نہ اس پر زیادہ کروں گا اور نہ کم جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ سچ کہتا تو فلاح پاتا۔ (بخاری)

Marfat.com

توبہ کا بیان

علماء کہتے ہیں کہ ہر گناہ سے توبہ واجب ہے۔ اگر گناہ کا معاملہ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہو اور کسی آدمی کے حق سے اس کا تعلق نہ ہو تو اس صورت میں توبہ کی تین شرطیں ہیں:

پہلی یہ کہ گناہ سے رُک جائے۔

دوسری یہ کہ گناہ پر شرمندہ ہو۔

اور تیسری یہ کہ پھر اس گناہ کا اعادہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے۔

اور اگر ان میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو توبہ صحیح نہ ہوگی اور اگر گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو پھر توبہ کی چار شرطیں ہیں، تین شرطیں تو وہی مذکورہ بالا ہیں اور چوتھی یہ کہ حقدار کو اس کا حق ادا کر دے۔ اگر کسی کا مال لیا تھا تو وہ اسے لوٹا دے اگر کسی پر جھوٹی تہمت لگائی تھی تو اسے حد نافذ کرنے پر قادر کرے یا اس سے معافی مانگ لے اور اگر کسی کی غیبت کی تھی تو اس سے معافی مانگ لے اور ضروری ہے کہ اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرے۔ اور اگر بعض گناہوں سے توبہ کرے تو اہلِ حق کے نزدیک وہ توبہ صحیح ہوگی اور دوسرے گناہ باقی رہیں گے۔ توبہ کے وجوب پر کتاب و سنّت اور اجماعِ امت کے واضح دلائل موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اے مومنو! اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (سورۂ نور آیت ۳۱)

Marfat.com

(۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا: مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا: "خدا کی قسم! میں ایک دن میں ستّر سے زیادہ مرتبہ خدا سے معافی مانگتا اور توبہ کرتا ہوں۔" (بخاری)

(۱۰) حضرت اغر بن یسار المزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: "اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اور اس کی طرف رجوع (توبہ) کرو۔ بے شک میں ایک دن میں سو مرتبہ سے زیادہ توبہ کرتا ہوں۔" (مسلم)

(۱۱) حضرت ابوحمزہ انس بن مالک انصاری، خادمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کو بے آب وگیاہ چٹیل میدان میں کھو جانے کے بعد اونٹ مل گیا ہو۔" (بخاری و مسلم)

(۱۲) حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس الاشعری حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: "اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے۔ تاکہ دن کے گناہ گار توبہ کرلیں۔ یہ سلسلہ اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔ (مسلم)

(۱۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: "سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے جو شخص توبہ کرلے گا اس کی توبہ قبول کرلی جائے گی۔ (مسلم)

(۱۴) حضرت ابوسعید سعد بن مالک بن سنان الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم سے پہلی قوموں میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے ۹۹ اشخاص کو قتل کیا۔ پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ اہلِ زمین میں سب سے زیادہ عالم کون ہے۔ تو اس کو ایک راہب کے متعلق بتایا گیا۔ وہ شخص اس راہب کے پاس

پہنچا اور کہا کہ اس نے ننانوے اشخاص کو قتل کیا ہے تو کیا اس کے لیے توبہ کی گنجائش ہے راہب نے کہا: نہیں۔ تو اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا۔ اور اس طرح پورے سو آدمیوں کو قتل کر دیا۔ پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ دنیا میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو اس کو ایک عالم کے متعلق بتایا گیا۔ وہ اس عالم کے پاس پہنچا اور کہا کہ اس نے سو آدمیوں کو قتل کیا ہے، کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ عالم نے کہا: ہاں تمہارے اور توبہ کے درمیان کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے؟ تم فلاں جگہ جاؤ، وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہیں تم بھی ان کے ساتھ مصروفِ عبادت ہو جاؤ اور اس طرف واپس نہ لوٹنا کیونکہ یہ برائی کی جگہ ہے۔ وہ شخص چل پڑا جب اس نے آدھی مسافت طے کی تھی کہ اسے موت نے آلیا۔ رحمت اور عذاب کے فرشتے اس کے معاملہ میں باہم جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتے کہتے: یہ شخص اپنے دل سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف آیا ہے۔ اور عذاب کے فرشتے کہتے: اس شخص نے زندگی میں کوئی نیک کام نہیں کیا۔ اسی اثنا میں ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں ان کے پاس آیا۔ تو انہوں نے اس کو اپنا ثالث مان لیا۔ اس نے کہا: دونوں زمینوں[1] کے فاصلے کی پیمائش کرو۔ جو زمین یہاں سے زیادہ نزدیک ہو وہی اس کی زمین ہوگی[2]۔ فرشتوں نے پیمائش کی تو اسے اس زمین کے نزدیک پایا جس کی طرف وہ جا رہا تھا۔ اس طرح رحمت کے فرشتوں نے اس کو تحویل میں لے لیا۔ (بخاری و مسلم)

---

[1] یعنی ایک وہ جگہ جہاں وہ شخص پہلے گناہوں کی زندگی گذارتا رہا تھا اور دوسری وہ جگہ جہاں وہ عالم کے بتانے کے مطابق عابدوں کے ساتھ مل کر کرنے جا رہا تھا۔

[2] یعنی اگر پہلی زمین کے نزدیک ہو تو اسے عذاب کے فرشتے لے جائیں اور اگر دوسری زمین کے نزدیک ہو تو رحمت کے فرشتے اسے لے جائیں۔

Marfat.com

وسوسے منافی ایمان نہیں

(۱۵) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے میری اُمّت سے دل کے برے خیالات اور وسوسوں کو معاف کر دیا ہے۔ ان پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔ جب تک ان پر عمل نہ ہو اور زبان سے نہ کہا جائے۔

(۱۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے دریافت کیا کہ ہمارا حال یہ ہے کہ بعض اوقات ہم اپنے دلوں میں ایسے بُرے خیالات اور وسوسے پاتے ہیں کہ ان کو زبان سے کہنا بھی بہت برا اور بہت بھاری معلوم ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا واقعی تمہاری یہ حالت ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہاں یہی حال ہے آپ نے فرمایا یہ تو خالص ایمان ہے۔

شرح :۔ یعنی اگر کسی شخص کی یہ کیفیت ہو کہ وہ دین اور شریعت کے خلاف وساوس سے اتنا گھبرائے اور ایسا پریشان ہو کہ زبان سے ادا کرنا بھی اس کو گراں ہو تو یہ خالص ایمانی کیفیت ہے۔

(۱۷) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ کبھی کبھی میرے دل میں ایسے بُرے خیالات آتے ہیں کہ جل کر کوئلہ ہو جانا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ان کو زبان سے نکالوں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اللہ کے لیے حمد ہے جس نے اس کے معاملے کو وسوسے کی طرف لوٹا دیا۔

شرح : مطلب یہ ہے کہ جب تمہارا یہ حال ہے کہ تم کو خلافِ اسلام خیالات

Marfat.com

وخطرات اس قدر تکلیف پہنچاتے ہیں تو اس پر فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ اپنے رب کریم کا شکر ادا کرو کہ اس کے فضل وکرم اور اس کی دستگیری نے تمہارے دل کو ان بُرے خیالات کو قبول کرنے سے بچا لیا اور بات وسوسے کی حد سے آگے نہ بڑھنے دی۔

(۱۸) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا ؟ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا ؟ یہاں تک کہ یہی سوال وہ اللہ کے متعلق بھی دل میں ڈالتا ہے کہ جب ہر چیز کا کوئی پیدا کرنے والا ہے تو پھر اللہ کا پیدا کرنے والا کون ہے ؟ پس سوال کا سلسلہ جب یہاں تک پہنچے تو چاہیئے کہ بندہ اللہ سے پناہ مانگے اور رُک جائے۔

شرح : مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے وسوسے اور سوالات شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ شیطان کے شر سے پناہ مانگے اور اس مسئلہ کو قابل توجہ نہ سمجھے۔

(۱۹) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں ہمیشہ فضول سوالات اور چوں چرا کا سلسلہ جاری رہے گا۔ یہاں تک کہ یہ احمقانہ سوال بھی کیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے سب مخلوق کو پیدا کیا ہے تو پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے ؟ پس جس کو اس سے سابقہ پڑے وہ یہ کہہ کر بات ختم کر دے کہ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر میرا ایمان ہے۔ (بخاری۔ ابوداؤد و مسلم)

Marfat.com

ناشکری۔ کفرانِ نعمت

(۲۰) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے دوزخ دکھائی گئی تو میں نے وہاں عورتیں زیادہ دیکھیں اس وجہ سے کہ وہ کفر کرتی رہیں ہیں کہا گیا کیا وہ خدا سے کفر کرتی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ خاوندوں کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتیں۔ تو اگر ان کے ساتھ ایک زمانے تک احسان کرے اور پھر وہ تجھ سے کوئی خلاف مزاج بات دیکھیں تو یہ کہیں کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں پائی۔

(بخاری کتاب الایمان)

(۲۱) جو کوئی انسان کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گذار نہیں۔

ھدایت :۔

وہ انساں جو نہیں منّت پذیر انساں کے احساں کا
ادا حق اُس سے ہو سکتا نہیں ہے شکرِ یزداں کا

(۲۲) دو خصلتیں مومن میں کبھی نہیں ہو سکتیں :

(۱) بخل اور (۲) بدخلقی

ھدایت :۔

سرشت اسلام کی ہے مانع بخل و بداخلاقی
نواقض میں ہمیشہ سے چلی آتی ہے ناچاقی

Marfat.com

متفرق احادیث

(۲۳) لِعْنَ عبد الدِّینار وَلِعْنَ عبد الدِّرھم

دینار پرست اور درہم پرست ملعون ہیں۔

ھدایتہ جہاں میں جس قدر ہیں درہم و دینار کے بندے
ہیں ان کے واسطے پھیلے ہوئے پھٹکار کے پھندے

(۲۴) لَا یُلْدَغُ الْمُؤمِنْ مِن جُحَرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَینِ

مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا

(۲۵) اَلْوعد دَینٌ

وعدہ ایک قسم کا قرض ہے۔

ھدایت ہ کسی سے وعدہ کرتے ہو تو لازم ہے وفا کرنا
کہ یہ ایک قرض ہے اور فرض ہے اس کا ادا کرنا

(۲۶) اَلدَّینُ شَینُ الدِّیْن

قرض دین کے لیے عیب ہے۔

ھدایت ہ نہ ڈالو اے مسلمانوں گلے میں قرض کا پھندہ
مہاجن کی کرے کیوں بندگی اللہ کا بندہ

(۲۷) اَلسَّماحُ رِبَاحٌ سخاوت منفعت ہے۔

ھدایت ہ یقینی نفع ہے جس میں سخاوت وہ تجارت ہے
خدا کی راہ میں دینا نہیں جاتا اکارت ہے

Marfat.com

(۲۸) اَلقَنَاعَۃُ مَالٌ لَا یَنفَدُ

قناعت ایسا مال ہے جو ختم نہیں ہوتا۔

ھدایت:ـ گھٹا لے سے نہیں گھٹتا قناعت مال ہے ایسا
ہے رونق اس سے گودڑ کی چھپایہ لال ہے ایسا

(۲۹) آفَۃُ السَّمَاحِ المَنُّ

احسان جتانا جو دوکرم کے لیے آفت ہے

ھدایت: ـ کسی پر کر کر واحسان نہ لو بھولے سے نام اس کا
سخاوت کا ہے یہ سود اور لینا ہے حرام اس کا

(۳۰) نَومُ الضُّحٰی تَمنَعُ الرِّزقَ

صبح کے وقت سونا روزی کو روکتا ہے۔

ھدایت: ـ چڑھے دن تک پڑے لیتے ہیں خرّاٹے جو بستر پر
نہیں رہتا کوئی حق ان کی روزی کا مقدّر پر

(۳۱) کَفٰی بِالمَوتِ وَاعِظاً

موت کافی ناصح ہے۔

ھدایت ـ اجل سے بڑھ کے واعظ کیا کریں گے نکتہ اموری
جو کرنی ہے تو کرلو موت ہی سے عبرت اندوزی

(۳۲) اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ السَّھلَ الطَّلِقَ

اللہ تعالیٰ نرم خُو اور کشادہ رُو کو دوست رکھتا ہے

ھدایت: ـ نہ رکھتا ہے اس کو دوست جو نہیں مکھ ہو خوش خُو ہو
شگفتہ جس کی فطرت ہو کشادہ جس کا ابرُو ہو

(۳۳) تَھَادُوا تَحَابُّوا

Marfat.com

ایک دوسرے کو تحفے تحائف بھیج کر محبت کو بڑھاؤ۔

ھدایت: ؎ محبت ہدیہ وسوغات دے کر بڑھ ہی جاتی ہے
جو سیلاب آئے ندی میں تو آخر چڑھ ہی جاتی ہے

(۳۴) زُرْغِبًا تَزْدَدْ حُبًّا

ناغہ کرکے ملا کرو اس سے محبّت بڑھتی ہے

ھدایت: ؎ ملاقاتوں میں لطف آتا ہے کچھ مدّت کی دُوری سے
گھٹاتے کیوں ہو اُس کو رات اور دن کی حضوری سے

(۳۵) اُطْلُبُوا الْخَيْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوْهِ

نیکی اور بھلائی خوش چہرہ لوگوں سے طلب کیا کرو۔

ھدایت ؎ ہے جس کی صورت اچھی اُس سے کرنا ہے سوال اچھا
کہ حال اچھا ہے جس کا غالباً اُس کا ہے قال اچھا

(۳۶) اَلْعِلْمُ لَا يَحِلُّ عَنْهُ صَدٌّ

علم سے روکنا حلال نہیں ہے

ھدایت: ؎ ہر اک انسان کو حق ہے علم کی دولت سے ہو فائز
کسی کو روکنا اس سے نہیں اسلام میں جائز

(۳۷) كَثْرَةُ الضِّحْكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ

بہت ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے

ھدایت: ؎ ہنسو لیکن نہ اتنا جس سے دل پژمردہ ہو جائے
طبیعت ہو منغض اور مذاق افسردہ ہو جائے

(۳۸) اَلْبَلَاءُ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ

مصیبت آدمی کے کلام کے ساتھ وابستہ ہے یعنی مصیبت بولنے والے پر ہے۔

ھدایت : ؎ زبان اس کو نہ سمجھو ہے یہ اک آفت کا پرکالا
نہ رکھو گے جو قابو میں تو کر دے گی تہ و بالا

(۳۹) اَلطِّمَۃُ الطَّیِّبَۃُ لِلنَّاسِ صَدَقَۃٌ

سائل کو نیک کلمہ کہہ کر رخصت کرنا بھی صدقہ ہے۔

ھدایت : ؎ اگر خالی ہو جیب اور مرتبہ سائل کا پہچانو
تو میٹھی بات کو خیرات کا نعم البدل جانو

(۴۰) اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ

بہشت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

ھدایت : ؎ زمین پھیلی ہوئی ہے جس طرح افلاک کے نیچے
یونہی جنّت بھی ہے ماں کے قدم کی خاک کے نیچے

Marfat.com

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخ سے وہ سب لوگ نکالے جائیں گے جنہوں نے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ کہا اور ان کے دل میں جَو کے دانہ کے برابر بھی خیر ہے پھر وہ لوگ بھی نکال لیے جائیں گے جنہوں نے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ کہا اور ان کے دل میں گیہوں کے دانے برابر بھی خیر ہے اور اس کے بعد وہ لوگ بھی نکال لئے جائیں گے جنہوں نے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ کہا اور ان کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر ہے۔"

توضیح و تشریح حدیث

چار ذرّے رائی کے ایک دانے کے برابر ہوتے ہیں۔ بعض لوگوں نے ذرّہ کے معنی ایسے لفظوں سے کئے ہیں کہ پڑھنے والا اس شبہ میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ ذرّہ کا کوئی وجود نہیں ہے بلکہ وہ محض ایک ہوائی اور موہوم مقدار ہے۔ دراصل ذرّہ شے کے قلیل و غیر حصّہ کو کہتے ہیں۔ رائی کا دانہ خواہ کتنا ہی چھوٹا سہی مگر وجود کا ایک غیر مشکوک اور ٹھوس تصوّر رکھتا ہے۔ اسی طرح ذرّہ ایک ہوائی مقدار کا نام نہیں ہے بلکہ وہ اپنا ایک مستقل وجود رکھتا ہے۔

تہمت، جھوٹ، غیبت، فحش گوئی

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زبان کو بکواس، جھوٹ، غیبت، تہمت فحش گوئی سے محفوظ رکھے۔ عہد نبوی میں عورتوں نے روزہ رکھا۔ دن کے آخری حصّہ میں بھوک اور پیاس نے اس قدر ستایا کہ جان پر بن گئی۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آدمی بھیج کر روزہ توڑنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے ایک پیالہ بھیجا اور حکم دیا کہ جو کچھ ان دونوں نے کھایا ہے اس کو اس پیالے میں قے کر کے نکال دیں۔ چنانچہ ایک نے قے کی تو قے میں آدھا خالص تازہ خون تھا اور آدھا تازہ گوشت اور دوسری عورت کی قے میں بھی خون اور گوشت نکلا۔ لوگوں کو اس سے تعجب ہوا تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں عورتوں نے روزہ رکھا اور اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کے استعمال سے اپنے آپ کو بچایا مگر اس کی حرام کی ہوئی چیز کا ارتکاب کیا۔ ان میں سے ایک دوسرے کے پاس جا کر بیٹھی اور دونوں نے مل کر لوگوں کی غیبت کی۔ کسی آدمی کی غیبت کرنا اس کا گوشت کھانا ہے۔ یہ گوشت جو قے میں نکلا وہی غیبت ہے۔

کان کو ہر ناجائز آواز کے سننے سے بچائے اگر کسی مجلس میں غیبت ہوتی ہو تو وہاں سے اٹھ جائے۔ حدیث میں فرمایا کہ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔

Marfat.com

روزہ داروں کیلئے بابِ ریّان

فرمایا سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنّت کا ایک دروازہ ہے "رَیّان" قیامت کے دن اس دروازے سے صرف روزہ دار ہی داخل ہو سکتے ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی اس سے داخل نہیں ہو سکتا۔ پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہے اور روزہ دار کھڑے ہو جائیں گے (جنّت میں اس دروازے سے جانے کے لیے) ان کے سوا اس سے اور کوئی نہیں اندر جائے گا۔ اور جب یہ لوگ اندر چلے جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر اس سے کوئی اندر نہ جا سکے گا۔

فوائد و مسائل

۱۔ "رَیّان" رِیّ سے مشتق ہے جس کے معنی سیرابی کے ہیں حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص "رَیّان" دروازے سے داخل ہو گا وہ کبھی پیاس محسوس نہیں کرے گا۔ یہ دروازہ صرف روزہ داروں کے لیے مخصوص ہو گا کوئی اور اس دروازہ سے داخل نہ ہو سکے گا۔

۲۔ حدیث مسلم کا مضمون ہے کہ جس نے اچھی طرح وضو کیا۔ پھر کلمہ پڑھا تو اس کے لیے جنّت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جائیں گے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ حدیث مسلم میں جنّت کے جن آٹھ دروازوں کا ذکر ہے ان میں رَیّان دروازہ شامل نہیں ہے کیونکہ جنّت کے دروازوں کی تعداد صرف آٹھ نہیں بلکہ اس سے زیادہ ہے۔

بچوں کے روزہ کا بیان

عُمَرُ لِسَكْرَانٍ فِيْ رَمَضَانَ وَيْلَكَ وَصِبْيَانُنَا صِيَامٌ فَضَرَبَهُ۔

(بخاری)

اور حضرت عمر نے رمضان میں شراب میں مدہوش آدمی سے فرمایا۔ اور بدنصیب! ہمارے بچے تو روزہ سے ہیں۔ اور تُو نے شراب پی رکھی ہے پھر اسے حد لگائی۔

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ اَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ عَاشُوْرَاءَ اِلٰى قُرَى الْاَنْصَارِ مَنْ اَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهٖ وَمَنْ اَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَصُمْ قَالَتْ فَكُنَّا نَصُوْمُهٗ بَعْدُ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَاِذَا بَكٰى اَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ اَعْطَيْنَاهُ

حضرت ربیع بنت معوذ سے مروی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کی دسویں تاریخ کی صبح کو انصار کے محلوں کی طرف ایک آدمی کو یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ جس نے روزہ نہیں رکھا وہ بقیہ دن بغیر کھائے پیئے گزارے اور جس نے روزہ رکھا ہے وہ روزہ رکھا رہے ربیع نے کہا اس کے بعد ہم خود بھی روزہ رکھتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی رکھواتے تھے۔ اور ان کے کھیلنے کے لیے ایک کھلونا بنا دیتے تھے۔ جب ان بچوں میں سے کوئی بچہ کھانے کے لیے روتا تو ہم وہ کھلونا اسے

ذَاكَ حَتّٰى يَكُوْنَ عِنْدَ الْاَفْطَارِ (بخاری)

دے دیتے وہ اس سے بہل جاتا حتیٰ کہ روزہ کھولنے کا وقت ہو جاتا۔

فوائد و مسائل

۱۔ اگرچہ نابالغ پر نماز روزہ فرض نہیں ہے۔ مگر عہدِ نبوّی میں بچے بھی روزے رکھتے تھے۔ تاکہ ان کو عادت پڑے اور بالغ ہو کر آسانی سے اس عبادت کو ادا کر سکیں۔

۲۔ بچّہ جب گیارھویں سال میں قدم رکھے تو ولی پر لازم ہے کہ وہ ان سے روزہ و نماز کی پابندی کرائے اور اس معاملہ میں سختی کرے۔ مگر یہ سختی کا حکم اس صورت میں ہے جبکہ بچّہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھے اور روزہ اس کی صحت کو مضر نہ ہو۔ اگر نابالغ بچّہ ایسا کمزور ہے کہ روزہ کی طاقت نہیں رکھتا۔ تو ایسی صورت میں ولی کو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بچہ کو روزہ رکھنے پر مجبور کرے۔

۳۔ اس حدیث سے واضح ہُوا کہ نابالغ کی عبادت صحیح و درست ہے۔

متواتر روزے رکھنے کے بیان میں

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ وَنَهٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ رَحْمَةً لَّهُمْ وَاِبْقَاءً

اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا رات تک روزہ پورا کرو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت پر مہربانی اور ان کی طاقت برقرار رکھنے کے لیے پے در پے

عَلَيْهِمْ وَمَا بُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ۔

روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے اور عبادت میں سختی کرنا مکروہ ہے۔

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتُوَاصِلُوْا قَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ اِنِّيْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰى اَوْ اِنِّيْ اَبِيْتُ اُطْعَمُ وَاُسْقٰى۔

حضرت انس رضؓ سے مروی ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا (بلاسحر وافطار) مسلسل روزے نہ رکھا کرو (صوم وصال) صحابہ نے عرض کی۔ آپ تو وصال فرماتے ہیں حضور نے فرمایا میں تم میں سے کسی طرح نہیں ہوں مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے میں اس طرح رات گزارتا ہوں کہ مجھے کھلایا اور سیراب کیا جاتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ اِنِّيْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰى۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم وصال سے منع فرمایا تو صحابہ نے عرض کی کہ آپ تو وصال کرتے ہیں؟ آں حضورؐ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ مجھے تو کھلایا اور سیراب کیا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَاتُوَاصِلُوْا فَاَيُّكُمْ

کہا حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آں حضور فرما رہے تھے کہ مسلسل (بلا سحر وافطار روزے نہ رکھو۔ ہاں اگر

Marfat.com

اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتّٰى السَّحَرِ قَالُوْا فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ وَسَاقٍ يَّسْقِيْنِ۔

کوئی وصال کرنا ہی چاہے تو وہ سحری کے وقت تک ایسا کر سکتا ہے صحابہ نے عرض کی، یارسول اللہ آپ تو وصال کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، "میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں تو رات اس طرح گزارتا ہوں کہ ایک کھلانے والا کھلاتا ہے اور ایک پلانے والا پلاتا ہے"۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَّهُمْ فَقَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّيْ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ لَمْ يَذْكُرْ عُثْمَانُ رَحْمَةً لَّهُمْ۔

حضرت عائشہ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ لوگوں پر رحم فرما کر۔ صحابہ نے کہا آپ بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں تمہاری طرح نہیں ہوں، مجھے تو میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے۔ عثمان بن ابی شیبہ نے لفظ رحمۃ لہم ذکر نہیں کیا۔

Marfat.com

جو وصال کے بکثرت روزے رکھے اسے سزا دینے کے بیان میں

رَوَاهُ اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاَيُّكُمْ مِّثْلِيْ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ فَلَمَّا اَبَوْا اَنْ يَّنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ

اس کو حضرت انس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے زہری سے مروی ہے انہوں نے کہا مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزوں کو ملا کر رکھنے سے منع فرمایا مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے آپ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ بھی تو روزے ملا کر رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم میں سے کون میری طرح ہے۔ مجھے تو میرا رب رات کے وقت کھلاتا اور پلاتا ہے۔ جبکہ وہ وصال سے باز نہ آئے تو آپ نے ان کے ساتھ ایک دن کچھ نہ کھایا پھر دوسرے دن بھی کچھ نہ کھایا۔ پھر عید کا چاند نظر آگیا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر چاند

Marfat.com

رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْتَاَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالتَّنْكِيْلِ لَهُمْ حِيْنَ اَبَوْا اَنْ يَّنْتَهُوْا۔

نظر نہ آتا تو میں اور (کئی دن) نہ کھاتا گویا یہ اُن کو بطورِ سزا کے فرمایا، جبکہ وہ وصال سے باز نہ آئے تھے۔

عَنْ هَمَّامٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ مَرَّتَيْنِ قِيْلَ اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ فَاكْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ۔

حضرت ہمام سے مروی ہے۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے سُنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا۔ وصال کے روزوں سے بچو۔ دو مرتبہ فرمایا۔ کہا گیا۔ آپ بھی تو وصال کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ مجھے تو رات کو میرا رب کھلا اور پلا دیتا ہے۔ تم اتنی ہی تکلیف اٹھاؤ جتنی تم کو طاقت ہے۔

⁂ ⁂ ⁂

سحری تک وصال کرنے کے بیان میں

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُوَاصِلُوْا فَاَيُّكُمْ اَرَادَ اَنْ يُّوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ

حضرت ابوسعید خُدری سے مروی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے ملا کر روزے مت رکھو۔ اگر کسی کا ارادہ ہی وصال کا ہو تو سحری کے وقت تک وصال کر سکتا ہے،

Marfat.com

حَتَّی السَّحَرِ قَالُوْا فَاِنَّکَ تُوَاصِلُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ لِیْ مُطْعِمٌ یُّطْعِمُنِیْ وَسَاقٍ یَّسْقِیْنِ۔

صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! آپ تو وصال کرتے ہیں۔ آں حضورؐ نے فرمایا۔ میں تمہاری طرح نہیں ہوں رات کے وقت ایک کھلانے والا مجھے کھلاتا ہے اور ایک پلانے والا مجھے سیراب کرتا ہے۔

فوائد و مسائل

یہ تمام احادیث مسائل ذیل پر مشتمل ہیں:

۱۔ بلا سحر و افطار متواتر و مسلسل روزے رکھنا مطلوب و محمود نہیں۔

۲۔ عبادت و ریاضت میں میانہ روی کو اختیار کرنا چاہیئے۔ اپنی طرف سے زیادتی و شدت نہیں کرنی چاہیئے۔

۳۔ فنھاھم: حضور نے صوم وصال سے منع فرمایا۔ علامہ کرمانی نے فرمایا: یہ نہی تحریمی ہے یا تنزیہی۔ اس میں اختلاف ہے۔ والظاھر الاوّل اور ظاہر یہ ہے کہ نہی تحریمی ہے۔

۴۔ سیدنا امام اعظم، ابو حنیفہ، شافعی، مالک اور اہلِ فقہ کی ایک جماعت نے صوم وصال کو مکروہ قرار دیا ہے۔ (عینی)

"وقال محمّد فی الموطا الوصال مکروہ وھو قول ابی حنیفہ علیہ الرحمۃ۔"

"امام محمد نے موطا میں فرمایا کہ صوم وصال مکروہ ہے۔ امام اعظمؒ کا بھی یہ ہی قول ہے"۔

Marfat.com

واضح ہو کہ صوم وصال یعنی بلا سحر و افطار متواتر و مسلسل روزے رکھنا ممنوع ہے۔ یہ اس لیے بھی کہ رات کا روزہ مشروع نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ رات تک روزہ پورا کرو۔ نیز عبادت و ریاضت میں سختی و شدت شارع علیہ السلام کو مطلوب نہیں ہے۔ اور حضور علیہ السلام کا صوم وصال رکھنا یعنی مسلسل اور متواتر بلا سحر و افطار روزے رکھنا، تو اس کا جواب خود حضور نے ارشاد فرما دیا کہ میرا معاملہ دُوسرا ہے۔ تم میں میری مثل کون ہے؟ یعنی کوئی نہیں۔ اس لیے صوم وصال حضور کی خصوصیات سے قرار پائے گا۔ اور عام لوگوں کے لیے ممنوع۔

۵۔ فاکلفوا من الاعمال الخ سے واضح ہوا کہ عبادت و ریاضت میں اپنی طرف سے سختی و شدت اسلامی شریعت میں مشروع نہیں ہے۔ آدمی کو اسی قدر عبادت کرنی چاہیے جس کو نشاط کے ساتھ ہمیشہ کرتا رہے ان احادیث میں ان تقویٰ بازوں اور خانہ ساز متقیوں کے لیے بھی سبق ہے جو شریعت اسلامیہ میں اپنی طرف سے زیادتی۔ شدت اور سختی اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔

حضورؐ کی بشریت

۱۔ ان احادیث میں یہ تصریح ہے کہ جب صحابہ کرام کو حضور نے صوم وصال سے منع فرمایا تو انہوں نے عرض کی حضور آپ تو وصال فرماتے ہیں۔ تو حضور نے اس کے جواب میں فرمایا:

اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَکُمْ اِنِّیْ — میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے

Marfat.com

اَطْعَمُ وَاُسْقٰی۔

لَسْتُ کَاَحَدٍ مِنْکُمْ اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی۔

اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ لِیْ مُطْعِمٌ وَّسَاقٍ یَسْقِیْنِ۔

اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِ۔

اَیُّکُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ۔

لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ لِیْ مُطْعِمٌ یُطْعِمُنِیْ۔

(بخاری ج ۱ ص ۶۶۳/۶۶۵)

کھلایا پلایا جاتا ہے۔

مَیں تم میں سے کسی طرح نہیں ہُوں۔ مجھے کھلایا اور سیراب کیا جاتا ہے

مَیں تمہاری طرح نہیں ہُوں میں رات اس طرح گزارتا ہوں کہ ایک کھلانے والا کھلاتا ہے اور پلانے والا پلاتا ہے۔

مَیں تمہاری طرح نہیں ہُوں مجھے میرا ربّ کھلاتا اور پلاتا ہے۔

تم میں میرا مثل کون ہے؟ میں رات گذارتا ہوں مجھے میرا رب کھلا اور پلا دیتا ہے۔

مَیں تمہاری طرح نہیں ہُوں، میں رات گذارتا ہُوں۔ ایک کھلانے والا مجھے کھلا دیتا ہے اور پلانے والا مجھے پلا دیتا ہے۔

۲۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ان جوابات میں اپنی بشریت کے متعلق واضح طور پر یہ تصریح فرما دی کہ اگرچہ میں انسان ہُوں بشر ہوں۔ اللہ کا بندہ اور اس کی مخلوق ہوں۔ مگر میری بشریت عام لوگوں کی بشریت کی طرح نہیں ہے۔ غور کیجئے کہ ایکم مثلی کے مخاطب کون ہیں؟ صحابہ کرام علیہ الرحمۃ والرضوان کہ جن کے مرتبہ و مقام کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ عام لوگ تو عام لوگ ہیں۔ غوث و قطب، اوتاد و ابدال۔ علماء و صلحاء و اولیا بھی ان کی برابری نہیں کر سکتے۔ حضور ان کو مخاطب بنا کر فرما رہے ہیں:

"ایکم مثلی۔ تم میں میرا مثل کون ہے؟ لست کاحد منکم تم میں کوئی

Marfat.com

بھی میری طرح نہیں ہے۔"

جب صحابہ کرام کا مقدس گروہ حضورؐ کی مثل نہیں۔ حضور کی طرح نہیں تو ہم آپ حضور کی مثل اور حضور کی طرح کیسے ہو سکتے ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ؎

بشر ضرور ہیں پر داخلِ انام نہیں
شمار دانۂ تسبیح میں امام نہیں

چنانچہ صحابۂ کرام بارگاہِ نبوّت میں عرض کیا کرتے تھے۔

فَالُوا اِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَارَسُوْل اللّٰه (بخاری ج ۱ ص ۷)

یا رسول اللہ ہم آپ کی طرح نہیں ہیں۔

اس لیے یہ کہنا حق و صواب ہے کہ حضور سرورِ عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مطہر سے ہمسری و برابری کا دعویٰ کرنا اعلیٰ درجہ کی گمراہی و بے دینی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور کی تعظیم و توقیر کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

جنّت کے دروازے

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے راستے میں جوڑا جوڑا خرچ کیا اسے جنّت کے دروازوں سے بلایا جائے گا کہ اللہ کے بندے یہ دروازہ اچھا ہے، جو شخص نمازی ہوگا اسے نماز کے دروازے سے، جو مجاہد ہوگا اسے جہاد کے دروازے سے، جو روزہ دار ہوگا اسے باب "ریّان" سے اور جو صدقہ کرنے والا ہوگا اسے صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ اگر کوئی ان دروازوں میں سے کسی ایک دروازے سے بھی بلا لیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں لیکن کوئی ایسا بھی ہوگا جو ان سب دروازوں سے بُلایا جائے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ایسے لوگ بھی ہوں گے اور مجھے اُمید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو گے۔

حضرت صدیق اکبر کو جنّت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا

اس حدیث میں روزہ دار کے فضل و شرف کا بیان ہے کہ اس کا اعزاز یہ ہوگا کہ جنّت میں ایک خاص دروازے سے داخل ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ امیر المؤمنین صدّق الصادقین امام الاتقیا سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و بزرگی کا بیان بھی ہے کہ آپ تمام حسنات و خیرات کے جامع ہیں اور تقویٰ کے نہایت بلند مرتبہ پر فائز ہیں اور آپ کی خصوصیّت یہ ہے کہ آپ کو جنّت کے ہر دروازے سے بلایا جائے گا۔

Marfat.com

جمعہ کے دن قبولیّتِ دُعا کی ساعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا۔ تو فرمایا اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ جب کوئی مسلمان بندہ اس میں کھڑا ہوا نماز پڑھتا ہو۔ اللہ سے کچھ مانگے تو اللہ اسے عنایت فرما دے گا۔ اور ہاتھ سے اشارہ کر کے آپ نے بتلایا کہ وہ ساعت تھوڑی ہے۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ضرور ہوتی ہے جس میں مانگنے والے کی دُعا قبول کی جاتی ہے اور یہ ساعت ہر جمعہ کے دن ہوتی ہے۔ حدیث ہذا میں اس ساعت کو مخفی رکھا گیا ہے اس کی حِکمت یہ ہے کہ لوگ اس ساعت کی طلب میں دعا و عبادت سے غافل نہ ہوں۔

مسلم کی حدیث میں ہے یہ ساعت امام کے منبر پر بیٹھنے سے فراغت نماز تک ہے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ عصر کے بعد ہے۔ بعض شارحین نے اس کی تعیین کے متعلق کم و بیش ۴۵ اقوال نقل کئے ہیں مگر یہ کوئی تعارض نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جمعہ کے دن ساعت اجابت ہوتی ضرور ہے مگر اس کا وقت معیّن نہیں ہے۔ کسی جمعہ اُس وقت ہوتی ہے اور کسی جمعہ اِس وقت تو جس کی قبولیت دعا صحیفہ تقدیر میں مقدّر ہوتی ہے وہ اس ساعتِ اجابت کو پالیتا ہے۔

جب کوئی رات کو نماز نہیں پڑھتا تو شیطان اس کے سر کی گدی میں گرہ لگا دیتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ تم میں سے کوئی رات کو سو رہا ہوتا ہے تو شیطان اس کی سر کی گدی میں تین گرہ لگا دیتا ہے ہر گرہ پر یہ کہتا ہے سو جا سو جا ابھی تو رات پڑی ہے۔ پس اگر وہ جاگ اُٹھتا ہے اور اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھُل جاتی ہے اور اگر وضو کر لیتا ہے تو دوسری گرہ کھُل جاتی ہے اور اگر نماز پڑھ لیتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھُل جاتی ہے پس وہ صبح کے وقت پاک نفس والا ہوتا ہے ورنہ وہ صبح کے وقت بُرے نفس والا اور سست الوجود ہوتا ہے۔

فوائد و فضائل

بعض علماء نے فرمایا یہ حدیث نماز عشا کے متعلق ہے یعنی جو شخص عشاء کی نماز پڑھے بغیر سو جائے تو شیطان گرہ لگا دیتا ہے لیکن ظاہر حدیث یہ ہے کہ یہ گرہ ہر اس شخص کو لگاتا ہے جو رات کو سوتا ہے خواہ وہ رات کو عشا کی نماز پڑھ کر سوتا ہو یا نہ سو یا ہو۔ غرضیکہ شیطان گرہ سب کے لگاتا ہے مگر جو شخص صبح کو اُٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھُل جاتی ہے حتیٰ کہ جب نماز کے لیے

Marfat.com

کھڑا ہوتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو کہ اللہ کا ذکر اور وضو اور نماز سے شیطانی اثرات زائل ہو جاتے ہیں۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خوابوں کی تعبیر کے متعلق روایت کیا اور آپ نے فرمایا :

"لیکن وہ شخص جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا یہ وہ ہے جو قرآن مجید یاد کرتا ہے اور پھر بھلا دیتا ہے اور فرض نماز پڑھے بغیر سو جاتا ہے۔"

اس حدیث میں بلا عذر شرعی نماز ترک کرنے والوں کے لیے اور قرآن مجید یاد کرنے کے بعد بھلا دینے والوں کے لیے وعید شدید ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو نماز کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔

جب کوئی سوتا رہتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا

تو شیطان اس کے کانوں میں پیشاب کر دیتا ہے

حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی کا ذکر کیا گیا کہ وہ صبح تک پڑا سوتا رہتا ہے اور نماز کے لیے نہیں اٹھتا۔ حضورؐ نے فرمایا : "بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ اُذُنِهٖ" (بخاری)

"شیطان اس کے کانوں میں پیشاب کر جاتا ہے۔"

مطلب حدیث یہ ہے کہ شیطان آدمی کو نماز سے غافل کر دیتا ہے بالکل اسی طرح جیسے کسی کے کان میں واقعی پیشاب بھر دیا جاتے اور کان کی تخصیص اس لیے ہے کہ آدمی کان ہی سے آواز سن کر بیدار ہوتا ہے۔

Marfat.com

زلزلوں اور قیامت کی نشانیوں کے متعلق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ قیامت قائم نہ ہوگی کہ جب تک علم نہ اُٹھایا جائے۔ اور بہت زلزلے نہ آئیں اور زمانہ قریب نہ ہو جائے اور فتنے ظاہر نہ ہوں اور قتل کی کثرت، نہ ہو اور مال کی بہتات، نہ ہو حتیٰ کہ (روپیہ پیسہ) بہنے لگے۔

فوائد و مسائل

(۱) علم اس طرح اُٹھے گا کہ علماء اٹھا لیے جائیں گے اور جہلا کی کثرت ہو جائے گی لیکن بایں ہمہ ایک طائفہ قیامت تک حق پر قائم رہے گا اور حق ہی کی حمایت و اشاعت اس کا نصب العین ہوگا۔

(۲) زلزلوں کا آنا اہلِ زمین کے لیے وعید و تخویف کے طور پر ہوگا۔

(۳) سال مہینے۔ ہفتے اور دن جلد جلد گزرنے لگیں گے۔ یعنی ان میں برکت نہ رہے گی۔

(۴) فتنوں کا ظہور ہوگا۔ ایک فتنہ ابھی ختم نہ ہوگا کہ دوسرا سر اُٹھا لے گا۔ قتل و قتال کی گرم بازاری ہوگی۔ مال و دولت کی کثرت ہو جائے گی۔

حدیث قرن الشیطان

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی الٰہی یمن و شام میں برکت عطا فرما۔ لوگوں نے عرض کی کہ حضور نجد میں بھی۔ فرمایا الٰہی یمن و شام میں برکت عطا فرما۔ لوگوں نے پھر عرض

Marfat.com

کی ہمارے ملک نجد میں بھی۔ فرمایا زلزے اور فتنے برپا ہوں گے۔ اور وہاں سے شیطان کی جماعت نکلے گی۔ (بخاری)

امام قسطلانی نے فرمایا کہ نجد کے لیے حضور نے اس لیے دعا برکت نہیں فرمائی کہ آپ کو اس کے انجام کا علم ہو گیا تھا کہ وہاں زلزلے آئیں گے فتنے پیدا ہوں گے اور شیطانی جماعت وہاں سے ظہور کرے گی علامہ عینی نے لکھا قرن الشیطان ای امتہ (جزبہ۔ قرن الشیطان سے شیطان کی امت اور اس کا گروہ مراد ہے۔

نزولِ بارش پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیئے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْن۔

حضرت ابنِ عباس نے فرمایا کہ اس آیت میں رزق سے شکر مراد ہے (بخاری) یعنی نزول باراں کے موقعہ پر اللہ عزّوجل کا شکر کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہی فاعل حقیقی ہے۔ اب چاہیئے تو یہ تھا کہ اللہ کا شکریہ ادا کیا جاتا۔ مگر اس کے برعکس لوگ اللہ کی تکذیب کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ فلاں تارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے۔

حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ

فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا	میرے بندوں نے صبح کی کسی نے مومن
بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ	رہ کر اور کسی نے کافر ہو کر تو جس نے یہ
فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِیْ	کہا کہ ہم اللہ کے فضل و رحمت سے پانی
وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ	برسائے گئے۔ وہ میرے ساتھ ایمان لایا

وَاَمَّا مَنْ قَالَ بِنَوْءِ كَذَا وَ كَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِی وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ۔

(بخاری)

اور تارے کا اس نے انکار کیا اور جس نے یہ کہا کہ ہم فلاں تارے کے چڑھنے یا ڈوبنے کی وجہ سے سیراب کیے گئے اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور تارے پر ایمان لایا

مطلب حدیث یہ ہے کہ جس شخص نے یہ اعتقاد رکھا کہ بارش تاروں کے غروب یا طلوع کی وجہ سے ہوئی ہے۔ یعنی تارے موثر حقیقی ہیں جیسا مشرکین کا عقیدہ تھا۔ تو وہ کافر ہوگیا۔ مزید تشریح کے لیے فیوض الباری پارہ چہارم ص ۲۳ ملاحظہ فرمایئے۔

لَا یَدْرِی مَتٰی یَجِیْئُ الْمَطَرُ اِلَّا اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ

کوئی شخص بالذات یہ نہیں جانتا کہ بارش کب آئے گی سوائے خدا کے

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ خَمْسٌ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰہُ لَا یَعْلَمُ اَحَدٌ مَّا یَكُوْنُ فِیْ غَدٍ وَلَا یَعْلَمُ اَحَدٌ فِی الْاَرْحَامِ وَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَاذَا كَسَبَتْ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ وَمَا یَدْرِی اَحَدٌ مَتٰی یَجِیْئُ الْمَطَرُ (بخاری)

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مفاتح الغیب پانچ ہیں جن کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ کوئی یہ نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا۔ رحموں میں کیا ہے۔ کل کیا کرے گا۔ کس زمین میں مرے گا۔ بارش کب آئے گی۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ امور خمسہ کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ ظاہر ہے کہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ان امور خمسہ پر اللہ تعالیٰ کسی کو مطلع بھی نہیں کرتا جس سے واضح ہوا۔ نفی علم عطائی کی نہیں بلکہ علم ذاتی کی ہے۔ تفسیر احمدی میں ہے۔

Marfat.com

ان تقول اِن علم هٰذهِ الخمسةِ وُ اَنَ لا یعلمه الّا اللّٰه لکن یجوز ان یُعَلِّمهَا مَنْ یَّشاءُ مِن محبیه واولیائه (تفسیر احمدی ص۴۹۵)

تم کہہ سکتے ہو کہ ان پانچ امور کا علم اگرچہ ایسا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو اس میں دخل نہیں لیکن جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبین اور اولیا میں ہے جس کو چاہے اس کی تعلیم فرما دے۔

جس سے واضح ہوا کہ کتاب وسنّت میں جہاں کہیں غیب کی نفی کی گئی ہے۔ وہاں ذاتی علم کی نفی ہے اس کی نفی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو غیب پر مطلع نہیں فرماتا۔

اللہ کے نیک بندوں کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عہد فاروقی میں جب قحط پڑتا تو عمر بن الخطاب حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے پانی مانگتے اور یہ دعا کرتے تھے یا اللہ ہم پہلے تیرے پاس اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لایا کرتے تھے تو تُو پانی برساتا تھا اور اب ہم تیرے پاس اپنے پیغمبر کے چچا کا وسیلہ لے کر آئے ہیں ہم پر پانی برسا۔ پس پانی برستا۔

حدیث ہٰذا سے واضح ہوا کہ طلب حاجات میں اللہ کے نیک بندوں کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے۔ صحابہ اکرام کی سنّت ہے اور صُلحا امّت کے وسیلہ سے دُعا کرنا باعث برکت اور موجب قبولیت ہے۔

Marfat.com

کُسُوف وخُسُوف کا بیان

(۱) کُسُوف کے معنی سیاہ ہوجانے کے ہیں۔ جس شخص کا حال متغیّر ہوجائے اور منہ کالا ہوجائے اس کے لیے بولتے ہیں فلاں کسف وجھہ وحالہ۔

(۲) جب سورج گہنا جائے تو کہتے ہیں کسفت الشمس۔

(۳) خُسُوف کے معنی بھی سیاہ ہوجانے اور نور کے زائل ہوجانے کے ہیں قرآن مجید میں فرمایا وخسف القمر ای اظلم وذھب ضوءہ و مظھری۔

(۴) فقہاء کرام سورج گہن کے لیے کُسُوف کا لفظ بولتے ہیں اور چاند گہن کے لیے خُسُوف کا۔ ویسے متعدد حدیثوں میں کُسُوف وخُسُوف کا اطلاق چاند پر بھی آیا ہے اور سورج پر بھی۔

بَابُ الصَّلٰوۃِ فِی کُسُوفِ الشَّمْسِ ❊ باب سورج گہن کی نماز کے متعلق

سُورج گہن اور چاند گہن کی نماز کے ضروری مسائل

۱۔ قرآن مجید میں فرمایا ما نرسل بالاٰیاتِ الا تخویفا اور کُسُوف بھی اللہ عزّوجل کی آیات سے ہی ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے کہ وہ برائیوں کو ترک کردیں اور نیکیوں کو اختیار کریں۔

۲۔ حضور علیہ السّلام نے فرمایا جب تم اس قسم کی نشانیاں دیکھو تو دعا واستغفار کی طرف گھبرا اُٹھو۔

۳۔ سُورج گہن کی نماز کی مشروعیت پر امّت کا اجماع ہے۔

Marfat.com

۴۔ اس کی مشروعیت کا سبب کسوف ہے۔

۵۔ سورج گہن کی نماز سنت موکدہ ہے۔ اور چاند گہن کی مستحب ہے۔

۶۔ سورج گہن کی نماز جماعت سے پڑھنی مستحب ہے اور تنہا تنہا بھی ہو سکتی ہے اور جماعت سے پڑھی جائے تو خطبہ کے سوا تمام شرائط جمعہ اس کے لیے شرط ہیں۔ یعنی وہی شخص اس کی جماعت قائم کر سکتا ہے جو جمعہ کی کر سکتا ہے۔ وہ نہ ہو تو تنہا تنہا پڑھیں گھر میں یا مسجد میں۔

۷۔ یہ نماز اور نوافل کی طرح دو رکعت پڑھیں یعنی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کریں۔ نہ اس میں آذان ہے نہ اقامت اور نہ بلند آواز سے قرأت۔ نماز کے بعد دُعا کریں یہاں تک کہ آفتاب کھل جائے۔

۸۔ دو رکعت سے زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ خواہ دو دو رکعت پر سلام پھیریں یا چار پر۔

۹۔ اگر لوگ جمع نہ ہوئے ہوں تو الصلوٰۃ جامعۃ کے الفاظ کے ساتھ پکاریں۔

۱۰۔ افضل یہ ہے صلوٰۃ کسوف جامع مسجد یا عیدگاہ میں ادا کی جائے اگر دوسری جگہ ادا کریں تو بھی حرج نہیں۔

۱۱۔ چاند گہن کی نماز میں جماعت سنّت نہیں ہے لیکن جماعت سے پڑھنا جائز ہے۔

الصّلٰوۃِ فِی کُسُوفِ الشمس کسوف شمس کی نماز کے متعلق

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَانْکَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجُرُّ

حضرت ابو بکرہؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تھے کہ سورج کو گہن لگا تو حضور علیہ السلام اپنی چادر اقدس گھسیٹتے ہوئے مسجد میں

رِدَاءَهٗ حَتّٰی دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْنَا فَصَلّٰی بِنَا رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی انْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا یَنْکَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّاِذَا رَاَیْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا وَادْعُوْا حَتّٰی یُکْشَفَ مَا بِکُمْ۔ (بخاری)

آئے آپ نے دو رکعت نماز پڑھی یہاں تک کہ سورج کھل گیا پھر آپ نے فرمایا چاند اور سورج کسی کے مرنے کی وجہ سے نہیں گہناتے۔ جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھو اور آفتاب کے کھل جانے تک دعا کرو۔

فوائد و مسائل

حدیث ہذا مسائل ذیل پر مشتمل ہے:

(۱) صلوٰۃ کسوف کے لیے اذان و اقامت نہیں ہے۔

(۲) خطبہ بھی اس کے لیے مشروع نہیں ہے اور حدیث زیر بحث میں جو یہ ہے کہ آفتاب کے کھل جانے کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا "شمس و قمر کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں گہناتے"۔ تو حضور کا یہ ارشاد بطور مشروعیت خطبہ کے نہ تھا۔ بلکہ وقتی طور پر۔ کفار کے وہم کی تردید کے لیے تھا۔ جو یہ خیال کرتے تھے کہ کسوف شمس حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات کی وجہ سے ہوا ہے۔ چنانچہ حدیث زیر بحث کے یہ الفاظ حتی انجلت الشمس فقال سے واضح ہوتا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے خطبہ کشیدہ کلمات آفتاب کے کھل جانے کے بعد ارشاد فرمائے۔ تو اگر خطبہ مسنون ہوتا۔ تو حضور مذکورہ کلمات مثل نماز و دعا کے سورج کے کھلنے سے پہلے ہی ارشاد فرماتے۔ جس سے واضح ہوا کہ مذکورہ بالا کلمات بطور مشروعیتِ خطبہ کے نہ تھے۔ بلکہ وقتی طور پر کفار کے وہم کی تردید کے لیے تھے۔

Marfat.com

نماز کسوف کے متعلق تفصیلی حدیث

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ عہد نبوی میں سورج گہن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے آپ نے قیام لمبا کیا اتنا کہ اس میں سورہ بقرہ پڑھی جائے۔ پھر لمبا رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور قیام کیا لیکن پہلے قیام سے کم لمبا پھر رکوع کیا لمبا رکوع لیکن پہلے رکوع سے کم پھر سجدہ کیا (پھر دوسری رکعت کے لیے اُٹھے۔ اور قیام کیا لمبا لیکن پہلی رکعت کے رکوع سے کم پھر لمبا رکوع کیا لیکن پہلی رکعت کے رکوع سے کم۔ پھر سر اُٹھایا اور لمبا قیام کیا لیکن دوسری رکعت کے پہلے قیام سے کم۔ پھر لمبا رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کم۔ پھر سلام پھیرا اور سورج روشن ہو چکا تھا۔ پھر فرمایا چاند اور سورج اللہ کی نشانیاں ہیں۔ یہ کسی کے مرنے جینے کی وجہ سے نہیں گہناتے جب تم یہ دیکھو تو اللہ عزوجل کو یاد کرو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے دیکھا آپ نے نماز میں ہی کسی چیز کو پکڑا پھر ہم نے دیکھا کہ آپ اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹے۔ فرمایا میں نے جنت کو دیکھا اور اس میں سے ایک خوشہ لینا چاہا اور اگر اس کو لے لیتا تو تم اس کو بقاء دنیا تک کھاتے رہتے اور مجھے دوزخ دکھائی گئی۔ تو میں نے اس سے زیادہ خوفناک منظر نہیں دیکھا اور میں نے دیکھا کہ دوزخ میں عورتوں کی کثرت ہے۔ صحابہ نے عرض کی یہ کیوں یا رسول اللہ؟ فرمایا اس وجہ سے کہ وہ کفر کرتی ہیں۔ پوچھا گیا کیا وہ خدا سے کفر کرتی ہیں فرمایا (نہیں) بلکہ وہ خاندوں کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتیں۔ تُو اگر ان کے ساتھ ایک زمانہ تک احسان کرے۔ پھر وہ تجھ سے کوئی خلاف مرضی بات دیکھیں تو کہیں میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں پائی۔

صاحبِ شریعت مختارِ کل صلی اللہ علیہ وسلم

کل جملہ مسلمانوں کو یہ ایمان رکھنا چاہیئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صاحبِ شریعت ہیں۔ آپ کی زبان انور سے جو حکم ہو جائے وہی شریعت ہے اور اُمّت کے لیے اس کی تعمیل ضروری ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دیا ہے کہ جس چیز کو چاہیں واجب کر دیں جسے چاہیں ناجائز کر دیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے لیے ارشاد فرماتا ہے۔

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ (پ۹، ع۹)

"(وہ رسول) انہیں بھلائی کا حکم دے گا برائی سے منع کرے گا۔ ستھری چیزیں ان کے لیے حلال کرے گا۔ اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تحلیل و تحریم کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف فرمائی ہے کہ ستھری چیزوں کو وہ حلال فرماتے ہیں اور گندی چیزوں کو وہ حرام فرماتے ہیں گویا اللہ تعالیٰ نے گندی اور ستھری چیزوں کی تعیین اور ان کی حلّت و حرمت کا کام حضورؐ کے سپرد فرما دیا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے چند چیزوں کو حرام فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ

Marfat.com

عَلَى النُّصُبِ۔ (پ ۶ ع ۵)

"تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا ہو۔ اور جو گلا گھوٹنے سے مرے۔ اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا۔ اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا۔ اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جسے تم ذبح کر لو۔ اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا۔"

ان آیاتِ کریمہ میں دس چیزوں کو حرام فرمایا گیا ہے۔ مردار۔ خون۔ خنزیر۔ اور وہ جس کے ذبح کے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا ہو۔ ان چاروں کے بعد جس چیزوں کی حرمت کا بیان ہے وہ مردار ہی کی اقسام ہیں۔ اس طرح صرف چار چیزیں رہ جاتی ہیں جن کو قرآن پاک میں حرام فرمایا گیا ہے۔ ان کے علاوہ اور جو چیزیں ہیں ان کے متعلق قرآن پاک میں کوئی بیان نہیں مثلاً کتا۔ بلی گدھا شیر۔ ریچھ۔ کوا۔ چیل اور گدھ وغیرہ ان کے متعلق قرآن پاک میں کوئی ذکر نہیں کہ یہ چیزیں حرام ہیں یا حلال ؟

ہم نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ الٰہی ! مُردار، خون اور خنزیر کے متعلق تو تُو نے فرما دیا کہ یہ حرام ہیں لیکن یہ جو کتا بلی گدھا اور چیل کوا وغیرہ ہیں ان کی حِلّت اور حُرمت کے متعلق کیا ارشاد ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ باقی تمام چیزوں میں گندی ستھری چیزوں کی تعیین اور ان کی حلت و حرمت کا فیصلہ میرا محبوب فرمائے گا۔ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ لہٰذا میرے محبوب رسول کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اُن سے پوچھ لو اور پھر مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ میرا رسول جسے حلال عنایت فرمائے کھاؤ اور جس کو حرام فرما دے اس

Marfat.com

سے رک جاؤ۔ سُبحَانَ اللہ ! کیا شان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمارا حاکم بنایا اور آپ کو اتنے اختیارات عالیہ عطا فرمائے کہ آپ جسے چاہیں حرام فرمادیں اور جسے چاہیں حلال۔

آیئے اب بارگاہِ رسالت میں حاضری دے کر عرض کریں کہ یارسول اللہ! اللہ تعالےٰ نے آپ کا درجہ بتایا ہے ہم حاضر ہیں فرمایئے قرآن پاک میں تو چار چیزوں کی حرمت کا بیان ہے دوسری چیزوں کے متعلق کیا ارشاد ہے۔ تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے :

اِنَّ مَاحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ کَمَا حَرَّمَ اللّٰہُ اَلَا لَا یَحِلُّ لَکُمُ الْحِمَارُ الْاَھْلِیُّ وَلَا کُلُّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ۔	اللہ کا رسول جسے حرام فرمادے وہ ایسے ہی حرام سمجھو۔ جیسے اللہ کی حرام کی ہوئی چیز۔ خبردار! گھریلو گدھا تمہارے لیے حرام ہے اور اسی طرح نوکیلے دانت والا جانور جو کیلے سے شکار کرتا ہے حرام ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص۲۱۷)

اس حدیث پاک کے مطابق گدھا بھی حرام ہے اور اپنے کیلے دانت سے شکار کرنے والے جانور جیسے شیر۔ لومڑی۔ گیدڑ۔ بجّو۔ کتا وغیرہ یہ سب بھی حرام ہیں۔

دوسری حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے اِنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی یَوْمَ خَیْبَرَ عَنْ اَکْلِ کُلِّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّیْرِ۔ (نسائی شریف ص۱۷۶ ج۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس پرندہ کے کھانے سے جو پنجہ سے شکار کرنیوالا ہے منع فرمادیا۔ اُس حدیث پاک کے مطابق شکرا۔ باز۔ چیل۔ کوّا۔ گدھ وغیرہ سب حرام ہیں۔

Marfat.com

فضائلِ مُصطفٰے صلّی اللہُ علیہِ وسلّم

حدیث ۱ : صحیح بخاری شریف و مسلم شریف میں ہے کہ :

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میری ماں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ! اپنے خادم انس کے لیے دُعا فرمایئے آپ نے فرمایا : اے اللہ ! انس کو بہت مال دے اور بہت اولاد دے اور جو کچھ تُو نے اس کو دیا ہے اس میں برکت کر۔

حضرت انس کہتے ہیں کہ قسم خدا کی میرے پاس بے شمار مال اور میرے بیٹے بیٹیوں کی تعداد سو کے قریب ہے۔

نتیجہ : میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے وہ اختیارات عطا فرمائے ہیں کہ آپ کی دُعا سے مال ملے اور مال بڑھے اور بکثرت اولاد عطا ہو۔ محدّث ابنِ جوزی نے روایت کی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مملوکہ درخت سال میں دو بار پھل لایا کرتے تھے۔

حدیث ۲ : بخاری شریف میں یزید بن ابی امیہ سے روایت کہ میں نے سلمہ بن اکوع کی پنڈلی میں چوٹ کا اثر دیکھا تو مَیں نے ان سے چوٹ کا سبب دریافت کیا کہنے لگے خیبر کے دن ایسی سخت چوٹ میرے آئی تھی کہ لوگوں نے کہا سلمہ شہید ہو گیا ہے۔ تو میں بارگاہ رسالت (علی صاحبہا السّلام) میں پہنچا تو آقائے دو عالم رحمت مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اس پر دَم فرمایا تو میں بالکل اچھا ہو گیا۔

Marfat.com

نتیجہ :۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام بجطاء الٰہی شفا دیتے ہیں۔

۲۔ معلوم ہو کہ صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین "مَاخوق الاَسباب العادیہ" (یعنی جو کام اسباب عادیہ سے بالاتر ہو) حضور علیہ السلام سے امداد کے خواہاں ہوتے تھے۔ اور حضور علیہ السلام انہیں منع نہیں فرماتے تھے بلکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دستگیری فرمایا کرتے تھے۔ دیکھو! حضرت اسلمہ جو اپنا زخم لے کر حاضر بارگاہِ رسالت ہوئے تھے وہ کسی ظاہری پڑیا کے خریدار بن کر نہیں گئے تھے بلکہ حضور آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باطنی اختیارات سے شفا کے طلبگار بن کر گئے تھے اور ظاہر ہے کہ چوٹ کے زخم کو بغیر کسی ظاہری سبب کے اچھا کرنا مافوق الاسباب امداد ہے۔

حدیث ۳ : بخاری و مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کو بھوک کے سبب ضعیف پایا۔ سو کیا تمہارے پاس کچھ ہے۔ ام سلیم نے جَو کی کچھ روٹیاں نکالیں اور ایک اوڑھنی میں لپیٹ کر مجھے دیں اور حضور کے پاس جانے کو کہا، تو میں ان کو لے کر حضور علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اور آپ کے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔ میں نے سلام کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں ابو طلحہ نے بھیجا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ تو کھانا لے کر آیا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ تو کھانا لے کر آیا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ اٹھو۔ آپ اُٹھے اور آپ کے ساتھ تمام حاضرین بھی چل نکلے۔ میں نے آگے بڑھ کر ابو طلحہ کو خبر دی۔ ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو لیے تشریف لائے ہیں۔ اور ہمارے پاس تو کھانا اتنا نہیں ہے کہ سب کو کھلا سکیں۔ ام سلیم نے کہا۔ " خدا اور خدا کا رسول

Marfat.com

بہتر جانتے ہیں۔"

سو ابو طلحہ نے حضور کا استقبال کیا اور حضور علیہ السلام ابو طلحہ کے ساتھ گھر میں آئے اور ام سلیم سے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو لے آؤ۔ انہوں نے وہ روٹیاں پیش کیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان کے ٹکڑے کر ڈالو۔ پھر ام سلیم نے گھی کے برتن کو نچوڑ کر ان ٹکڑوں کو چپڑ دیا، پھر حضور علیہ السلام نے ان پر کچھ پڑھا۔ پھر رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس آدمیوں کو بلا لو۔ دس آدمی آئے اور سیر ہو کر اٹھے پھر حضور علیہ السلام نے اور دس آدمیوں کو بلایا۔ یوں ہی دس آدمی آتے گئے۔ اور کھاتے گئے، یہاں تک کہ سب نے کھا لیا۔" اور وہ لوگ ستر یا اسی آدمی تھے ؎

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

نتیجہ : صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں علم غیب کا عقیدہ رکھتے تھے۔ دیکھو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو طلحہ سے کہا۔ کہ ہمارے چھپے حال کو اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ یعنی گو ظاہر میں ہماری حالت مخفی ہے مگر باطن میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوشیدہ نہیں ہے۔

زرقانی جلد ۶ صـ ۲۲۹ میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا ارشاد موجود ہے۔

نَبِیٌّ یَرٰی مَا لَا یَرَی النَّاسُ حَوْلَہٗ
وَیَتْلُوْا کِتَابَ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ مَشْہَدٍ

ترجمہ : ہمارے آقا ایسے نبی ہیں۔ کہ جس چیز کو لوگ نہیں دیکھ سکتے۔ وہ دیکھ لیتے ہیں اور اللہ کی کتاب ہر مقام میں پڑھتے ہیں۔ فرمایا :

فَاِنْ قَالَ فِیْ یَوْمٍ مَقَالَۃَ غَائِبٍ فَتَصْدِیْقُہَا فِیْ صُحْفَۃِ الْیَوْمِ اَوْ غَدٍ

Marfat.com

ترجمہ : سو اگر حضور علیہ السلام نے ایک دن غیب کی بات کہی تو اس کی تصدیق آج ہی ہوگی یا کل ہو جائے گی۔

حدیث ۴ : بخاری و مسلم شریف میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ میں ایک سفر جہاد میں حضور علیہ السلام کے ہمراہ تھا۔ اور میری سواری کا اونٹ تھک گیا تھا، یہاں تک کہ چل نہیں سکتا تھا۔ تو حضور نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ تھک گیا ہے تو آپ نے پھر کر اس کو ہانکا۔ اور برکت کی دعا فرمائی۔ سو وہ اونٹ سب اونٹوں سے آگے چلنے لگا۔ پھر آپ نے مجھ سے اونٹ کا حال پوچھا۔ میں نے عرض کیا کہ اچھا حال ہے، آپ کی برکت اس کو پہنچی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ چالیس درم کو میرے ہاتھ بیچتے ہو؟ میں نے بیچ دیا اور مدینے تک اس کی سواری کی اجازت لے لی جب آپ مدینے میں پہنچے، میں اونٹ لے کر حاضر بارگاہ ہوا۔ آپ نے مجھے اس کی قیمت عنائت فرمائی۔ اور اونٹ بھی مجھے پھیر دیا۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا!
واللہ تم اللہ کی ہر شی پہ ہو قابض
مختارِ جہاں اذنِ خدا سے بخدا ہو
اللہ کے مملوک ہو مالک ہو ہمارے
تم ذاتِ خدا سے نہ جُدا ہو نہ خُدا ہو

حدیث ۵ : صحیح مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام مالک ایک برتن میں حضور علیہ السلام کو گھی بھیجا کرتی تھیں سو جب کبھی ان کے بیٹے روٹی کے ساتھ کچھ چیز کھانے کو مانگتے۔ اور گھر میں کچھ نہ ہوتا

Marfat.com

تو وہ اس برتن میں تلاش کرتیں تو اس میں گھی مل جاتا تھا۔ یوں ہی ہمیشہ ان کے گھر کے لیے اس برتن میں نان خورشن ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ انہوں نے ایک روز اس برتن کو نچوڑ لیا۔ اور حاضر بارگاہ رسالت ہو کر اس برتن کا حال بیان کیا تو مختار نبی صلی اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر تم اس کو نہ نچوڑتیں۔ تو ہمیشہ تمہیں اس سے گھی ملتا۔ (وانتہیٰ)

اے مسلمانو!

دیکھا کیا بات تھی۔ صرف یہ کہ برتن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت ہو گئی تھی۔ اور صرف اتنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس برتن میں گھی جاتا تھا۔

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی
سارے اونچوں سے اونچا جسے کہیئے
ہے اُس اونچے سے اونچا ہمارا نبی
کون دیتا ہے دینے کو دل چاہیئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی!

Marfat.com

دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم

ع اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

حضور نبی اکرم سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیا ہیں اور حضور کا مقامِ نبوت ہر نبی اور رسول کے مقام سے بالاتر ہے۔ آپ کا مقامِ نبوت چونکہ انتہائی رفیع و بلند ہے کہ بعد از خدا اس مقام سے اونچا اور کوئی مقام ہی نہیں۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ نبوت میں اس قدر وسعت عطا فرمائی گئی ہے کہ کونین کا ذرّہ ذرّہ اور کائنات کا پتہ پتہ اس نظر کے سامنے آگیا اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بعطاء اللہ ہر شے کے دیکھنے اور جاننے والے ہوئے چنانچہ خود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حدیث ۱

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَاھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ (طبرانی شریف)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو اٹھایا، میں اس دنیا کو اور قیامت تک جو کچھ اس میں ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں، جیسے اپنے اس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں"۔

ایک اور ارشاد میں فرمایا:

حدیث ۲

اِنّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الاَرضَ فَرَاَیتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے میرے لیے تمام زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔"

معلوم ہوا ساری دنیا مثل کف دست کے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے اور جو کچھ دنیا میں ہو چکا یا ہونے والا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے جانتے ہیں اور آپ سے کچھ غائب و پنہاں نہیں۔ احادیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت کے واقعات کی خبر دی۔

حدیث ۳

امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قَامَ فِینَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَاَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ۔ (بخاری۔ مشکوٰۃ)

ترجمہ: "ایک دفعہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمایا۔"

شارح بخاری علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری میں اسی حدیث کے نیچے فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں اول سے آخر تک جملہ مخلوقات کے تمام حالات بیان فرما دیئے۔

Marfat.com

پس ثابت ہو گیا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آفرینش سے لے کر قیامت تک کے واقعات و حوادث اور مخلوقات کے جملہ حالات بیان فرما کر اپنے دانائے غیوب ہونے کا اظہار فرما دیا۔

حدیث ۴

اس ملحدانہ دَور کی بداعمالیوں اور پھر اس کے نتیجہ میں بلائے آسمانی کے نزول کی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے ہی ان مبارک الفاظ میں دے دی ہے۔ چونکہ عربی متن کافی بڑا ہے لہذا راقم الحروف نے اس کا اُردو ترجمہ پیش کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"ایک زمانہ ایسا آئے گا جب مالِ غنیمت کو اپنی دولت اور مال امانت کو مالِ غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا۔ اور علم محض دنیا کے لیے پڑھا جائے گا اور آدمی اپنی بیوی کا تو مطیع اور ماں کا نافرمان ہو جائے گا دوست کو تو قریب اور باپ کو دور رکھے۔ اور مسجدوں میں دنیاوی آوازیں بلند ہوں گی۔ اور قبیلہ کا سردار وہ بننے لگے جو سب سے زیادہ بدکار ہو۔ اور قوم کا معتمد اور امین وہ ہو گا جو سب سے زیادہ ذلیل ہو۔ اور بڑے آدمی کی تعظیم اس کی شرارت سے ڈر کر کی جائے گی نہ کہ اسے واقعی قابل تعظیم سمجھ کر۔ اور شراب پی جائے گی اور لوگ اپنے اسلاف اور بزرگوں کو بُرا کہیں گے تو اس زمانے میں سرخ آندھیاں آئیں گی، زلزلے آئیں گے، شکلیں بگڑیں گی۔ زمین میں دھنسایا جائے گا آسمان سے پتھر برسیں گے اور اسی طرح مختلف بلائیں متواتر یوں نازل ہوں گی جیسے تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ جانے سے اس کے دانے

متواتر گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

غور فرما لیجیے کہ موجودہ دور کا رنگ ڈھنگ کیا وہی نہیں جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ظاہر فرمایا۔ یقیناً وہی ہے آج امانت میں خیانت کی جاتی ہے۔ زکوٰۃ کو بار سمجھا جاتا ہے محض ملازمتوں کے لیے پڑھایا جاتا ہے۔ آج کل کے پڑھے ہوئے کا نقشہ سو فیصدی اس شعر کے مطابق ہے کہ:

؎ کیا کیوں احباب کیا کار نمایاں کر گئے
بی اے ہوئے نوکر ہوئے پنشن ملی اور مر گئے

گویا دین سے کچھ بھی تعلق نہ رکھا آج کل کا نوجوان ماں کی اطاعت کو آؤٹ آف فیشن اور بیوی کی ہر بات کو واجب التعمیل سمجھتا ہے اور اپنے طرزِ عمل سے ظاہر کر رہا ہے کہ:

؎ آئے ہیں دُنیا میں ہم دو کام کرنے کے لیے
کچھ خُدا سے اور کچھ بیوی سے ڈرنے کے لیے

الغرض سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو کچھ فرمایا آج ہم نے وہی دیکھا اور پایا۔ گویا زمانہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کی تصدیق کر رہا ہے تو پھر کیوں نہ مسلمان سچے دل سے بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ؎

سرِ عرش پر ہے تری گذر دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

Marfat.com

نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

حدیثِ قدسی ہے :

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا فَأَرَدْتُ أَنْ أَظْهَرَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

یعنی میں چھپا ہوا خزانہ تھا جب میں نے ظاہر ہونے کا ارادہ کیا تو خلقت کو پیدا کیا۔

مخلوق سے فردِ کامل مراد ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے کیونکہ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نُور بنایا گیا تھا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے پوچھا حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سب سے پہلے مولائے کریم نے کسے پیدا فرمایا۔ تو آپ نے فرمایا :

"اے جابرؓ ! اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے پہلے تمہاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا اپنے نُور سے اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم نہ جنّت نہ دوزخ نہ آسمان نہ کوئی فرشتہ نہ زمین نہ سورج نہ چاند تھا۔ اور نہ کوئی جنّ تھا نہ انسان"۔

(مواہب لائیہ)

اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور سب سے پہلے پیدا کیا گیا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی اور چیز کو پیدا نہیں کیا گیا۔

حضرت امام قسطلانی علیہ الرحمۃ مواہبُ لدّنیہ میں فرماتے ہیں کہ جب

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کے دل میں ڈالا کہ اے رب تو نے میری کنیت ابو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں رکھی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم علیہ السلام اپنا سر اُٹھا۔ آدم علیہ السلام نے اپنا سر اٹھایا تو عرش کے پردوں میں ایک نور دیکھا عرض کی اے رب یہ نور کیسا ہے فرمایا! یہ نور ایک نبی کا ہے جو تیری اولاد میں سے ہوں گے ان کا نام آسمان میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور زمین میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں پیدا کرتا نہ زمین و آسمان کو پیدا کرتا۔

شارح بخاری حضرت امام قسطلانی علیہ الرحمۃ اس حدیث پاک کو درج فرما کر ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے نور سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا تو اس وقت نہ نوح تھی نہ قلم نہ جنت تھی نہ دوزخ نہ کوئی فرشتہ تھا نہ آسمان اور نہ زمین نہ سورج تھا نہ چاند نہ کوئی جن تھا نہ انسان پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا:

پہلے حصہ سے قلم قدرت کو پیدا فرمایا اور
دوسرے حصہ سے لوح محفوظ کو اور
تیسرے حصہ سے عرش کو پیدا فرمایا اور
چوتھے حصہ کو پھر چار حصوں میں تقسیم فرمایا اور
پہلے حصہ سے حاملین عرش کو پیدا فرمایا اور
دوسرے حصہ سے کرسی کو اور
تیسرے حصہ سے باقی تمام فرشتوں کو پیدا فرمایا اور
چوتھے حصہ کو پھر چار حصوں میں تقسیم فرمایا اور

Marfat.com

پہلے حصّہ سے آسمانوں کو پیدا فرمایا اور
دوسرے حصّہ سے زمینوں کو اور
تیسرے حصّہ سے جنّت و دوزخ کو پیدا فرمایا
چوتھے حصّہ کو پھر چار حصّوں میں تقسیم فرمایا اور
پہلے حصّہ سے مومنوں کی آنکھوں کا نُور پیدا فرمایا اور
دوسرے حصّہ سے مومنوں کے دلوں کا نور یعنی معرفت اور
تیسرے حصّہ سے ساری کائنات کو پیدا فرمایا

(مواہب لدُنیہ)

معلوم ہوا کہ ہر جمال و کمال اسی نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بدولت ہے:

؎ یہ دُنیا جس میں تھی ظلمت ہی ظلمت
ہوئی روشن ضیاء المصطفٰے سے

میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لطف و کرم اور آپ کی عطا و رحمت سے ایک عالم کی پرورش ہو رہی ہے اور اس باغ عالم کی وجہ بقا حضور ہی کی ذاتِ گرامی ہے اور آپ ہی خاطر اور آپ ہی کے نُور سے کائنات کو پیدا کیا گیا ہے ؎

وہی نورِ حق وہی ظلِّ رب ہے انہی سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

حضورؐ نبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :

اَنَا مِن نورِ اللّٰہِ وکُلِّ الخلائق مِنْ نُوری

"مَیں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور ساری کائنات میرے نور سے پیدا فرمائی گئی ہے"۔

Marfat.com

تو گویا ذرّہ ذرّہ کائنات میں ضیاءُ المصطفٰے کا جلوہ اور جھلک پائی جاتی ہے

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گُل میں ہر شجر میں مُحمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے قرآن کریم میں فرمایا ہے:

وَدَاعِیاً اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیرًا۔

"اللہ کی طرف باذن اللہ بلانے والے اور چمکا دینے والے روشن چراغ۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

قَدْ جَاءَکُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْن۔

"تحقیق تمہارے پاس اللہ سے نور تشریف لایا اور کتاب مبین"

ان آیات میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو چراغ روشن اور نور فرمایا گیا ہے دنیا میں کفر و شرک، بے دینی و ضلالت کی تاریکی چھا چکی تھی کہ نُورِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ظلمت کدہ عالم کو نور بنا دیا ؎

ناریوں کا دَور تھا دل جل رہا تھا نُور کا
تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نُور کا

Marfat.com

عذابِ قبر کا باعث

حدیث : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زیادہ تر عذابِ قبر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے پس تم پیشاب کی چھینٹوں سے بچو۔

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کرتے وقت اس کی چھینٹوں سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ آج کل کھڑے کھڑے پیشاب کر دینا ایک فیشن ہے۔ مگر مسلمان کے لیے اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کی چھینٹوں سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے اور ان چھینٹوں سے نہ بچنے کو عذابِ قبر کا سبب بیان فرمایا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد دین و دنیا کی فلاح کا ضامن ہے اور آپ کے ہر ارشاد میں ہزار حکمتیں مضمر ہوتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آج سے چودہ سو سال پہلے جو کچھ فرما چکے۔ طب و حکمت کے بڑے بڑے درخشندہ ستارے اپنے ہزاروں تجربات کے بعد آج اُن ارشادات کی تصدیق کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ حدیث پاک جس کا اوپر ذکر ہوا اسے پھر پڑھئے اور پھر امروز لاہور کی ہفت روزہ اشاعت مورخہ ۲ اگست ۱۹۴۹ء کا صفحہ سات ملاحظہ کیجئے۔ اس صفحہ پر "زندہ انسانوں کو مردہ سمجھ کر دفن کر دیا جاتا ہے" کے عنوان سے حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم کا ایک واقعہ لکھا ہے جو یہ ہے۔

واقعہ : مسیح الملک اجمل خاں ایک روز اپنے مطلب میں بیٹھے تھے انہیں

Marfat.com

یہ خبر پہنچی کہ آپ کے محلہ کا قصاب جو کئی روز سے بیمار تھا آج فوت ہو چکا ہے۔ اجمل خاں نے مسکراتے ہوئے اپنے ملازم کو فرمایا کہ یہ قصاب زندہ ہے اس کے گھر جاکر کہہ دو کہ ماتم اور گریہ زاری بند کردیں۔ میں ابھی دوائی لے کر پہنچ رہا ہوں چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد مسیح الملک قصاب کے گھر پہنچے اور اس کے منہ میں چند قطرے دوائی ٹپکا کر اُسے اوندھا ڈال دیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کے منہ سے زرد رنگ کا پانی بہنا شروع ہوا۔ اور بعد میں گہرے سیاہ رنگ کا کثیر مواد اس کے منہ سے خارج ہوا اور ناک کے نتھنوں سے سیاہ رنگ کے خون کا سیلان شروع ہو گیا۔ دس پندرہ منٹ کے بعد مریض سانس لینے لگا اور اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ کہاں ہائے ہائے اور کہاں واہ واہ

محفلِ ماتم خوشیوں میں تبدیل ہو گئی۔ مسیح الملک نے فرمایا یہ بدبخت قصاب موٹا ہونے کے باعث پیشاب پاخانہ پھرتے وقت احتیاط نہیں کرتا تھا۔ پیشاب کے قطرے اس کے پاؤں اور پنڈلیوں پر اکثر گرتے تھے۔ درحقیقت اس مرض کی سب سے بڑی وجہ پیشاب کے قطرات کا جسم پر گرانا ہے۔ مسیح الملک نے فرمایا کہ ایسے لوگ ہمیشہ اس مرض کا شکار ہو کر زندہ درگور کر دیئے جاتے ہیں لیکن بند قبر سے چھٹکارا ملنا انتہائی دشوار ہوتا ہے۔ (ماخوذ ماہ طیبہ ستمبر ۱۹۶۹)

دیکھئے آج چودہ سو برس پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کی چھینٹوں سے بچنے کی ہدایت فرمائی اور اس کی وجہ سے آپ نے قبر میں عذاب کا ہونا بیان فرمایا اور آج طب و حکمت کا ایک درخشندہ ستارہ اس ارشاد نبوی کی یوں تصدیق کرتا ہے کہ پیشاب کے قطرے سکتے کے مرض کا باعث بن جاتے ہیں اور ایسا مرض زندہ ہی درگور کر دیا جاتا ہے اور زندہ شخص کا قبر میں جاکر جو بُرا حال ہوتا ہے ظاہر ہے۔

Marfat.com

معلوم ہوا کہ طب وحکمت ہزار ہا تجربات کے بعد جہاں پہنچی یا پہنچے گی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو سال پہلے ہی اس کی نشان دہی فرما گئے ہیں۔

پیشاب سے نہ بچنا کبیرہ گناہ ہے

حدیث : حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ یا مکہ کے کسی باغ پر گزرے وہاں دو آدمیوں کی آواز سنی جنہیں قبر میں عذاب ہو رہا تھا اس وقت آپ نے فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے کسی بڑے گناہ میں نہیں، پھر فرمایا البتہ بڑا گناہ ہے ان میں ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا پھر آپ نے کھجور کی ایک ہری ٹہنی منگوائی اس کے دو ٹکڑے کئے اور دونوں قبروں پر ایک ایک ٹکڑا ڈال دیا صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا اس لیے کہ جب تک یہ ٹہنیاں سبز رہیں گی ان کے عذاب میں تخفیف ہو گی۔ (بخاری شریف)

فوائد و مسائل

۱۔ حدیث ہذا کو امام بخاری نے طہارت و جنائز میں بھی ذکر کیا ہے مسلم ابن ماجہ ابوداؤد و ترمذی نے طہارت میں درج کیا ہے۔ حدیث ہذا میں پیشاب سے نہ بچنے والے پر عذاب کا بیان ہوا جس سے اس گناہ کا اشد و اکبر ہونا ثابت ہوا۔

گناہ کبیرہ

(۱) حدیث بخاری عن ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سات گنائے گئے۔ اور حدیث حاکم میں نو۔ اور کسی میں اس سے بھی زیادہ جس سے اس امر کی وضاحت

Marfat.com

ہوتی ہے کہ اس گنتی سے حصر مقصود نہیں ہے اسی لیے بعض علماء نے فرمایا: ہر وہ گناہ جس کے ارتکاب پر شارع علیہ السلام نے وعید سنائی یا لعنت فرمائی یا عذاب و غضب کا بیان آیا وہ کبیرہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے کہا گناہ کبیرہ سات ہیں؟ آپ نے کہا سات سو تک ہیں۔ مطلب یہ کہ جیسے ایک چھوٹی سی نیکی اگر خلوص و للہیت کے ساتھ کی جائے تو اس کا اجر بڑھ جاتا ہے ایسے ہی ایک ذرا سا گناہ اللہ عزّ وجل سے جس قدر بے خوفی اور جرأت کے ساتھ کیا جائے اسی قدر اس کی سنگینیت میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ علامہ عینی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: کبیرہ امر نسبی ہے ایک گناہ دوسرے گناہ کی نسبت کم درجہ کا ہوتا ہے تو اسی نسبت سے صغیرہ و کبیرہ کی تقسیم ہوگی۔ (عینی جلد ۱ ص ۸۰)

(۲) حَائِطٍ کی جمع حیطان ہے کھجور کے باغ کو کہتے ہیں جو چار دیواری میں ہو۔ دار قطنی کی روایت میں یہ تصریح ہے کہ یہ باغ جس میں حضور علیہ السلام کا گزر ہوا۔ ام البشر انصاریہ کا تھا۔

(۳) روایت اعمش میں صر لقبورین کے لفظ ہیں اور روایت ابن ماجہ میں بستیرین جدیدین کے لفظ آئے ہیں یعنی وہ قبریں نئی تھیں۔ اس سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ مقبور مسلمان تھے۔

(۴) لا یستتر: بعض روایت میں لَا یَسْتَبْرِیُ اور لَا یَسْتَنْزِہُ بھی آیا، یہ تمام قریب المعنیٰ ہیں۔ اور ابو نعیم کی روایت میں لَا یَنُوقی (نہیں بچتا تھا) آیا ہے۔

فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَیْنِ: کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی آواز سُنی جنہیں قبر میں عذاب ہو رہا تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم برزخ میں جو کیفیات ہیں ان پر آدمی مطلع ہو سکتا ہے۔ اور یہ کہ آیت وما

انت بمسمع من فی القبور کے یہ بات منافی نہیں ہے کیونکہ آیت میں خود بخود سننے کی نفی ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ سُنانا چاہے یا کسی کو ایسے حواس ہی عطا فرما دے جو احوال برزخ کا مشاہدہ کریں تو یہ ممکن ہے اور آیت کے منافی نہیں ہے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو اس کا وقوع ہو گیا اور حضور علیہ السلام نے عالم برزخ کے احوال کو اپنی مقدس آنکھوں سے دیکھ لیا۔

(۵) نمیمہ کے معنیٰ کسی بات کو دوسرے تک نقصان دینے کے لیے پہنچانے کے ہیں۔ اور یہ فعل نہایت مکروہ ہے اور اشد کبائر ہے کیونکہ چغلی کی وجہ سے دو مسلمانوں میں ناچاقی پیدا ہوتی ہے۔ بعض روایات میں آیا کہ شیطان دو مسلمانوں میں ناچاقی سے بہت خوش ہوتا ہے۔

(۶) یعذبان : عذابِ قبر حق ہے۔ اور اس کے ثبوت میں جلیل القدر صحابہ سے احادیث وارد ہوئی مَا یعذبان فی کبیر کے ایک معنیٰ شارحین نے یہ کیئے کہ وہ ایک ایسے کام سے نہیں بچتے تھے جس سے بچنا ان کے لیے کوئی مشکل نہ تھا۔

۱۔ فی کبیر : علامہ نووی نے فرمایا : پیشاب سے پرہیز نہ کرنا فی نفسہٖ گناہ نہیں ہے۔ یہ کبیرہ اس لیے بن جاتا ہے کہ یہ فساد صلوٰۃ کا سبب بن جائے گا لیکن اصل یہ ہے کہ پاک رہنا ہر حال میں شارع علیہ السلام کو مطلوب ہے اور نجاست سے ملوث رہنا مکروہ ہے تو پیشاب سے پرہیز نہ کرنا اگرچہ صغیرہ ہے لیکن صغیرہ پر جب اصرار کیا جائے تو وہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ اگرچہ حدیث میں عذاب قبر کا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیشاب کی کوئی خصوصیت نہیں ہے بلکہ ہر قسم کی نجاسات سے نہ بچنا عذاب قبر کا سبب بن سکتا ہے (العیاذ باللہ) کیونکہ

Marfat.com

ملائکہ کو ہر قسم کی نجاست سے ایذا ہوتی ہے یہ ہی وجہ ہے کہ جس گھر میں کتا یا جاندار کی تصویر ہو وہاں ملائکہ رحمت کا نزول نہیں ہوتا۔ پھر نجاست خواہ حسّی ہو جیسے پیشاب یا حکمی جیسے چغل خوری ان سے بھی ملائکہ کو ایذا ہوتی ہے۔

اور حدیث میں جو پیشاب کو خاص کیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ پاخانہ گوبر اور دوسری نجاستیں ایسی ہیں جن سے عام طور پر لوگ پرہیز کرتے ہیں، خواہ جاہل ہوں یا عالم اس کے برعکس پیشاب ایک ایسی نجاست ہے کہ لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ آپ مسٹرانِ کرام کو دیکھ لیجئے کہ ان کی پتلونوں میں چھٹکوں پیشاب ہوتا ہے۔ عرب بھی پیشاب سے پرہیز کرنے کا خاص خیال نہیں رکھا کرتے تھے جیسا کہ شارحین نے قصہ بول اعرابی فی المسجد کے ضمن میں تصریح کی ہے۔ لیکن جب اسلام آیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کی ایسی تربیت فرمائی کہ پھر انہیں عربوں کا یہ حال ہو گیا کہ خود قرآن مجید میں ان کی طہارت و پاکیزگی کو سراہا گیا۔

(۳) حدیث میں آیا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال ہوگا۔ تو مناسب ہوا کہ قبر میں طہارۃ کے متعلق بھی سوال ہو کیونکہ برزخ حشر پر مقدم ہے اور طہارۃ نماز پر مقدم ہے یہ ہی وجہ ہے کہ پیشاب سے نہ بچنے کے سبب قبر میں عذاب ہوا۔

(۴) یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں تو یہ آیا ہے:
اِن مِن شی الا یسبّح بحمدہٖ کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اور حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ جب تک یہ کھجور کی شاخیں تر رہیں گی تسبیح کریں گی۔ جواب یہ ہے کہ آیت میں مَن شَی سے مراد شی حیّ ہے اور ہر چیز کی حیات اس کے حسب حال ہوتی ہے تو ٹہنیوں کی زندگی اسی وقت تک کہ وہ سبز رہیں۔ لیکن یہ جواب کچھ یونہی سا ہے کیونکہ آیت کا عموم و اطلاق تو یہ بتا رہا ہے کہ

Marfat.com

کائنات کی ہر چیز خواہ وہ خشک ہو یا تر وہ اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور محققین کرام نے بھی آیت کو اس کے عموم پر رکھا ہے۔ صحیح جواب یہ ہے کہ آیت و حدیث میں تضاد ہے ہی نہیں۔ کیونکہ حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ بتایا ہے کہ کھجور کی ان شاخوں کا بحالتِ تر و تازگی میں تسبیح سے عذاب قبر میں تخفیف ہو گی باقی رہی یہ بات کہ خشک ہو جانے کے بعد بھی یہ تسبیح کرتی ہیں؟ تو حدیث میں ان کی نفی نہیں ہے اور جب قرآن مجید میں یہ بات ہے تو حدیث میں اس کی نفی کیسے ہو سکتی ہے۔

۷۔ کیا ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے

حقیقت یہ ہے کہ دُنیا کی ہر چیز اللہ عزّ وجل کی تسبیح کرتی ہے خواہ وہ خشک ہو یا تر اَب یہ جو بعض آثار میں وارد ہوا کہ :۔

(۱) کپڑا جب تک سفید رہے اللہ کی تسبیح کرتا ہے اور جب میلا ہو جائے تو نہیں کرتا۔

(۲) پانی جب تک جاری رہے تسبیح کرتا ہے اور جب میلا ہو جائے تو نہیں کرتا۔

(۳) پتھر جب تک اپنی جگہ پر ہے اور جب پہاڑ سے کاٹ دیا جائے تو نہیں کرتا۔

تو نہیں کرتا کا مطلب صرف یہ ہے کہ تسبیح تو ہر حال میں کرتی ہے مگر حال میں جب تغیر ہوتا ہے تو اس کی تسبیح میں بھی تغیر ہو جاتا ہے دیکھئے انسان کو خوشی کی حالت میں بھی بھوک لگتی ہے اور غمی کی حالت میں بھی لیکن خوشی کی حالت میں جو بھوک لگتی ہے وہ اس بھوک سے مختلف نوعیت کی ہوتی ہے جو اس کو غمی کی حالت میں لگتی ہے چنانچہ خود قرآن مجید نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ۔ کہ ہر چیز کی تسبیح اس کے حال کے مطابق ہوتی ہے۔ درخت جب تک تر و تازہ ہے تسبیح کرتا ہے مگر جب سوکھ جاتا ہے۔

Marfat.com

جب بھی تسبیح کرتا ہے مگر یہ تسبیح اس نوع کی نہیں ہوتی جیسی کہ وہ بحالت تروتازگی تسبیح کرتا تھا۔ کپڑا اجل جانے کے بعد بھی تسبیح کرتا ہے مگر جلنے سے پہلے اس کی تسبیح اور نوع کی تھی۔ اور راکھ ہوجانے کے بعد اور نوع کی ہے۔ آدمی زندگی میں تسبیح کرتا ہے اور مرنے کے بعد جب عناصر سے مل جاتا ہے جب بھی تسبیح کرتا ہے مگر پہلی تسبیح، تسبیح حیات ہے اور دوسری تسبیح، تسبیح عناصر ہے۔ غرض کہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ لکڑی سوکھنے کے بعد تسبیح نہیں کرتی، تو نفی اس تسبیح کی کی جاتی ہے جو وہ بحالتِ تروتازگی کرتی تھی مطلقاً تسبیح کی نفی نہیں کی جاتی۔

۸۔ قبر پر پھول ڈالنا جائز ہے

لعلہ ان یخفف: کھجور کی تر شاخیں قبروں پر ڈالنے کی حکمت حضور علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمائی کہ سبز ے کی تسبیح سے ان کے عذاب میں تخفیف کی اُمید ہے اس سے قبروں پر سبزہ ڈالنے کے جواز کا ثبوت ہوا اور جو لوگ سبزہ ڈالنے کو بدعت کہتے ہیں ان کے خیال کی تردید ہوگئی۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو معلوم ہوگیا تھا کہ ان قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اس لیے آپ نے سبز شاخیں ڈال دیں۔ لیکن اوروں کو یہ معلوم نہیں ہوتا۔ تو اس کا جواب حضرت علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے یہ دیا۔ کہ کسی مقبور کے متعلق ہمیں یہ معلوم نہ ہوتا کہ قبر میں اس کا کیا حال ہے؟ اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ ہم وہ کام نہ کریں جو تخفیف عذاب کا سبب ہے۔ جیسے رحم کا نہ معلوم ہونا، اس امر کو مستلزم نہیں ہے کہ ہم مقبور کے لیے رحمت کی دعا بھی نہ کریں۔ (فتح الباری، وعینی جلد ۱ ص ۸۷۹)

نیز بخاری کتاب الجنائز میں ہے کہ حضرت بریدہ بن الحصیب رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے بوقت وصال یہ وصیت فرمائی، کہ میری قبر پر سبز شاخیں لگائی جائیں۔ تو جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ امر منقول ہے تو اس کے جائز ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سبزہ کی تسبیح تخفیف عذاب کا سبب بن سکتی ہے اور قبر پر سبزہ ڈالنے میں فائدہ ہی کی اُمید ہے نقصان کی نہیں۔ اگر فی الواقع صاحب قبر کو عذاب نہیں ہو رہا تو بھی سبزہ کی تسبیح و تہلیل اس کے لیے باعث برکت و مُوجب مزید رحمت ہی ہوگی۔

(۹) قبر کے پاس تلاوتِ قرآن پاک جائز ہے

علامہ خطابی نے فرمایا جب سبز شاخوں کی تسبیح سے میّت کے عذاب میں تخفیف کی اُمید کی جا سکتی ہے تو قبر پر قرآن مجید کی تلاوت تو بطریق اولیٰ مستحب ہونی چاہیئے، ان کے اصل الفاظ یہ ہیں:

فِیہ دَلِیلٌ عَلیٰ استحباب	اس حدیث میں اس بات کی
تِلاوۃِ القراٰنِ العزیز	دلیل ہے کہ قبر پر قرآن مجید
عَلَی القبور لانہ اِذَا کان	کی تلاوت مستحب ہے
یرجی عن المیت التخفیف	کیونکہ جب تر شاخوں کی
بتسبیح الشجر فتلاوۃ	تسبیح سے تخفیف عذاب
القرآن العظیم اعظم	کی اُمید ہے تو قرآن عزیز کی تلاوت
وجاء وبرکۃ۔	سے تو بہت ہی برکت کی
(عینی جلد ۱ ص ۸۷)	اُمید ہے۔

(۱۰) علامہ عینی علیہ الرحمۃ نے لکھا کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ و احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مسلک یہ ہے کہ میّت کو قرآن عزیز پڑھنے کا ثواب پہنچتا ہے اور

Marfat.com

اس باب میں احادیث بھی وارد ہوئی ہیں مثلاً ابوبکر النجلہ نے کتاب السنن میں علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

حدیث ۱ : جو کوئی قبرستان پر گذرے اور گیارہ بار قُل ھو اللہ احد پڑھ کر اس کا ثواب اموات کو بخش دے اللہ تعالیٰ مردوں کے برابر ثواب عطا فرمائے گا۔

حدیث ۲ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قبرستان میں جائے اور سورہ یٰس پڑھ کر میّت کو بخشے اللہ تعالیٰ عذاب میں تخفیف فرمائے۔

حدیث ۳ : حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے والدین کی قبر کی زیارت کرے یا فقط ماں یا فقط باپ کی قبر پر جائے اور وہاں سورہ یٰس پڑھے اللہ تعالیٰ اُن کی بخشش فرمائے۔

اور تمام علماء اسلام نے اجماع کیا کہ دُعا سے میّت کو فائدہ پہنچتا ہے اور یہ بات قرآن مجید سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ۔	جو ان کے بعد آئے وہ یہ دُعا کرتے ہیں کہ اے رب ہمارے ! ہماری مغفرت فرما اور ان کی بھی مغفرت فرما جو ہم سے پہلے ایمان لائے (اور وفات پا چکے)

اور بہت سی آیات واحادیث سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ دُعا کرنے

سے میّت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ خود حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا فرمایا کرتے تھے۔

حدیث ۱: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ اَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ۔ — الٰہی بقیع غرقد کے رہنے والوں کی مغفرت فرمادے۔

اسی طرح نماز جنازہ میں حضور علیہ السّلام نے یہ تعلیم دی کہ میّت کے لیے اَللّٰھم اغفِر لحیّنا و میّتنا کے الفاظ کے ساتھ دعا مانگی جائے! اسی طرح ہر نیک عمل کا ثواب میّت کو پہنچایا جاسکتا ہے۔ جس کے متعلق چند حدیثیں یہ ہیں۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ میں اپنے والد کے ساتھ ان کے مرنے کے بعد کیا نیکی کرسکتا ہوں حضور علیہ الصّلام نے فرمایا یہ نیکی کرسکتے ہو:

حدیث ۲: ان تصلّی لھما مع صلاتك وان تصوم لھما مع صیامك وان تصدق عنھما مع صدقتك۔ — کہ ان کے ایصال ثواب کی نیّت سے اپنی نماز کے ساتھ اور نماز پڑھ لو اور روزہ کے ساتھ روزہ رکھ لو اور صدقہ کے ساتھ ان کے نام پر بھی صدقہ دے دو۔

حدیث ۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ اگر ہم اپنے وفات شدہ افراد کے ثواب پہنچانے کی نیّت سے صدقہ دیں یا حج کریں تو اُن کو پہنچے گا؟ حضور علیہ السّلام نے جواب دیا:

نعم و یفرحون کما یفرحون احدکم بالطبق اذا اُھدِیَ الیہ۔ — ہاں ثواب پہنچے گا اور تمھارے صدقہ سے میّت ایسے خوش ہوں گی جیسے تم کو کوئی ایک طشت کھانا

Marfat.com

(کتاب القاضی الامام ابوالحسین) وغیرہ ہدیہ میں دے۔

حدیث ۵ : اسی طرح حضرت سعد نے عرض کی میں اپنی والدہ کے ایصال ثواب کے لیے غلام آزاد کردوں ؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا : نعم ہاں اور بخاری و مسلم میں ہے کہ ایک صاحب نے عرض کی حضور ! میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے تو میں صدقہ کردوں تو ان کو نفع ہوگا ؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا نعم ہاں ! حضرت ابوجعفر بن محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ذاتِ پاک تو ایصال ثواب کے لیے غلام آزاد فرمایا کرتے (عینی جلد ۱ ص ۸۷۶)

فائدہ : (۱۱) اسی مضمون کی حدیث جابر کا مضمون یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے انہیں کھجور کی شاخ کے دو ٹکڑے کر کے قبروں پر ڈالنے کا حکم دیا۔ اور اس میں عذاب کے سبب کا ذکر نہیں ہے اور کلمہ ترجی بھی نہیں ہے اور حدیث ابوہریرہ میں یہ ہے کہ حضور علیہ السلام ایک قبر پر سے گزرے اور کھجور کی دو شاخیں منگوائیں ایک قبر کے سرہانے گاڑ دی، اور دوسری پائنتی گاڑ دی۔ علامہ عینی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب ایک ہی واقعہ کی حکایت نہیں ہیں بلکہ ہر ایک مستقل واقعہ ہے (واللہ اعلم)

(۱۲) اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ چغلخوری ایک نہایت ہی مذموم فعل ہے اور گناہ کبیرہ ہے اور ایسا گناہ ہے کہ اس کے سبب آدمی عذابِ قبر میں مبتلا ہو سکتا ہے اور یہی حال اپنے جسم اور کپڑوں کو پیشاب سے نہ بچانے کا ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے حواس کی کیفیت

حدیث زیر بحث میں یہ تصریح ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر

Marfat.com

کے اندر کی کیفیت کو دیکھ لیا اور وہاں جو آواز پیدا ہو رہی تھی اس کو سُن لیا۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السّلام کے قوائے مدرکہ عام انسانوں کے قویٰ سے بالکل الگ حیثیت کے ہوتے ہیں اسی لیے وہ، وہ کچھ دیکھتے اور سنتے ہیں جن کو عام انسان دیکھ اور سُن نہیں سکتے۔ ابوالبقا ہ نے "تعریفات" میں نبوّت پر بحث کرتے ہوئے بوعلی سینا کے حوالہ سے کیا خوب لکھا ہے کہ :

فنحن نری الاشیاء	ہم لوگ (عام انسان) اشیاء
وبواسطۃ الحِس والنبی	کو حواس کے ذریعہ دیکھتے ہیں
یری الاشیاء بواسطۃِ	اور نبی قوائے باطنی کے ذریعہ
القوی الباطنۃ	دیکھتا ہے ہم لوگ ایک چیز دیکھنے
ونحن نری ثم نعلم	ہیں پھر جانتے ہیں اور نبی پہلے جانتا
والنبی یعلم ثم یری۔	ہے اور پھر دیکھتا ہے۔

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ نے اسی حقیقت کا یوں اظہار فرمایا :

فلسفی کو منکر حنانہ است
از حواس انبیاء بیگانہ است
نطقِ خاک، و نطقِ آب و نطقِ گل
ہست محسوسِ حواسِ اہل دل

Marfat.com

میّت کے حق میں دُعا کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ تین چیزیں باقی رہتی ہیں۔ صدقہ جاریہ یا وہ علم جس سے فائدہ حاصل کیا جاسکے۔ یا نیک لڑکا جو اس کے لیے دعا کرتا رہے۔ (مسلم۔ بخاری)

فاسق بدعتی کو سیّد وغیرہ کہنا ممنوع ہے

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کو سیّد (سردار) نہ کہو۔ اس لیے کہ اگر وہ سردار ہے تو پھر تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کر دیا۔

(ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا۔)

بیوی کا اپنے خاوند کے بلانے پر نہ جانے کی حرمت کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو اپنے پاس بلائے اور وہ انکار کرے اور خاوند عورت پر غصّہ کی حالت میں رات گذارے تو صبح ہونے تک فرشتے عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ عورت خاوند کے پاس جائے۔

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو قاضی بنا کر بھیجنا

حدیث مبارکہ : حضرت علی کرم اللہ وجہٗ فرماتے ہیں کہ نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کیا :

مَا اَدْرِیْ الْقَضَاۃَ یَارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قضاۃ کرنا نہیں جانتا۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہاں دیر کیا لگتی ہے فرمایا :

علیؓ ! ذرا قریب آؤ۔

آپ قریب ہوئے تو حضور علیہ السّلام نے سینہ سے لگایا۔ مولا علی فرماتے ہیں مجھے خدا کی قسم ہے اس کے بعد کوئی مسئلہ بھی ایسا نہیں جو میرے پیش ہوا ہو اور میں نے حل نہ کر دیا ہو۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے لگانے کی برکت تھی۔

کتنا عجیب مقام ہے کبھی آپ نے یہ نہیں سنا ہو گا کہ جج پہلے بنا دیا جائے قانون بعد میں پڑھایا جائے یہ صرف ہادی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ ہے جہاں قاضی پہلے بنایا جاتا ہے اور علم بعد میں پڑھایا جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں تعلیم کتابوں کی محتاج نہیں۔

ع فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا

Marfat.com

اَذکارِ الٰہی کا بیان

ذکر کرنے کی فضیلت اور اس پر رغبت دلانے کا ذکر

ارشاد باری تعالیٰ ۱ : ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اور خدا کا ذکر بڑا اچھا کام ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ۲ : نیز فرمایا : تم مجھے یاد کیا کرو۔ میں تمہیں یاد کروں گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ۳ : نیز فرمایا : اور اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے اور پست آواز سے صبح و شام یاد کرتے رہو۔ اور دیکھنا غافل نہ ہونا۔

ارشاد باری تعالیٰ ۴ : نیز فرمایا : اور خدا کو بہت یاد کرتے رہو تاکہ نجات پاؤ۔

ارشاد باری تعالیٰ ۵ : نیز فرمایا : جو لوگ خدا کے سر اطاعت خم کرنے والے ہیں۔ یعنی مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اللہ کے اس قول تک کہ خدا کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں۔ کچھ شک نہیں۔ کہ ان کے لیے خدا نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ۶ : نیز فرمایا ، اے اہل ایمان۔ خدا کا بہت ذکر کیا کرو۔ اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔

Marfat.com

ارشادِ باری تعالیٰ کے بعد چند احادیث بھی پیش کی جا رہی ہیں تاکہ عوام مسلمین اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

حدیث ۱ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں ترازو میں بوجھل ہیں اللہ کو محبوب ہیں۔

"سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ"

حدیث ۲ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ واللّٰہُ اکبر کہنا میرے نزدیک ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے یعنی تمام دنیا سے بہتر ہے (مسلم)

حدیث ۳ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایک دن میں سو بار لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہُ الملک ولہ الحمد۔ وَھُوَ علیٰ کل شیءٍ قدیر پڑھے تو اس کو دس غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ اور اس کے نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے سو گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ اور اس کو دن بھر شام تک شیطان سے حفاظت حاصل رہے گی۔ اور کوئی شخص اس سے زیادہ بہتر عمل لے کر نہیں آئے گا۔ مگر وہ شخص جس نے اس سے زیادہ نیک اعمال کئے اور فرمایا: جس شخص نے ایک دن میں سو بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وبحمدہٖ پڑھا۔ اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

Marfat.com

حدیث ۴ : حضرت ابُوایوّب انصاری بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے دس بار لاالٰہ الا اللہ وَحدہٗ لاشریکَ لہٗ لہُ الملک ولہ الحمد وَھُوَ عَلیٰ کُلِّ شیءٍ قدیر پڑھا تو وہ اس طرح ہے۔ جیسا کہ اس نے حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی اولاد سے چار غلاموں کو آزاد کیا۔
(بخاری شریف و مسلم شریف)

حدیث ۵ : حضرت ابُوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا مَیں تجھے ایسا ذکر نہ بتاؤں جو اللہ کے ہاں بہت زیادہ محبوب ہے (یاد رکھو) بے شک زیادہ محبوب اللہ کے ہاں سُبحَانَ اللہ وَبحمدہٖ کے کلمات ہیں۔ (مسلم)

حدیث ۶ : حضرت ابُومالک اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت نصف ایمان ہے اور الحمدللہ کے کلمات ترازو کو پورا کر دیں گے، اور سُبحَانَ اللہ وَالحَمدُ لِلّٰہ کے کلمات آسمانوں اور زمین کے درمیان کو پُر کر دیتے ہیں۔ (مسلم)

حدیث ۷ : حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ مجھے ایسا کلام سکھلا دیجئے جس کو میں پڑھا کروں فرمایا تم (یہ کلمات) پڑھا کرو لاالٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہٗ اللہ اکبر کبیرًا والحمد لِلّٰہِ کثیرًا وسُبحَان اللہ رب العالمین ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز الحکیم" اس نے عرض کیا کہ یہ کلمات تو میرے پروردگار کے لیے ہیں تو میرے لیے کون سے کلمات ہیں فرمایا تم پڑھو (اللّٰھُمَّ اغفرلی

(ارحمنی وَاهْدِنی وارزُقنی) اے اللہ مجھے معاف فرما، مجھ پر رحم کر، مجھے ہدایت دے، اور مجھے رزق عطا فرما۔ (مسلم)

حدیث ۸ : حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ نماز سے سلام پھیرتے تو تین بار استغفار پڑھتے اس کے بعد اللّٰھُمَّ انت السلام ومنك السلام تبارکت ذالجلال والاکرام پڑھتے اوزاعی سے دریافت کیا جو کہ اس حدیث کا راوی ہے۔ استغفار کیا ہے اس نے جواب دیا کہ آپ اَسْتَغفِرُ اللّٰہ، اَسْتَغفِرُ اللّٰہ پڑھتے تھے۔ (مسلم شریف)

حدیث ۹ : حضرت مُغیرہ بن شعبہؓ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریك لہٗ لہٗ الملك ولہٗ الحمد، وھو علیٰ کلِّ شیءٍ قدیر اللّٰھم لا مانع لِما اعطیت ولا معطی لِمَا منعت، ولا ینفع ذالجد منك الجدّ (پڑھتے) اے اللہ کوئی روک نہیں سکتا جب تو دینا چاہے اور کوئی دے نہیں سکتا جب تو روکنا چاہے اور مالدار کو تیرے عذاب سے اس کا مال کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ (بخاری، مسلم)

حدیث ۱۰ : حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ وہ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد پڑھا کرتا تھا لا الٰہ الا اللّٰہ الخ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اُسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے نہیں ہے برائی سے بچانے اور نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ کے ساتھ نہیں کوئی معبود مگر اللہ نہیں عبادت کرتے ہیں ہم مگر اسی کی اسی کے لیے نعمت اور فضل ہے اور

Marfat.com

اسی کے لیے اچھی تعریف ہے اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہم اس کے لیے دین کو خالص کرنے والے ہیں اگرچہ کافر بُرا ہی کیوں نہ جانیں ابن الزبیر نے بیان کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد اِن لا الہ الا اللہ والے کلمات کو پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

حدیث ۱۱ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ فقیر مہاجرین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مالدار لوگ بلند درجات حاصل کر گئے اور ہمیشہ کی نعمتوں کو پہنچ گئے وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں لیکن ان کے پاس مال زیادہ ہے اس لیے وہ حج، عمرہ، جہاد، اور صدقہ خیرات کرتے ہیں (لیکن ہم نہیں کر سکتے) آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جس کی وجہ سے تم ان لوگوں کا درجہ حاصل کر لو گے جو تم سے آگے ہیں اور ان لوگوں سے آگے ہو جاؤ جو تمہارے پیچھے ہیں اور تم میں سے کوئی شخص زیادہ فضیلت والا نہیں ہو سکتا مگر وہ شخص جو تمہارے عمل جیسا عمل کرے انہوں نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تم ہر نماز کے بعد تنتیس (۳۳) بار سُبحَان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر پڑھو (ابو صالح راوی حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ جب ان کے پڑھنے کی کیفیت کے بارے سوال کیا گیا تو فرمایا وہ سُبحَان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر تنیتیس ۳۳ بار پڑھے یہاں تک کہ ہر کلمہ تنتیس ۳۳ بار پڑھا جائے (بخاری و مسلم)

اور مسلم نے اپنی روایت میں زیادہ کیا کہ اس کے بعد فقیر مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے اور عرض کیا کہ ہمارے مالدار بھائیوں نے ان کلمات کو سُن لیا ہے وہ بھی ہماری طرح یہ کلمات پڑھنے

Marfat.com

ب گئے ہیں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ذالك فضل اللہ
یوتیہ من یشاءِ) یہ اللہ کا فضل ہے اللہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

حدیث ۱۲ : حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
یان کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس (۳۳) بار سُبْحَانَ
للہ تینتیس بار الحمد لِلّٰہ اور تینتیس بار اللہ اکبر کہتا ہے اور
یک بار لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریك لہٗ لہٗ الملك
لہ الحمد وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر کہہ کر سو (۱۰۰) کی گنتی کو پورا کر
ے تو اس کے گناہ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں سب
عاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

حدیث ۱۳ : حضرت کعب بن عجرہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا چند کلمات نماز کے بعد پڑھے جائیں تو
ن کا پڑھنے والا یا کرنے والا ناکام نہیں ہو سکتا ہر فرض نماز کے بعد تینتیس
ار سُبْحَانَ اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر
کہے۔ (مسلم)

آمنہ ہی کا لال ہو گا

نظر جو آئے گا سبز گنبد عجب نگاہوں کا حال ہو گا
لبوں پہ مُہرِ ادب لگے گی نظر نظر میں سوال ہو گا

ملے جو آقا کا آستانہ تو مجھ کو مرنا بھی ہو گا آساں
رہی جو دُوری در نبی سے تو جینا اپنا مُحال ہو گا

وہ شُکر کس کہنے والے نبی کے عاشق کی شان دیکھو
جو سُوئے جنت چلیں گے حضرت تو آگے آگے بلال ہو گا

نہ ہو گا کوئی کسی کا حامی نہ ہو گا کوئی کسی کا یاور
بنے گا محشر میں جو سہارا وہ آمنہ ہی کا لال ہو گا

بروزِ محشر نبی بھی سارے پکار اٹھیں گے نفسی نفسی
قدم قدم پر میرے نبی کا نیا نبی ظاہر کمال ہو گا

جو ہو گی ان کی نظرِ جمیل تو جائیگا پھر ایک دن خلیلؔ
ہے میری بخشش کو یہ ہی کافی جو انکے در پر وصال ہو گا

Marfat.com

مجلس

آج میلادِ نبی کی ہے پیاری مجلس
واہ کیا نُورِ علیٰ نُور ہے ساری مجلس

اہلِ مجلس کو شرف آج فرشتوں پر ہے
غیرتِ عرشِ معلّیٰ ہے تمہاری مجلس

کونسا طبقہ ہے جس میں نہیں ذکرِ محبُوب
آسمانوں میں زمینوں میں ہے جاری مجلس

ٹھنڈک آنکھوں کو پہنچتی ہے دلوں کو راحت
موردِ فیض ہے اور رحمتِ باری مجلس

اہلِ مجلس کی خطا بخش دے خلیلؔ کی بھی
کرے اللہ تُو مقبول ہماری مجلس

Marfat.com

اعجاز

جب مبعوث ہوئے جلوہ نمائے اعجاز
جو کسی نے نہ دِکھائے وہ دِکھائے اعجاز
بہرِ تعظیم نبی کعبہ بھی سجدے میں جُھکا
ہوگیا صدقے سُنی جس نے صدائے اعجاز
پھٹ گیا مثلِ کتاں ماہِ درخشاں دم میں
ارضِ افلاک پہ جب پھیلی ضیائے اعجاز
کِھل گئیں کلیاں دلوں کی ہوئیں تازہ رُوحیں
باغِ احمد سے چلی ایسی ہوائے اعجاز
مرضِ کُفر سے دل جن کے تھے بیمار و حزیں
اِن کی بیماری کو شافی تھی دوائے اعجاز
بادشاہوں پر اسے فخر ہے حاصل خلیلؔ
جس کے سر پہ کہ پڑا ظلِّ ہمائے اعجاز

Marfat.com

شبِ معراج

شب معراج کا احوال بیان ہوتا ہے
منکشف خلق پہ اسرارِ نہاں ہوتا ہے

بخشوانے کیلئے اُمتِ عاصی کے گناہ
آج افلاک پہ محبوب رواں ہوتا ہے

عرش سے ہوتا ہے رحمت کے فرشتوں کا نزول
ذکرِ سردارِ دو عالم کا جہاں ہوتا ہے

آمد آمد ہے شہنشاہِ عرب کی ہر سُو
آج آراستہ گلزارِ جناں ہوتا ہے

دیکھ کر شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب خلیلؔ
کلمہ صلِّ علیٰ وردِ زباں ہوتا ہے

مُبارک ہو

شبِ معراج شہا آپ کو مبارک ہو
لو بلاتا ہے خدا آپ کو مبارک ہو

آج وہ رتبہ ملا جو کسی کو نہ ملا
مرحبا صلِّ علیٰ آپ کو مبارک ہو

Marfat.com

بے غرض

بیٹھے بٹھائے دل کیا ویرانہ بے غرض
مجھ سا بھی کوئی ہو گا نہ دیوانہ بے غرض

رزاق بے نظیر ہے کیا فیضِ عام ہے
روزی وہ سب کو دیتا ہے روزانہ بے غرض

کون و مکاں کی خواہشوں سے کچھ غرض نہیں
ہوتا ہے دل فقیر کا شاہانہ بے غرض

ناکامیاں ہیں عشق کی ان کے نصیب میں
جلتے ہیں دونوں شمع و پروانہ بے غرض

خلیلؔ جو چاہیئے تجھے اپنے خدا سے مانگ
رکھ واسطہ ہر اک سے مستانہ بے غرض

Marfat.com

انکی رحمت کے نہ گر ہم کو سہارے ہوتے

کاش ہم کو بھی مدینے کے نظارے ہوتے
دم نکلتا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دوارے ہوتے

وہ بھی دن آتا کہ کھلتیں غم دل کی کلیاں
دیکھتے جاکر مدینہ کی نورانی گلیاں
ہم مقدر کے جو ہاتھوں میں نہارے ہوتے

بیٹھے ہوتے کبھی روضے کی گھنی چھاؤں میں
والہانہ کبھی رکھ دیتے جبیں پاؤں میں
یوں بھی کچھ روز مدینہ میں گذارے ہوتے

خوب آنکھوں سے لگاتے ترے در کی جالی
چومتے نظروں سے گنبد کی کبھی ہریالی
جو بلندی پہ کبھی بخت ہمارے ہوتے

میری قسمت میں نہیں گرچہ مدینہ جانا
خواب میں کردو کرم یا نبی اللہ اپنا
آنکھ کھلتی تو مدینے کے کنارے ہوتے

وجہ تخلیق دو عالم ہیں بس اک آپ حضور
ہوتا مقصود نہ گر آپ کی عظمت کا ظہور
آسماں ہوتا نہ یہ چاند ستارے ہوتے

Marfat.com

ہم گنہگاروں کا کوئی نہ سہارا ہوتا
سبھی ممکن ہی نہ بخشش تھی ہماری واللہ
وہ اگر حشر میں شافع نہ ہمارے ہوتے

خوفِ محشر بھی نہیں ڈر بھی نہیں دوزخ کا
رحمتِ کون و مکاں کون ہے اِک تیرے سوا
کیسے دوزخ میں کوئی جائے تمہارے ہوتے

غم کے ماروں کی خلیلؔ کوئی لیتا نہ خبر
کشتیِ زلیت بھی ہو جاتی طوفانوں کی نظر
اُن کی رحمت کے ہر گر ہم کو سہارے ہوتے

Marfat.com

دامنِ مصطفےٰ

روزِ محشر تھیں ہر سمت مایوسیاں
جُز امیدِ کرم کچھ نہ تھا ہاتھ میں
میری بخشش کا سامان یُوں بن گیا
آگیا دامنِ مصطفےٰ ہاتھ میں

سب پہ ہے مصطفےٰ کی نگاہِ کرم
بزمِ عالم میں ہے ان کے دم سے بہم
کملی والے کی اِک اِک ادا کی قسم
کنکروں نے بھی کلمہ پڑھا ہاتھ میں

تیرے دم سے ہے تزئینِ کون و مکان
نور سے تیرے روشن ہیں دونوں جہاں
تیری کیا بات ہے سرورِ انس و جاں
ابتدا ہاتھ میں انتہا ہاتھ میں

رحمتِ عالمیں کا نشاں ہاتھ میں
یہ جہاں ہاتھ میں وہ جہاں ہاتھ میں
انکی انگلی اٹھی چاند ٹکڑے ہوا
چومنے ہاتھ کو آگیا ہاتھ میں

وہ ہے محبوبِ رب رازدارِ ازل
کر نہ تنقید ان پر خدارا سنبھل

خود خدا نے بُلا کر سرِ لامکاں
کملی والے کو سب کچھ دیا ہاتھ میں

اے صبا جب تو جائے گی دربار میں
عرض کرنا خلیلؑ کی سرکار میں

اپنی اُمّت کی للّٰہ لیجئے خبر
اب تو کچھ بھی نہ اس کے رہا ہاتھ میں

Marfat.com

مناجات

(بدرگاہِ قاضی الحاجات)

یا خُدا شک نہیں اس میں کہ گنہگار ہوں مَیں
پر یہ ارشاد ہے تیرا بھی کہ غفّار ہوں مَیں
ساتھ اپنے لیے تقصیروں کے انبار ہوں مَیں
تیری رحمت ہو خُدایا تو سُبکسار ہوں مَیں
اپنا غمگین بنا کر مجھے ہر غم سے بچا
یا الٰہی غم دنیا میں گرفتار ہوں مَیں
یا قدیر اب تو ہو آسان میری ہر مشکل
سخت مجبور ہوں حیران ہوں نا چار ہوں مَیں
یہی فریاد ہے اے خالق بیداری نوم
تجھ سے غافل نہ کبھی خفتہ و بیدار ہوں مَیں
ہوشِ دُنیا نہ ہو مجھ کو کہ رہوں میں بیہوش
تیری بے ہوشی رہے مجھ کو کہ ہوشیار ہوں مَیں
اے خبیر ایسا خبردار بنا دے مجھ کو
بے خبر سب سے رہوں تجھ سے خبردار ہوں مَیں
سب کو ہو میری نصیحت کا اثر یا مولیٰ
عمل ایسا ہو کہ بس شاملِ ابرار ہوں میں

فقیر خلیل احمد قادری عفی عنہ
رمضان المبارک سنہ ۱۴۲۲ھ

Marfat.com

دُعاءِ خلیلؑ بہ بارگاہ ربِّ جلیلؑ

دن قیامت کے خُدایا مصطفیٰ کا ساتھ ہو
فخرِ موجودات ختم الانبیاء کا ساتھ ہو

عدل کے میزان میں اعمال کو جب تولیں میرے
حامیِ روزِ جزا خیر الوریٰ کا ساتھ ہو

قبر میں اعمال کو پوچھیں جو آکر منکر و نکیر
شافعِ امت رسولِ کبریا کا ساتھ ہو

جب اندھیری گور میں سونپیں یہ لاشہ کو میرے
شمع نورِ روئے فخرِ انبیاء کا ساتھ ہو

پل صراط کے اُوپر گذرہونے لگے جب اے کریم
رہنمائے انبیا و اولیاء کا ساتھ ہو

یا الٰہی تجھ سے ہے خلیلؑ کی ہر دم یہ دُعا
روزِ محشر میں محمدؐ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

قلادۃ المشائخ

مؤلف

ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی عنہ

ناشر:

برکاتی پبلشرز کھارادر کراچی

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب _____ تذکرۃ المشائخ

مصنف _____ ڈاکٹر خلیل احمد قادری

ناشر _____ برکاتی پبلشرز کراچی

قیمت _____

ملنے کا پتہ

ضیاء الدین پبلیکیشنز

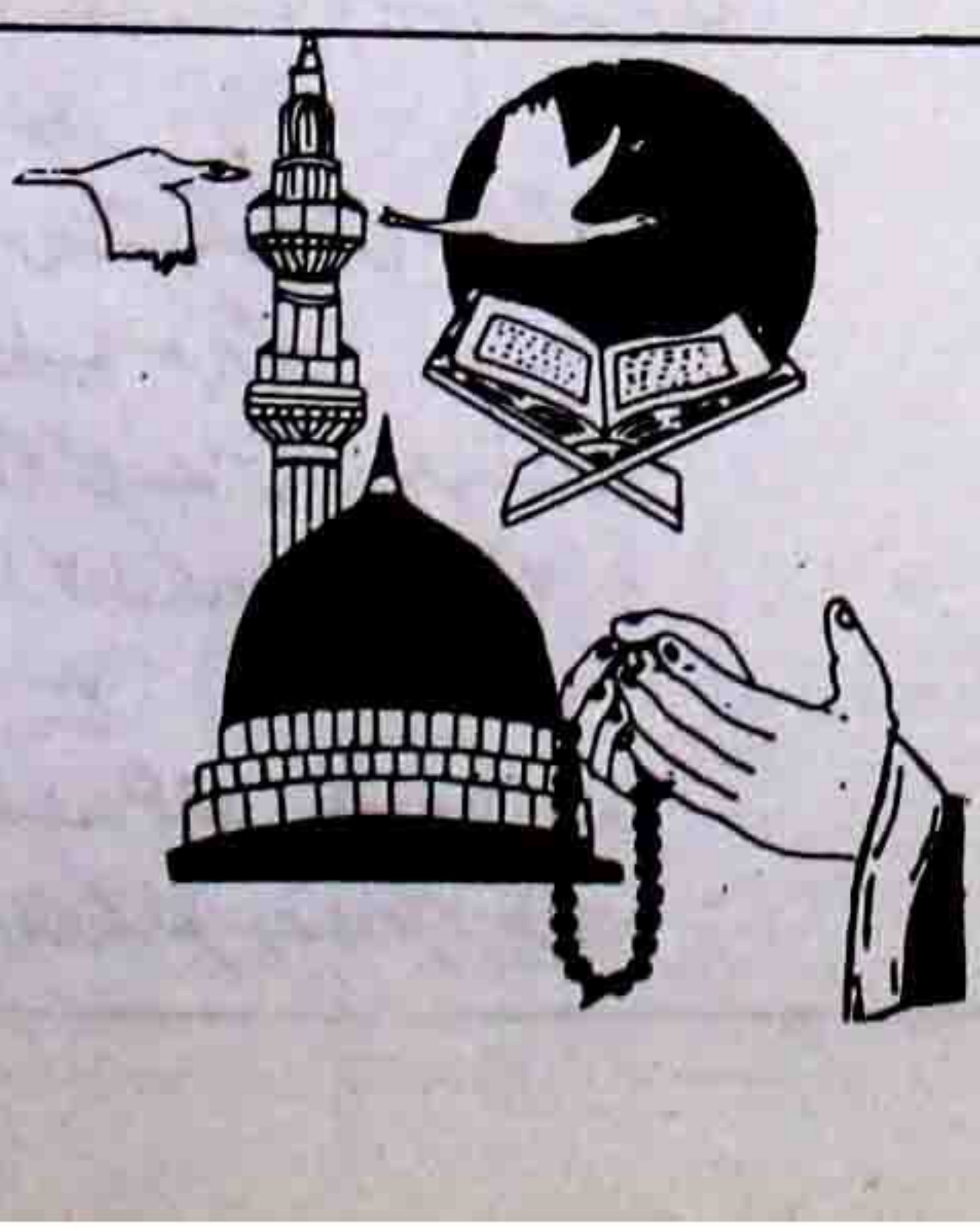
نزد شہید مسجد کھارادر کراچی

فہرست مضامین تذکرۃ المشائخ

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	انتساب	۵
۲	زیرِ نظر	۶
۳	اقطع اور اجزم	۸
۴	اہم معلومات	۹
۵	مقدمہ تذکرۃ المشائخ	۱۰
۶	تسبیح	۲۰
۷	میری چشم کو تر ہونے دو	۲۱
۸	جانتے ہیں میرے آقا میرے مقصد کو خاص	۲۲
۹	محفوظ	۲۳
۱۰	جس جناب پاک کا مداح مولیٰ ہو گیا	۲۴
۱۱	سیماب مضطر ہو گیا	۲۴
۱۲	بلا کا مجمع ہے اس در پہ جاں نثاروں کا	۲۵
۱۳	دل کا دل میں رہا ارمان تمنائی کا	۲۶
۱۴	شیخ	۲۷
۱۵	غوث الاعظم قطب عالم پیر پیراں المدد	۲۹
۱۶	مرقد کا کچھ خطر ہے نہ دھڑکا سقر کا	۳۰



نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۷	ابو محمد عبدالقادر الحسنی والحسینی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۳۱
۱۸	حضرت خواجہ معین الدین حسن الحسینی سنجری قدس سرہٗ	۵۰
۱۹	خواجہ قطبُ الدین بختیار کاکی اُدشی قدس سرہٗ	۵۵
۲۰	شیخ الاسلام بہاءُ الدین ابو محمد ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ	۵۹
۲۱	خواجہ فریدالدین مسعُود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ	۶۳
۲۲	والدہ شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ	۷۰
۲۳	سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاُ رحمۃ اللہ علیہ	۷۱
۲۴	والدہ ماجدہ شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ	۸۳
۲۵	بی بی اولیا	۸۵
۲۶	حضرت شیخ احمد امام ربّانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	۸۷
۲۷	مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات	۹۱



Marfat.com

الصّلوٰۃُ وَالسّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

انتساب

مَیں اس "تَذکِرۃُ المَشائخ" کو اپنے پیر و مرشد ہادی طریقت و شریعت ۔خادم الفقرا ۔ قطب الاقطاب زبدۃ العارفین سیّد السالکین قبلہ وکعبہ السیّد زین الدین القادری بن سیّد علی حیدر القادری سجادہ نشین بارگاہ غوث الاعظم السیّد شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ بغداد شریف کے نامِ نامی اسمِ گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کی چشمِ کرم کے تصدّق سے مجھے تَذکِرۃ المَشائخ پیش کرنے کی اسطاعت نصیب ہوئی ۔

گدائے غوث پاک

احقر فقیر ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی عنہ

۲۱ ر جمادی الاوّل سنہ ۱۴۲۰ھ

مطابق ۲ ر ستمبر سنہ ۱۹۹۹ء بروز جمعرات

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحمدہٗ وَنصَلِّی علیٰ رَسُولِہِ الکریم

زیرِ نظر

اس زیرِ نظر کتاب "تذکرۃ المشائخ" میں ان بڑے صوفیائے اکرام اور اولیاءِ عظام کے حالات اور واقعات بیان کئے گئے ہیں جو اس دنیا میں بھی اعلیٰ مراتب پر فائز تھے اور اُس دنیا یعنی آخرت میں بھی بڑے رہیں گے۔ اور یہی وہ حضرات ہیں کہ جنہوں نے جیتے جی انسان کی اخلاقی اور روحانی زندگیوں کی تعلیم و تربیت میں بے مثل کردار ادا کیا ہے اور اب ان کے حالاتِ زندگی اور ان کی تعلیمات فیض جاریہ ثابت ہو رہے ہیں۔

اللہ والوں کی باتیں اللہ والے ہی خوب سمجھ سکتے ہیں ہو سکتا ہے کہ ان صوفیائے اکرام و صلحائے عظام کی بعض باتیں ہماری سمجھ میں نہ آئیں کیونکہ ہمارے دلوں میں تاریکیاں ہی تاریکیاں ہیں۔ ہمارے دماغوں میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے پھر جب تک ان میں شمع ہدایت نہ روشن کی جائے ان کا اصلی حال کیسے جانا جا سکتا ہے۔ اس لیے بزرگانِ دین کا تذکرہ ہمارے دل و دماغ کی تاریکیاں دور کرنے کے لیے بہت ضروری ہے۔ اس فتنوں کے دَور میں سائنسی ترقیوں سے زیادہ ذہن اور رُوح میں انقلاب برپا کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ذہن اور رُوح کو اخلاقیات سے نہ سنوارا گیا تو ہمارے ذہنوں پر حیوانیت، ظلم اور معصیت کا قبضہ ہو جائے گا۔ اس خیال کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس حقیر سراپا تقصیر خلیل القادری نے کتاب اخبار الاخیار مؤلف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے اخذ کر کے صرف سات صوفیائے عظام کو بطور ہدیہ تبرک پیش کرنے کی کوشش ہے۔

میرا مقصد ان بزرگانِ دین کے حالات کو خصوصی طور سے پیش کرنے کا مقصد ہی

Marfat.com

ذہن وروح میں اخلاقی انقلاب برپا کرنا ہے۔ میں نے اپنا کام نہایت نیک نیتی سے شروع کیا ہے۔ نتائج اللہ تبارک وتعالیٰ پر چھوڑ دیئے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی طرف رجوع ہونے والوں کو کبھی بھی مایوس نہیں کرتا:

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِي بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝

"اے پروردگار مجھے عقل وحکمت عطا فرما اور مجھے زمرہ صالحین میں رکھ اور مجھے آنے والوں میں صدق بیانی عطا فرما"۔

جب میں گذرے ہوئے لوگوں کو خیر کے ساتھ یاد کروں گا تو امید ہے کہ دوسرے کی روح کو خوش کروں گا تو ہو سکتا ہے کہ لوگ میری روح کو بھی خوش کریں گے۔ مجھے قوی امید ہے کہ یہ تَذْكِرَةُ الْمَشَائِخ بارگاہ خداوندی میں مقبول اور میرے لیے حصول مقصود میں تمدد ومعاون ثابت ہوگی۔

لاکھوں درود وسلام ہوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کے آل واصحاب پر اور تمام صالحین پر۔ اے ارحم الراحمین تو ہم سب پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین۔

ضعیف العباد

احقر فقیر ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی عنہ

۱۰۔ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ یک شنبہ (اتوار)

بمطابق ۲۲ اگست ۱۹۹۹ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

مصنّف و مولّف کتاب کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ اپنی کتاب کو اللہ عزوجل کے ذکر اور اس کی حمد و ثنا سے شروع کرے۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلّم نے متعدد احادیث مبارکہ میں اس کی تاکید فرمائی ہے۔

(۱)

کسی بھی عزت والے کام کو اللہ تعالیٰ کے ذکر یا بسم اللہ سے نہ شروع کیا جائے تو وہ اقطع ہے۔

(۲)

کسی کلام کو حمد الٰہی سے افتتاح نہ کیا جائے تو وہ کام اجزم ہے۔

(۳)

کسی عزت والے کام کو حمد الٰہی سے شروع نہ کیا جائے تو وہ اقطع ہے۔

نوٹ

اقطع اور اجزم کے حاصل معنی یہ ہیں کہ وہ قلیل البرکت ہوگا یا اس میں برکت نہ ہوگی۔

Marfat.com

اہم معلومات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اعداد ۷۸۶ کو اگر غور سے دیکھیں تو عجیب حقیقت سامنے آتی ہے ۷۸۶ کو الگ الگ کر کے یعنی ۷، ۸، ۶ کو کیمیا کے عناصر سے منسلک کر دیا جائے تو ۶ ایٹمی نمبر ہے کاربن کا ۷ ایٹمی نمبر ہے نائٹروجن کا ۸ ایٹمی نمبر ہے آکسیجن کا اگر ہم ان تین عناصر کو کسی بھی جاندار کے جسم سے نکال دیں تو وہ مردہ ہو جائے گا چاہے وہ وائرس ہو اب ۷۸۶ کے اعداد کو جمع کریں تو ۲۱ آتا ہے جو کہ ایک مرکب ہندسہ ہے۔ ۷۸۶ کی طرح ۲۱ کو بھی الگ الگ کر کے دو اور ایک پڑھیں ۲ سے ایٹمی نمبر ہیلیم کا اور ۱ ہے ایٹمی نمبر ہائیڈروجن کا۔ اگر ہیلیم اور ہائیڈروجن سورج سے علیحدہ کر دیئے جائیں تو یہ دنیا موت اور تاریکی کا کھنڈر بن جائے گی اور ہائیڈروجن کو پانی یعنی H O سے الگ کر دیں تو بھی جینا ناممکن ہے اب ۲۱ کے ۲ اور ۱ کو جمع کریں تو ۳ آتا ہے یہ کوئی مرکب ہندسہ نہیں ہے بلکہ آزاد عدد ہے غرضیکہ پہلے پانچ عناصر آئے مرکب کی شکل میں اور اب ۳ موجود ہے غیر مرکب اکیلا۔ ۳ ایٹمی نمبر ہے لیتھیم کا جو کہ سب سے ہلکی دھات ہے قدیم یونانی حکماء اپنے مریضوں کو مشورہ دیتے تھے کہ شفا بخش کنوؤں سے جا کر غسل کرو اور ان ہی کا پانی اپنی ایک خاص مقدار میں پیو مریض ایسا کرنے سے جلد شفایاب ہو جاتے تھے۔

جب بیسویں صدی میں ان کنوؤں کے پانی کا تجربہ گاہ میں تجزیہ کیا گیا تو اس میں لیتھیم کی مقدار سب سے زیادہ پائی گئی۔ ایلوپیتھک طریقہ علاج میں لیتھیم مستعمل ہے اس سے ثابت ہوا کہ نہ صرف بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم انسان کی زندگی کے لیے خیر و برکت کا سبب ہے بلکہ زندگی بامعنی حیات کے لیے بھی اہم ہے۔

Marfat.com

مقدمہ

تذکرۃ المشائخ

از مؤلف ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی عنہ

اللہ تبارک وتعالیٰ واہب العطیات کا شکر ہے جس کی عطائیں غیر محدود اور جس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا دائرہ امکان سے خارج ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں سب سے مقدم

۱۔ **نعمتِ وجود** : اس کے بعد دوسری نعمتوں کا نمبر ہے چونکہ نعمتِ وجود دائمی ہے اس لیے دائمی طور پر ہر لمحہ اس نعمت کا شکر ادا کرنا ضروری ہے لہٰذا اس نعمتِ وجود کا شکر ادا کر کے دوسری نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیے

اللہ تعالیٰ کی ان لامحدود نعمتوں سے جن کا ہر لمحہ انسان پر بے چون وچرا فیضان ہو رہا ہے یعنی

۲۔ **نعمت نفس** : یعنی سانس کی نعمت ہے جس کی آمد و شد میں اتنی لاکھوں نعمتیں موجود ہیں جن کے شمار و احاطہ کی عقل میں طاقت نہیں اندر داخل ہونے والے سانس سے سینکڑوں کام نکلتے ہیں۔ یہ سانس ایسا آبِ حیات ہے جو رگوں پٹھوں وغیرہ کی نالیوں میں داخل ہو کر اعضاء و اطراف کے برگ و بار کو سرسبز رکھتا ہے۔ حلق کی نالی میں سانس داخل ہو کر اس کے میل کچیل اور کثافت و خشکی کو دور کر کے لطیف و نرم بناتا ہے پھر اس کا جو ہر پھیپھڑے کے ذریعہ گذار دل میں داخل ہو کر بدن کے تمام رگوں پٹھوں اور مسامات میں پہنچتا ہے اور حرارتِ عزیزی کو معتدل بناتا ہے۔ گویا ہر لمحہ حیاتِ زندگی اور ہر لحظہ تازہ شربتِ زلیست بہم پہنچاتا ہے۔ باہر نکلنے والا سانس اپنی مزدوری

راہوں سے جن سے وہ داخل ہوا تھا باہر آتا ہے اور اندر کے تمام فضلات اور
ثتیں باہر نکال پھینکتا ہے اور طبیعت میں فرحت و نشاط پیدا کر کے حبس و ضیق
ی تکلیف سے نجات دیتا ہے سانس کا حساب لگانے والوں سے پوچھو کہ صبح سے
م تک کتنی مرتبہ آمد و شد ہوا کرتی ہے اور اس کے ضمن میں کیسی کیسی نعمتیں حاصل
تی ہیں لہذا ان نعمتوں میں سے کسی ایک کا حق ادا کرنا کس طرح ممکن ہے۔ یہ بے زبان
جز انسان اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کی نعمتوں میں
ب نعمتِ رزق ہے۔

۳۔ **نعمتِ رزق** : نعمتِ رزق شب و روز بلا ناغہ تم کو حاصل ہو رہی ہے۔
ر دیکھو اور اس کے اسباب و آلات پر غور و فکر کرو کہ وہ ایک دانہ گندم پیدا کرنے
ی کتنے اسباب ایجاد فرماتا ہے۔

اس کی صورت کی ایجاد، کھیتی باڑی کے اسباب اور اس کی فساد و خرابی سے
حافظت فرماتا ہے اور عجیب ترتیب و تکمیل کے ساتھ پھر اس کے پیسنے گوندھنے،
کانے کھانے، چبانے اور ہضم و جذب ہیں۔ ایسی عجیب و غریب نعمتیں اور حکمتیں
ہر فرماتا ہے جن کو وہ حکیم مطلق ہی جانتا ہے پھر اس کو غذائے صالح بناتا ہے۔

مذکورہ بالا نعمتوں میں تو انسان و حیوان سب مشترک ہیں لیکن وہ مخصوص نعمتیں جو
رف انسان کو عطا کی گئی ہیں درج ذیل ہیں۔

۴۔ **انسانی مخصوص نعمتیں** : جیسے فہم و فراست، نطق و فکر، علم و زیرکی،
شوق و محبت، ذوق و معرفت، قرب و ولایت، نبوت و رسالت اور تکریم و تعظیم ان
شکر ادا کرنا مشکل ہے اور ان مخصوص نعمتوں کی بدولت اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ رتبہ
ند عطا فرمایا ہے کہ تمام مخلوقات ارضی کے سر پر اس کے پاؤں ہیں اور سلوقات
سمادی سے اس کا سر اونچا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے خاک سے بنائے ہوئے
سر کو فلک پر پہنچا دیا۔ فلک نے اس خاک کے سایہ سے نور حاصل کیا۔ یہ نور محمدی ہے
جو ذاتِ محض سے پہلے عقل و نفس میں اسی راستہ سے گذر کر ظاہر ہوا ہے۔

Marfat.com

۵۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا : جس طرح خا
موجودات کا شکر ادا کرنا انسان کی طاقت اور امکان سے باہر ہے اسی طرح سرورِ کائ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا تشریح وزیادتی سے بالاتر ہے۔ جو کچھ حدِ احدیت
سوا متعیّن ہے ذاتِ محمدی اس کا بیان اور صفات مبہم ذاتِ احدیت میں ہیں ذا
محمدی ان کے لیے باعثِ ظہور ہے غرضیکہ جتنے بھی علوی یا سفلی انوار ہیں سب آ
کے پرتو نور سے ظہور پذیر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ذاتِ حق کی صفات کا ادراک
عرفان اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنہ ذا
سے واقفیت نہ ہو۔

قطعہ :۔ خیر الوریٰ امامِ رسل مظہرِ اتم
از خدا و ہر چہ از دمنتشی از و

آپ بہترین مخلوق امام الانبیا اور مظہر کامل ہیں۔ آپ خدا سے ہیں اور
دوسری چیزیں آپ سے ہیں۔

اُو جانِ جملہ عالم و حق جانِ جاں شمار
حق را بغیر واسطہ ذاتِ او مجُو

آپ کو تمام کائنات کی روح اور حق تعالیٰ کو جان روح سمجھو، حق تعالیٰ کو
آپ کی ذاتِ گرامی کے واسطے کے بغیر طلب مت کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا میں تخلیق کائنات کا سبب اور آخر میں بنی آدم
ہدایت کا وسیلہ ہیں، باطن میں تربیت کنندہ ارواح اور ظاہر میں تکمیل کنندہ اجسام
ارکانِ مذاہب کو منہدم کرنے والے ادیانِ سابقہ کو منسوخ کرنے والے، انگشتری
کا نگینہ اور نگینہ معرفت وشہود کا نقش ہیں، مکارمِ اخلاق کے تکمیل کرنے والے
کو درجہ کمال تک پہنچانے والے۔ وجود عدم کی منزلوں کو دیکھنے والے۔ دربارِ حد
وقدم کا سنگم، امکان ووجوب کے جامع طالب ومطلوب میں واسطہ، مملکت
کے خدیو اور حکومتِ الٰہی کے بادشاہ ہیں، حقیقت خلوت کے مظہر، صورت وحد

ہ، عالم لاہوت کے راز سربستہ، خزانہ جبروت سے واقف، ارواح ملکوتیہ کو
زگی بخشنے والے اور اجسام ناسوت کو رونق دینے والے ہیں۔ ولایت کے رہنما،
بوت کی انتہا، مظہرِ کامل، رحمتِ عالم، عقلِ اوّل، ترجمانِ اوّلین، نوروں کے
ولوں کے سُرور، سرتاپا راہنما، تمام رسولوں کے سردار، اللہ کے سب سے زیادہ
ب، سب سے زیادہ برگزیدہ سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم

ہ : شاہِ رُسل شفیع اُمم خواجہ دو کون
نورِ ہدیٰ حبیبِ خدا سیّدِ امام

"رسولوں کے بادشاہ، امتوں کے شفاعتی، دونوں جہاں کے سردار،
نورِ ہدایت، اللہ کے محبوب اور مخلوق کے سردار"

ہ : مقصود ذات اوست دگر ہا ہمہ طفیل
منظور نور اوست دگر جملگی ظلام

"آپ کی ذاتِ اقدس مقصود اصلی باقی سب طفیلی ہیں، آپ کا نور ہی
اصل ہے اور باقی سب تاریکی ہے"

ہ : برداشت از طبیعت امکاں قدم کہ آں
اسریٰ بعیدہٖ است من المسجد الحرام

آپ نے عالمِ امکاں سے اوپر قدم اٹھایا۔ جیسا کہ وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے
اس محبوب بندے کو مسجد حرام سے راتوں رات درگاہ وجوب تک جو
منتہائے عالم ہے لے گیا کہ نہ وہاں، مکان ہے نہ جہت نہ نشان اور نہ نام"

اشعار

رسولٌ کریمٌ نبیٌّ نبیلٌ ٭ رفیعٌ شفیعٌ عزیزٌ وجیہٌ

سول ہیں، کریم ہیں، نبی ہیں، عاقل کامل ہیں، بلند مرتبہ، شفاعت کرنیوالے، باعزت و وجاہت

بشیرٌ نذیرٌ سراجٌ منیرٌ ٭ رحیمٌ فخیمٌ عظیمٌ خطیرٌ

شارت دینے والے، ڈرانیوالے، چراغ روشن، رحم کرنیوالے، بلند مرتبہ صاحبِ عظمت اور عظیم المرتبت ہیں

Marfat.com

رضیٌ وصیٌ نقیٌ نقیٌ ٭ سخیٌ بھیٌ علیٌ ملیٌ

پسندیدہ، نصیحت کرنیوالے، پاک و صاف، سخاوت کرنیوالے، صاحب جمال، بلند و بالا اور بڑے غنی

عطوفٌ رؤفٌ کریمٌ رحیمٌ ٭ علیمٌ رحیمٌ سلیمٌ کلیمٌ

مہربان، شفیق، کریم، صاحبِ رحم، صاحب علم و رحمت، بے عیب اور اللہ سے گفتگو کرنے وا

خسف القمر بجماله ٭ عجز البشر بکماله

آپ کے جمال سے چاند بے نور ہو گیا ٭ انسان آپ کے کمال کے سامنے عاجز۔

نطق الحجر بجلاله ٭ صلّوا علیه وسلّموا

آپ کی عظمت سے پتھر بھی بول پڑے ٭ آپ پر درود سلام بھیجو

ملأ الخلاءَ بخیره ٭ خرق السّماءَ لسیره

آپ نے اپنی خیر و برکت سے کائنات کو بھر دیا ٭ تشریف لیجا کر آسمان کے دروازے کھول

ما ساغ ذالك لغیره ٭ صلّوا علیه وسلّموا

آپ کے سوا کسی کو یہ شرف نہیں ملا ٭ آپ پر درود و سلام بھیجو

شرق المکان بنوره ٭ سرّ الزمان بسوره

آپ کے نور سے ہر جگہ روشن ہو گئی ٭ زمانہ آپ کی آمد سے خوش ہوا

نسخ الملل بظهوره ٭ صلّوا علیه وسلّموا

تمام مذاہب آپ کے ظہور سے منسوخ ہو گئے ٭ آپ پر درود و سلام بھیجو

کشف الشبه ببیانه ٭ رفع العلیٰ بمکانه

آپ نے تمام شبہات اپنے بیان سے حل کر دیئے ٭ بلندیوں کو آپ کی وجہ سے رفعت

اکرم برفعة شانه ٭ صلّوا علیه وسلّموا

آپ کی رفعت شان سے اس کو عظمت ملی ٭ آپ پر درود و سلام بھیجو

فلتهتد والشریعة ٭ ثمّ اقتدوا بطریقته

سو آپ کی شریعت سے ہدایت حاصل کرو ٭ پھر آپ کی طریقت کی پیروی کرو

Marfat.com

فتحققوا الحقیقۃ صلوا علیہ وسلموا

پھر آپ کی حقیقت پر غور کرو آپ پر درود و سلام بھیجو

اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد واصحابہ

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کامل کے کمالات، صحابہ کرام کی تمام صفات اور ائمہ عظام کے احسانات کا حساب و شمار طاقت بشری کے امکان میں نہیں ہے درحقیقت یہ تمام حضرات دریائے نبوت کی نہریں اور آسمانِ رسالت کے چاند ہیں، جس فیض کو فروغ ملا یا جو نور دین میں ظاہر ہوا وہ انہی بزرگوں کے طفیل ہوا ان میں ہر نہر کا پانی جدا اور ہر چاند کی روشنی الگ ہے ان میں سے ہر بزرگ کتاب فضیلت کا ایک مستقل باب اور مستقل فصل ہے کوئی صدق و راستی میں مشہور ہے، کوئی عدل و انصاف میں معروف، کوئی لباسِ حیا سے مزین اور کوئی علوم بے پایاں کا ماہر، غرضیکہ خاتم نبوت کے خلفاء کا اختتام خاتم ولایت کی مہر سے ہوا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر شجر ولایت کی انتہا ہو گئی، اس شجر سے درخت طوبیٰ کی طرح بہت سی شاخیں نکل کر تمام عالم کو اپنے نور سے چمکا رہی ہے اور تمام دنیا حضرت علیؓ کے لوازم ولایت سے روشن ہو رہی ہے خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد امجاد اور اعالی نژاد رسول نے ان کمالات سے وراثتِ حقیقی اور نسبت ذاتی کے سبب پوری طرح فیض حاصل کیا اور اپنی ذاتی عصمت کی وجہ سے باطنی حکومت کا جھنڈا بلند کرتے ہوئے ظاہری حکومت کو دوسروں کے سپرد کر دیا۔

خاندان نبوت میں سے اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا قطب الاقطاب یعنی آدم کا غوث اور جن و انس کا مرجع بنا دیا حتی کہ شیخ محی الدینؒ مجدد دین ہو گئے، اگرچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال تمام اولاد میں درخشاں ہے لیکن حضرات شیخین میں اور ہی قسم کا جمال و کمال ہے اور حضرت شیخین کا جمال دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال اور ان کا کمال درحقیقت رسالت پناہ کا کمال ہے۔

اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد

Marfat.com

حمد و ثنا کے بعد فقیر حقیر خدائے قوی وقار کا عاجز بندہ ڈاکٹر خلیل احمد قادری بن شیخ قمر الدین قریشی نبیرہ خواجہ شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ بلہ شریف انڈیا عرض رساں ہے کہ اہلِ عقل و بصیرت اور باشعور حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ حالت کی بہترین اثر اندازی بلکہ افضل ترین عبادت، اہل کمال حضرات کی رفاقت اور مقربان دربار الٰہی کی مجالست ہے کیونکہ ان کی استقامت کو دیکھ کر سالک کے لیے راہ عبادت کی بڑی بڑی تکالیف آسان ہو جاتی ہیں بلکہ وہ شکوک و شبہات جو بُعد و حجاب کا سبب ہیں محض ان کی زیارت سے زائل ہو جاتے ہیں، اگر بفرضِ محال کسی آدمی میں اتنی صلاحیت و استعداد ہی نہ ہو کہ وہ کسی بزرگ کی صحبت سے استفادہ کر سکے لیکن اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ اہلِ ولایت و کمال جو وجود کی لذت اور کمال مخصوص رکھتے ہیں اپنے پاس آنے جانے والے نااہلوں کو بھی نعمت خداوندی سے نوازتے رہتے ہیں کیونکہ ایسا افادہ بھی ولایت کی ایک قسم ہے۔

لیکن جب انسان اہلِ کمال کی صحبت اور عارفوں کے دیدار جمال سے بے بہرہ ہو جائے تو اس وقت ان بزرگوں کے حالات سے باخبر رہنا بھی باعثِ ہمت افزائی اور تاریکیوں کو ختم کرنے والا ہے۔ ان کے حالات سے واقف ہونے سے بھی وہی اثر ہوتا ہے جو ان کی صحبت سے کیونکہ درحقیقت یہ بھی ان کی صحبت میں رہنے کے مترادف ہے۔ اگر حُسنِ عقیدت ہو تو ہر چیز مشاہدہ بن جاتی ہے۔ اسی وجہ سے ہر زمانے میں بزرگوں کے اخلاق و عادات کو ضبطِ تحریر میں لاکر محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ ان کو ہر محفل و مجلس میں پڑھا جاتا ہے جس سے انکار اجمال اور زیادہ مزین ہو جاتا ہے۔ اور بموجب حکم خداوندی وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرو) ان بزرگوں کے حالات کو بیان کرنا ضروری ہے جو دراصل اس عظیم نعمت کا شکر ہے اور ان بزرگوں سے عقیدت رکھنا اور محبت کرنا ضروری ہے۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں کا تذکرہ باعثِ رحمت قربت ہے اس لیے کہ عاشق کو اپنے محبوب کا تذکرہ اچھا لگتا ہے اور محبوب بھی عاشق کا ذکر پسند کرتا ہے۔ غرضیکہ ان بزرگوں کا تذکرہ ایک ایسی عبادت ہے جسے ہر آدمی محنت، دشت

Marfat.com

کے بغیر ہر حال میں ادا کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب اس طرح اسے نصیب ہو سکتا ہے۔ ویسے بھی ماضی و حال کے واقعات اور قصّے کہانیاں سننا لوگوں کی عادت میں داخل ہو گیا ہے۔ پس بزرگوں کے حالات کا سننا جو باعثِ سعادت دارین بھی ہے۔ اور زیادہ اچھا ہے تاکہ طبیعت کی یہ خواہش بھی پوری ہو جائے اور عبادت بھی ہو جائے۔ اور دوسرے یہ کہ ذاکر و مذکور میں ایک ایسی نسبت و مجنت کی ضرورت ہے جو باعثِ ذکر ہو، اور بزرگوں کے حالات و واقعات سننے سے قلب میں بہت جلد ایسی ہی ایک امتیازی نسبت حاصل ہوتی ہے اور یہ فطری بات ہے کہ بزرگوں کے حالات سُن کر ہر شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گا کہ ان کو یہ سعادتِ ابدی صرف اس لیے حاصل ہوئی کہ وہ حُسنِ عمل کے پیکر تھے۔ جس سے خود اس کے دل میں لامحالہ حسنِ عمل کی طرف قدم بڑھانے کا ایک لازوال جذبہ پیدا ہو جائے گا۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ یہ پاکیزہ ارواح ہمارے اس طرح یاد کرنے سے خوش ہوں اور اس کے عوض میں ہمیں بھی عالمِ آخرت میں یاد کر لیں اور مدد کے لیے اپنے دروازے کو طالب کے لیے کھول دیں۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی ہے کہ جب انسان بزرگوں کو خیر سے یاد کرے گا تو اس سے بھی دوسرے لوگوں کا یہ معاملہ ہو گا کیونکہ : کما تدین تدان " یعنی جیسا تم اوروں کے ساتھ معاملہ کرو گے تمہارے ساتھ بھی وہی معاملہ ہو گا۔

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا۔ وَّالْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۝ وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝

اے پروردگار مجھے عقل و حکمت عطا فرما اور مجھے زمرہ صالحین میں رکھ اور مجھے آنے والوں میں صدق بیانی عطا فرما۔ آمین۔

قطعہ : چو مَن بخیر کنم یاد رفتگاں دارم
اُمید آنکہ مرا ہم بخیر یاد کنند

جب میں گزرے ہوئے لوگوں کو خیر کے ساتھ یاد کروں گا تو اُمید ہے کہ دوسرے بھی مجھے خیر کے ساتھ یاد کریں گے۔

Marfat.com

قطعہ : چو شادی می کنم ارواح دیگراں شاید
کساں رسند مرا تیر روح شاد کنند

جب میں دوسرے کی روح کو خوش کروں گا تو ہو سکتا ہے کہ لوگ میری روح کو بھی خوش کریں۔

ان حقائق کے پیش نظر مجھ جیسے بے علم و ہنر و کتاب نادانی کے قاعدہ خواں کو یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اپنے جید بزرگوں کے مناقب و فضائل میں لب کشائی کروں اور اس سلسلے میں پیران پیر دستگیر فریاد اس بنی آدم کو وسیلہ بناؤں اس لیے کہ میری کوشش کی ابتدا و انتہا آپ پر ہے۔ اور دنیا و آخرت میں آپ کی عنایات و توجہات میرا وسیلہ ہیں۔ اگرچہ مجھ جیسا گنہگار بد کردار یہ حوصلہ نہیں کر سکتا کہ ان بزرگان دین اللہ والوں کا نام نامی اپنی زبان پر لاؤں اور خود کو ان کی تعریف بیان کرنے والوں میں شریک کروں۔ بھلا میں کہاں اور یہ پاکیزہ کام کہاں اور مجھ جیسے ناتواں ضعیف میں یہ بوجھ اٹھانے کی طاقت کہاں۔ بزرگوں کے اوصاف تو بے حساب ہیں مجھ ضعیف بے چارے میں یہ طاقت کہاں کہ ان کے حالات کو ضبط تحریر میں لاؤں۔ لیکن جذبہ دل نے بے قرار کیا اور اولیائے اکرام کی محبت نے یہ اصرار کیا کہ اپنے بزرگوں کے حالات کتب سابقہ سے تلاش کر کے عوام الناس میں پیش کروں تاکہ اس فتنوں کے دور میں لوگ اپنے مشائخ کے حالات سے بخوبی روشناس رہیں اور ان کا ذکر سن کر پڑھ کر مفت میں عبادت کا ثواب حاصل کریں۔ اس لیے دل میں یکدم خیال پیدا ہوا کہ ایک مختصر مگر جامع کتاب بنام "تذکرۃ المشائخ" پیش کروں جس میں حضرت غوث الاعظم فرد احباب قطب الاقطاب غوث الثقلین شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر الحسنی حسینی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے کے بعد پاکستان و ہند کے مشائخ کے حالات سپرد قلم کئے جائیں۔ لہذا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بعد چند بزرگوں کا تذکرہ بھی تحریر کیا جا رہا ہے تاکہ سلسلہ قادری۔ چشتیہ۔ نقشبندی اپنے بزرگوں کے حالات سے شناسائی کر کے اپنی عقیدت اور محبت میں اضافہ کریں۔

Marfat.com

بعض مقامات پر فوائد و منافع کے پیش نظر مضمون طویل کر دیا گیا ہے کیونکہ اس کے بغیر بات ادھوری رہ جاتی ہے اور بعض جگہ اختصار سے اس لیے کام لیا گیا ہے کہ اسی سے مقصود پورا ہو جاتا تھا۔

غرضیکہ اس کتاب "تذکرۃ المشائخ" کی تالیف کا مقصود سالکان راہِ طریقت اور طلبگارانِ راہِ حقیقت کو فائدہ پہنچانا ہے۔ اگر قارئین کرام یا ناظرین کو اس کتاب میں کوئی غلطی یا بھول چوک نظر آئے تو اس کی اصلاح فرما دیں کہ:
انّ اللہ لَا یُضِیعُ اجرَ المُحسنین (اللہ تعالیٰ نیکوں کاروں کا اجر ضائع نہیں فرماتے)

سب سے پہلے شیخ المشائخ غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کے واقعات سے ابتدا کر رہا ہوں غرضیکہ میری یہ مختصر تالیف فقرا کے دل خوش کرنے کی اور سالکوں کے مقصد برآری کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ میری اس سعی کو قبول فرمائے۔ آمین۔

یَا ربّ العالمین بجاہ سیّد المرسلین وَصلّی اللہ علیٰ خیرِ خلقہٖ محمّدٍ وّ اٰلِہٖ وَاصحابہٖ اجمعین الطّیّبینَ الطّاھرین۔

احقر فقیر ضعیف العباد

ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی عنہ

۱۰ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۴۲۰ھ بروز یک شنبہ (اتوار)
دن دسواں رات گیارھویں
بہ مطابق ۲۲۔ اگست سنہ ۱۹۹۹ء

Marfat.com

تسبیح

پڑھتی ہے خلق تیری پروردگار تسبیح
ہر ایک پھول تہلیل اور خار خار تسبیح
اشجار جس قدر ہیں سارے قیام میں ہیں
کرتا ہے پتہ پتہ بس بے شمار تسبیح

چوپائے جس قدر ہیں سارے قیام میں ہیں
اور قاعدہ میں کرتے ہیں کوہسار تسبیح
حشرات جس قدر ہیں سجدے میں کہہ رہے ہیں
تقدّیس اور تہلیل اور بار بار تسبیح

دریائی جانور سب سارے وحوش صحرا
اور کُل پرندے کرتے ہیں کردگار تسبیح
مشغول ہیں ملک سب اور حُور و غلماں
وردِ زبان ہے تہلیل اور ہے شعار تسبیح

سوئے گا خواب غفلت میں خلیلؔ تو کب تک
مخلوق پڑھ رہی ہے لاکھوں ہزار تسبیح

Marfat.com

میری چشم کو تر ہونے دو

خوب اشکوں سے میری چشم کو تر ہونے دو
آہِ سوزاں کی میری ان کو خبر ہونے دو

نخلِ اُمید بھی پھل لائے گا جلدی کیا ہے
پیدا اُلفت کا میرے دل میں شجر ہونے دو

تختِ شاہی ہے میرے حق میں زیارت حضورؐ کی
ان کے قدموں میں کہیں میری گذر ہونے دو

سَر کو سجدے سے بھلا کیسے اٹھائے خلیلؑ
ان کو مجھ پر ابھی رحمت کی نظر ہونے دو

Marfat.com

جانتے ہیں میرے آقا میرے مقصد کو خاص

ہے حمد و ثنا حضرت ایزد کو خاص
لاتعداد نعت سزاوار ہے احمدؐ کو خاص

حق نے معراج میں بلوایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص
نامِ نامی سے کیا عرشِ مسند کو خاص

عالمِ علوی سے رحمت کے فرشتے ہر دم
دیکھنے کے لیے آئیں تیرے مرقد کو خاص

ہوئے یاقوت کے تیار مکاں بہر حسینؓ
اور حسنؓ سے کیا محلات زمرد کو خاص

مرتبہ خُلد کا پایا ہے قدم سے تیرے
فخر حاصل ہے جہاں پر تیری سرحد کو خاص

یہ تمنا ہے میرے دل میں نبی بطحا
دیکھوں ان آنکھوں سے ہر دم تیرے گنبد کو خاص

کچھ ضروری نہیں تحریر میں لانا خلیلؔ
جانتے ہیں میرے آقا میرے مقصد کو خاص

مَحفُوظ

نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انبیاء محفوظ
اولیاء اور اصفیا محفوظ
نام جس نے لیا نبی کا سہی
حق کی رحمت میں وہ رہا محفوظ
شمع نبی کو اللہ نے
بند قندیل کر رکھا محفوظ

لوح محفوظ عرشِ اعلیٰ پر
نامِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے دِلا محفوظ
جس نے دیکھا لقائے حضرت کو
سوزشِ نار سے رہا محفوظ
نگہت زُلف کی کرامت سے
ہے نسیم و صبا سدا محفوظ
پس طفیل رسُول خلیل کو
نار دوزخ سے رکھ خدا محفوظ

Marfat.com

جس جنابِ پاک کا مداح مولیٰ ہو گیا

جب تصوّر مجھ کو روئے مصطفےٰ کا ہو گیا
صورتِ آئینہ دل کیا ہی مصفّا ہو گیا

قد بالائے نبی کا وصف جو لکھنے لگا
خامہ میرے ہاتھ میں یک شاخِ طوبیٰ ہو گیا

کونسے گلرو کے ہے رخسارِ رنگین کا خیال
سامنے آنکھوں کے باب بوستان ہو گیا

سر کے بل پہنچا جو میں ارضِ مدینہ شوق سے
تب کہیں یہ بخت ٹیڑھا اپنا سیدھا ہو گیا

نامِ پاک سیّد کونین و مقبولِ اِلٰہ
حرزِ طفلاں اور عصائے دستِ ضعیفاں ہو گیا

مجھ کو اندیشہ مضرب نہیں دجّال کے
مسکن و مادیٰ میرا شہر بطحیٰ ہو گیا

کس کو طاقت ہے لکھے اوصاف محمد صلی اللہ علیہ وسلم خلیلؔ
جس جنابِ پاک کا مداح مولیٰ ہو گیا

سیماب مُضطر ہو گیا

دیدہ خورشید بھی حسرت سے شسدر ہو گیا
آئینہ اس رخ کے آگے ایک پتھر ہو گیا

کیا ہمیں اندیشہ درد و عذاب و رنج ہو
قاسم کوثر شفیع روزِ محشر ہو گیا

وصفِ رخسارِ نبی کو جب کیا میں نے رقم
صفحہ قرطاس مثل خورشید انور ہو گیا

ہے دل شیدا کو آپ کے رخسار رنگین کا خیال
شکر حق کا کیا مجھے ربع قراں ازبر ہو گیا

اختتام پایہ تکرار و حجّت کے لیے
معجزہ شق القمر برہان اکبر ہو گیا

دیکھ کر رخسارِ انور کی صفائی خلیلؔ
آئینہ کی پشت پر سیماب مضطر ہو گیا

Marfat.com

بلا کا مجمع ہے اس دَر پہ جاں نثاروں کا

درِ حضور پہ جمگھٹا ہے جاں نثاروں کا
گذر رہو گیا وہاں دنیا کے تاجداروں کا

مٹا ہے نام زمانے سے نامداروں کا
نہیں نشاں بھی باقی ہے تاجداروں کا

ہے کون دُوسرا عالم میں شافع محشر
کہاں ہے جُز تیرے حامی گنہگاروں کا

تمہارے ہجر میں کھائے ہیں کیسے کیسے داغ
کلیجہ چیر کے دیکھو تو دِل فگاروں کا

ملائکہ چلے آتے ہیں پیشوائی کو
رسالہ خُلد کو جاتا ہے شہسواروں کا

میں ایک ادنیٰ بھکاری میری حقیقت کیا
ہے ہاتھ پھیلا تیرے دَر پہ تاجداروں کا

نہیں ہے تِل بھی تو رکھنے کی واں جگہ خالی
بلا کا مجمع ہے اس در پہ جاں نثاروں کا

رُباعی

شمع حُسنِ مصطفےٰ کا دل میرا پروانہ ہے
جان اس گلزار رخ کی بُلبُل دیوانہ ہے
جو نہیں آباد عشقِ احمدؐ مختار سے
وہ دل ناچیز و ناکام فقط ویرانہ ہے

Marfat.com

دِل کا دِل میں رہا ارمان تمنّائی کا

دل کو چارہ ہی نہیں صبر و شکیبائی کا
کاٹنا سہل نہیں ہے شبِ تنہائی کا

خُون روتا ہے تڑپتا ہے بُکا کرتا ہے
ڈھنگ سے ہے نرالا تیرے شیدائی کا

اپنے ہی نُور سے خالق نے بنایا ان کو
کیوں نہ پھر دعویٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو یکتائی کا

بن نہیں سکتا ہے وہ عاشق صادق ہرگز
عِشق بازی میں کرے دھیاں جو رسوائی کا

دُھوم کونین میں ہے تیری شہنشاہ جمیل
لامکاں پر بھی ہے شُہرہ تیری یکتائی کا

زُلف و اللّیل کی مازاغ کے سُرمہ کا سنگھار
محو اللہ ہے خود تیری خود آرائی کا

کبھی خلیلؔ کو زیارت سے مشُرف نہ کیا
دِل کا دِل میں رہا ارمان تمنائی کا

Marfat.com

جان برآید بروز ادینہ

یا نبی رحمتُ اللعالمینا
چشم و دِل کو کرو میرے بینا
مُشکِ خلدِ بریں رشک پر ہے
آپ کا کیا ہے خوشبو پسینہ
ہے عدو الٰہی وہ بے شک
جو رکھے آپ سے دل میں کینہ
التجا آپ سے ہے یہ ہر دَم
نورِ ایماں سے روشن ہو سینہ
بحرِ عصیاں کے آیا بھنور میں
ڈوبنے دو نہ میرا سفینہ
خاتمہ خیر خلیلؑ کا ہو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جان برآید بروز ادینہ[1]

---

[1] یومِ جمعہ

شیخ

ایسی دِل پر ہَے میرے تاثیر شیخ
یہ تصوّر ہَے کہ ہَے تصویر شیخ
کچھ نہیں کر سکتا ابلیس لعین
جبکہ ہو دل پر میرے تاثیر شیخ
بَن نہیں پڑتی کوئی تدبیر اب
بِن حضوری کے میں ہوں دلگیر شیخ
سَربسر پُر کر دیا اَسرار سے
جلوہ اللّٰہ ہے تنویر شیخ
جلوۂ مُرشد ہَے ہر دَم سامنے
رہتی ہے پیش نظر تصویر شیخ
صدقہ حسنین و محبوبِ خُدا
ہو گئی خُلدِ بریں جاگیر شیخ
مُرشد خلّیل ہیں وہ غوث الورٰی
پیرِ پیراں دستگیراں پیر شیخ

Marfat.com

غوثُ الاعظم قطبِ عالم پیر پیراں اَلمدد

سرکشی کرنے لگا ہے نفسِ شیطان اَلمدد
یا خدا رکھنا تو سالِم میرا ایماں اَلمدد

لُطف تو جب ہے کرم سے اپنے رکھ لے انکی لاج
ہوگیا ابتر بہت حالِ مُسلماں اَلمدد

اَلمدد جاکر نہ پھنس جائے کہیں یہ مرغِ دل
کوئی پھیلاتا ہے دام زلفِ پیچاں اَلمدد

کیجیئے امدادِ خلیلؑ آکے وقتِ جانکنی
غوثُ الاعظم۔ قطبِ عالم پیر پیراں اَلمدد

Marfat.com

مرقد کا کچھ خطر ہے نہ دھڑکا سقر کا

مانا قصور کرنا تو حصّہ بشر کا ہے
جب سر پر خاص ہاتھ میرے راہبر کا ہے
مرقد کا کچھ خطر ہے نہ دھڑکا سقر کا ہے

بخشش کرا نا رب سے شہِ بحر و بر کا ہے

جنّ و حُور و ملک جاں نثار ہیں
ہوں منتظر بُلائیں وہ کب دیکھئے حضور
جوشِ دخروشِ دل میں بہت اب سقر کا ہے

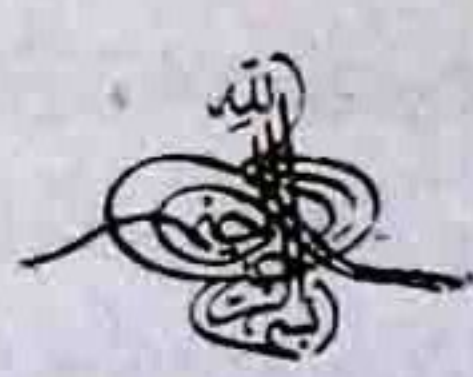
وہ نُورِ پُر ضیا میرے رشکِ قمر کا ہے

تعریفِ خُلد حضرتِ مولوی جو کرتے ہو
توشہ تو پاس ہی نہیں صوم و صلاۃ کا
اُمید عفو پر تیری مدِّ نظر کا ہے

نقشہ وہ خاص احمدِ مُرسل کے گھر کا ہے

دارِ فنا میں دیکھ کے چلنا ضرور ہے
خلیلؔ یہ راستہ بڑے خوف و خطر کا ہے

Marfat.com



①

قطب الاقطاب، فرد الاحباب، غوث اعظم، شیخ شیوخ العالم
غوث الثقلین، امام الطائفتین، شیخ الطالبین، شیخ الاسلام محی الدین

ابو محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی علیہ رحمۃ اللہ

۴۷۰ھ — ۵۶۱ھ

۴۷۱ھ

آپ اہلِ بیت میں کامل ولی اور سادات حسینہ میں بڑی بزرگی کے مالک ہیں، نسبی اعتبار سے آپ عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، قصبہ "جیل" کی طرف جسے جیلان یا گیلان بھی کہتے ہیں آپ کی نسبت ہے، آپ کی ولادت ۴۷۰ھ اور ایک روایت کے مطابق ۴۷۱ھ میں ہوئی، آپ کی عمر مبارک کے ابتدائی تینتیس ۳۳ سال درس و تدریس اور فتویٰ دینے میں اور چالیس ۴۰ سال مخلوقِ خدا کی رشد و ہدایت اور نصیحت میں صرف ہوئے، اور نوے ۹۰ سال کی عمر پاکر ۵۶۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

۵۸۸ھ میں جب کہ آپ کی عمر مبارک اٹھارہ سال کی تھی آپ بغداد میں تشریف لائے، اور اس وقت کے شیوخ، آئمہ، بزرگانِ دین اور محدثین کی خدمت کا قصد فرمایا، اول قرآن کریم کو روایت و درایت اور تجوید و قراءت کے اسرار اور رموز کے ساتھ حاصل کیا اور زمانہ کے بڑے محدثین اور اہلِ فضل و کمال و مستند علمائے کرام سے سماعِ حدیث

فرماکر علوم کی تحصیل وتکمیل فرمائی حتیٰ کہ تمام اصولی، فروعی، مذہبی اور اختلافی علوم میں عُلمائے بغداد سے ہی نہیں بلکہ تمام مُمالک اِسلامیہ کے عُلماء سے سبقت لے گئے اور آپ کو تمام عُلماء پر فوقیت حاصل ہوگئی اور سب نے آپ کو اپنا مرجع بنالیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخلوق کے سامنے ظاہر فرمایا، آپ کی مقبولیتِ تامّہ عوام وخواص کے قلوب میں ڈال دی اور آپ کو قطبیتِ کُبریٰ اور ولایتِ عظیمہ کا مرتبہ عطا فرمایا، حتیٰ کہ چاردانگ عالم کے تمام فُقہاء، عُلماء، طُلباء اور فُقراء کی توجہ آپ کے آستانہ کی جانب ہوگئی، حکمت ودانائی کے چشمے آپ کی زبان سے جاری ہوگئے، اور عالمِ ملکوت سے عالمِ دنیا تک آپ کے کمال وجلال کا شُہرہ ہوگیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ علامات قدرت وامارت، دلائل خصوصیت اور براہین کرامت آفتاب نصف النہار سے زیادہ واضح اور ظاہر فرمائے، اور بخشش کے خزانوں کی کنجیاں اور تصرفاتِ وجُود کی لگامیں آپ کے قبضۂ اقتدار ودستِ اختیار کے سُپرد فرمائیں، تمام مخلوق کے دلوں کو آپ کی عظمت ومہیبت کے سامنے سرنگوں کردیا اور اس وقت کے تمام اولیا کو آپ کے سایۂ قدم اور دائرۂ حکم میں دے دیا، کیونکہ آپ منجانب اللہ اسی پر مامُور تھے، جیساکہ آپ خود فرماتے ہیں کہ "میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے" اور تمام اولیائے وقت حاضر وغائب، قریب وبعید اور ظاہر وباطن سب کے سب آپ کے مُطیع وفرمانبردار اس وجہ سے ہوگئے کہ انہیں راندۂ درگاہ ہونے کا خوف اور زیادتیٔ مراتب کا شوق اس پر مجبور کرتا تھا، چنانچہ آپ کی ذاتِ گرامی قطبِ وقت، سلطان الوجود، امام الصدیقین، حجۃ العارفین، روحِ معرفت، قلبِ حقیقت، خلیفۃ اللہ فی الارض، وارثِ کتاب، نائبِ رسول، سلطان الطریق اور متصرف فی الوجود تھی، رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن جمیع الاولیاء۔

حلیۂ مبارک

آپ نحیف البدن، میانہ قد، کشادہ سینہ، لمبی چوڑی داڑھی، گندمی رنگ، پیوستہ ابرو، بلند آواز، پاکیزہ سیرت، بلند مرتبہ اور علمِ کامل کے حامل تھے، صاحبِ شہرت وسیرت اور خاموش طبع تھے، آپ کے کلام کی تیزی اور بلند آوازی سُننے والے کے دل میں رعب وہیبت زیادہ کرتی تھی، پر آپ کی

Marfat.com

کرامت تھی کہ مجلس میں قریب و بعید بیٹھنے والے بلے کم و کاست بغیر کسی تفاوت کے آپ کی آواز بآسانی یکساں طور پر سُن لیتے تھے، جب آپ کلام کرتے تو ہر شخص پر خاموشی چھا جاتی جب آپ کوئی حکم دیتے تو اس کی تعمیل میں سرعت و مبادرت کے سوا اور کوئی صورت نہ ہوتی، جب بڑے سے بڑے سخت دل پر نظر جمال پڑ جاتی تو وہ خشوع و خضوع اور عاجزی و انکساری کا مرقع بن جاتا، اور جب آپ جامع مسجد میں تشریف لاتے تو تمام مخلوق دُعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر درگاہ قاضی الحاجات میں دُعا کرتی۔

حکایت ایک دن آپ کو جامع مسجد میں چھینک آئی لوگوں نے چاروں طرف سے یرحمک اللہ اور یرحم ربک کی آوازیں بلند کیں، خلیفۂ وقت مستنجد باللہ نے جو محرابِ مسجد میں بیٹھا تھا پریشان ہو کر دریافت کیا کہ یہ شور کیسا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ شیخ عبدالقادر کو چھینک آئی تھی جس پر لوگوں نے انہیں دعا دی ہے۔

کمالِ علمی

منقول ہے کہ ایک دن آپ کی مجلس میں کسی قاری نے قرآن کی ایک آیت پڑھی آپ نے اس کی ایک تفسیر بیان کی، پھر دوسری پھر تیسری حتیٰ کہ حاضرین کے علم کے مطابق اس کی گیارہ تفسیریں بیان کیں، پھر دوسری تفاسیر کو شروع فرمایا حتیٰ کہ چالیس تفسیریں بیان فرمائیں اور ہر تفسیر کی سند متصل اور دلیل کی ایسی تفصیل بیان فرمائی کہ اہلِ مجلس غرقِ حیرت و تعجب ہو گئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب ہم قال کو چھوڑ کر حال میں آتے ہیں پھر آپ نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا، اس کلمۂ توحید کا زبان سے نکلنا تھا کہ حاضرین کے دل میں شورش و اضطراب موجزن ہوا اور کپڑے پھاڑ کر جنگل کا رُخ کیا۔

حکایت مشہور ہے کہ حضرت غوثِ اعظم تمام علمائے عراق کے مرجع بلکہ تمام دنیا کے طالبانِ علم کے مرکز تھے، اطراف عالم سے آپ کے پاس فتاویٰ آتے تھے جن کا غور و فکر اور مطالعۂ کتب کے بغیر فوراً آپ صحیح جواب لکھتے، بڑے سے بڑے متبحر عالم کو آپ کے خلاف ذرا سا بھی لکھنے یا کہنے کی مجال نہ ہوتی۔

Marfat.com

ایک مرتبہ عجم سے آپ کے پاس فتوی آیا جس میں تحریر تھا "سادات علماء اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے یہ قسم کھائی کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت نہ کرے کہ افراد انسانی میں سے کوئی بھی کسی بھی جگہ اس عبادت میں اس کا شریک نہ ہو تو اس کی عورت پر تین طلاقیں، اب بتائیے کہ یہ شخص کونسی ایسی عبادت کرے جس سے اس کی قسم نہ ٹوٹے" اس کا جواب لکھنے سے عراق وعجم کے تمام علماء عاجز ہو گئے تو آپ کے سامنے یہ فتویٰ پیش ہوا، آپ نے فوراً غور و فکر کے بغیر فرمایا کہ اس کے لیے خانہ کعبہ کو طواف کرنے والوں سے خالی کرا لیا جائے، پھر یہ شخص تنہا طواف کے سات چکر کرے تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی کیونکہ خانہ کعبہ کا طواف ایسی عبادت ہے کہ اس وقت انسانوں میں سے کوئی بھی اس کا شریک نہ ہوگا۔

ریاضت ومجاہدہ

طریق سلوک آپ کا طریق شدت ولزوم کے اعتبار سے بے نظیر ہے، مشائخ عصر میں سے کسی میں شدتِ ریاضت میں آپ کی برابری کرنے کی ہمت نہیں تھی، تفویض کامل، حول وقوت سے برأت، قلب وروح ونفس کی موافقت کے ساتھ مجاری تقدیر کے ماتحت بے بسی، اتحاد ظاہر وباطن، علیحدگی صفات نفس شکوک ونزاع وتشویش کے بغیر فراغت قلب وخلوص سر، اتحاد قول وفعل، لزوم اخلاص، ہر حال میں انقیاد وپیروی کتاب وسنت، ثبوت مع اللہ، خالص توحید، مقامِ عبودیت مع ملاحظۂ کمال ربوبیت، اور احکامِ شریعت کی اسرارِ حقیقت کے مشاہدہ کے ساتھ پیروی کامل آپ کا طریق تھا۔

حکایت ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ پچیس سال تک دنیا سے قطع تعلق کر کے میں عراق کے صحراؤں اور ویرانوں میں اس طرح گشت کرتا رہا کہ نہ میں کسی کو پہچانتا تھا اور نہ مجھے کوئی، رجال الغیب اور جنات کی میرے پاس آمد ورفت رہتی تھی اور میں انہیں راہ حق کی تعلیم دیا کرتا تھا۔

چالیس سال تک میں نے فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کی ہے، اور پندرہ سال تک

یہ حال رہا کہ نماز عشا کے بعد قرآن مجید اس طرح شروع کرتا کہ ایک پاؤں پر کھڑا ہو جاتا اور ایک ہاتھ سے دیوار کی میخ پکڑ لیتا، تمام شب اسی حالات میں رہتا حتی کہ صبح کے وقت قرآن کریم ختم کر دیتا، تین دن سے چالیس دن تک بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ نہ کھانے پینے کو کچھ ملا نہ سونے کی نوبت آئی۔

گیارہ سال تک "برج بغداد" میں عبادتِ الٰہی کے اندر مصروف رہا حتی کہ اس برج میں میری اس طویل اقامت کے باعث لوگ اسے "برجِ عجمی" کہنے لگے، اور اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ جب تک غیب سے کھانا نہ ملے نہ کھاؤں گا، مدت دراز تک یہی کیفیت رہی لیکن میں نے اپنا عہد نہ توڑا اور اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا اس کی خلاف ورزی نہ کی۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ سفر میں ایک شخص نے میرے پاس آکر کہا کہ اس شرط پر مجھے اپنی رفاقت میں لے لیجئے کہ صبر بھی کروں گا اور حکم کے خلاف کچھ نہ کروں گا، ایک دفعہ اس نے مجھے ایک جگہ بٹھلایا اور یہ وعدہ لے کر کہ جب تک میں نہ آؤں آپ یہاں سے نہ جائیں چلا گیا، میں ایک سال اس کے انتظار میں بیٹھا رہا لیکن وہ شخص نہ آیا، ایک سال بعد آکر مجھے اسی جگہ بیٹھا دیکھا اور پھر یہی وعدہ کر کے چلا گیا، تین مرتبہ اسی طرح ہوا۔ آخری مرتبہ وہ اپنے ساتھ دودھ اور روٹی لایا اور کہا کہ میں خضر ہوں اور مجھے حکم ہے کہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر یہ کھانا کھاؤں، چنانچہ ہم نے کھانا کھایا، فارغ ہونے کے بعد حضرت خضر نے فرمایا کہ اب اٹھیے سیر و سیاحت ختم کیجئے اور بغداد میں جا کر بیٹھ جائیے، لوگوں نے پوچھا کہ ان تین سالوں میں کھانے پینے کی کیا شکل رہی! فرمایا ہر چیز سے پیدا ہو کر زمین پر پڑا ہوا مل جاتا تھا۔

حکایت (آپ کے صاحبزادے) شیخ ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد محترم حضرت غوث اعظمؒ سے خود سنا ہے فرماتے تھے ایک سفر کے دوران میں ایسے بیابان میں پہنچا جہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا، چند روز میں نے وہاں قیام کیا لیکن پانی ہاتھ نہ آیا، جب پیاس کا غلبہ ہوا تو حق تعالیٰ شانہٗ نے ابر کا ایک ٹکڑا بھیجا، جس نے میرے اوپر سایہ کر لیا اور اس میں سے کچھ قطرات ٹپکے جنہیں پی کر تسکین

Marfat.com

ہوئی۔ اس کے بعد اچانک ایک روشنی ظاہر ہوئی جس نے پورے آسمان کا احاطہ کر لیا۔ پھر اس میں سے ایک عجیب و غریب شکل نمودار ہوئی اور آواز آئی کہ اے عبدالقادر میں تیرا پروردگار ہوں جو دوسروں پر میں نے حرام کیا وہ تیرے اُوپر حلال کرتا ہوں لہٰذا جو دل چاہے کر اور جو چاہے لے، میں نے کہا، اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، اے ملعون دُور ہو، کیا بک رہا ہے، اچانک وہ روشنی تاریکی سے بدل گئی اور وہ صورت دھواں بن کر کہنے لگی کہ اے عبدالقادر تم احکامِ خداوندی (یعنی شریعت) کے جاننے والے احوال منازلت سے واقف ہونے کی وجہ سے مجھ سے بچ گئے، میں نے ایسے ہی ستھکنڈوں اور ترکیبوں سے ستّر اہلِ طریقت کو ایسا گمراہ کر دیا ہے کہ کہیں کا نہ چھوڑا، بھلا یہ کونسا علم و ہدایت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے میں نے کہا کہ یہ سب فضل اللہ کا ہی ہے اور وہی ابتدا و انتہا میں ہدایت فرماتا ہے۔

وعظ و نصیحت

حضرت شیخ خود فرماتے ہیں کہ شروع شروع میں مجھے سوتے جاگتے کرنے اور نہ کرنے والے کام بتائے جاتے تھے اور مجھ پر کلام کرنے کا غلبہ اتنی شدّت سے ہوتا کہ میں بے اختیار ہو جاتا اور خاموشی کا یارا باقی نہ رہتا، صرف دو تین آدمی حاضر مجلس ہو کر میری بات سنتے۔ اس کے بعد میرے پاس لوگوں کا اتنا ہجوم و اجتماع ہو جاتا کہ مجلس میں جگہ باقی نہ رہتی۔ چنانچہ میں شہر کی عیدگاہ میں چلا گیا اور وعظ کہنے لگا، وہاں بھی جگہ تنگ ہو گئی تو منبر شہر سے باہر لے گئے، اور بے شمار مخلوق سوار و پیادہ آتی اور مجلس کے باہر ارد گرد کھڑی ہو کر وعظ سنتی۔ حتیٰ کہ سُننے والوں کی تعداد ستّر ہزار کے قریب پہنچ گئی۔

حکایت منقول ہے کہ آپ کی مجلس وعظ میں چار سو اشخاص قلم دوات لے کر بیٹھتے اور جو کچھ سنتے اس کو لکھتے رہتے۔ آپؒ نے فرمایا کہ شروع زمانے میں مَیں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ مجھے وعظ کہنے کا حکم فرما رہے ہیں اور میرے منہ میں انہوں نے اپنا لعابِ دہن ڈالا۔

Marfat.com

لبس میرے لیے ابواب سخن کھل گئے۔

شرکائے وعظ

مشائخ سے منقول ہے کہ حضرت شیخ جیلانیؒ جب وعظ کے لیے منبر پر بیٹھ کر الحمد للہ کہتے تو روئے زمین کا ہر غائب وحاضر ولی خاموش ہو جاتا اسی وجہ سے آپ یہ کلمہ مکرّر کہتے اور اس کے درمیان کچھ سکوت فرماتے۔ بس اولیاء اور ملائکہ کا آپ کی مجلس میں ہجوم ہو جاتا۔ جتنے لوگ آپ کی مجلس میں نظر آتے اُن سے کہیں زیادہ ایسے حاضرین ہوتے جو نظر نہیں آتے تھے۔

آپ کے ایک ہمعصر شیخ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے جنّات کی حاضری کے لیے وظیفہ پڑھا لیکن کوئی جن حاضر نہ ہوا بلکہ زمانۂ معتاد سے دیر کی، مجھے بڑی حیرانی ہوئی کہ اس تاخیر کا سبب کیا ہے، پھر ان میں سے چند جنّ حاضر ہوئے، میں نے تاخیر کا سبب دریافت کیا۔ کہنے لگے کہ حضرت شیخ عبدالقادرؒ وعظ فرما رہے تھے ہم سب وہاں حاضر تھے، اس کے بعد اگر آپ ہمیں بلائیں تو ایسے وقت نہ بلایا کریں جب حضرت شیخؒ وعظ فرما رہے ہوں کیونکہ لامحالہ ہمیں تاخیر ہو گی، میں نے کہا، تم بھی ان کی مجلس وعظ میں حاضر ہوتے ہو، کہنے لگے آدمیوں کے اجتماع سے زیادہ وہاں ہمارا اجتماع ہوتا ہے ہم میں کے اکثر قبائل اُن کے ہاتھ پر اسلام لائے اور اللہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔

روایت ہے کہ آپ کی مجلسِ وعظ یہود و نصاریٰ وغیرہ جو آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے اور ڈاکو، قزاق، اہلِ بدعت اور مذہب و اعتقاد کے وہ کچے لوگ بھی اپنی بداعمالیوں سے آپ کے سامنے توبہ کر چکے تھے ایسے لوگوں سے خالی نہ رہتی تھی، پانچ سو سے زیادہ یہود و نصاریٰ اور لاکھوں سے زیادہ دوسرے لوگ آپ کے ہاتھ پر توبہ کر چکے اور اپنی بدعملیوں سے باز آئے تھے، تو مخلوق کے دوسرے لوگوں کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے۔

روایت ہے کہ جب آپ منبر پر تشریف لاتے تو مختلف علوم کا بیان فرماتے۔

تمام حاضرین آپ کی ہیبت وعظمت کے سامنے بالکل بُت بن جاتے، کبھی اثنائے وعظ میں فرماتے کہ "قال ختم ہوا اور اب ہم حال کی طرف مائل ہوئے" یہ کہتے ہی لوگوں میں اضطراب وجد اور حال کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ کوئی گریہ و فریاد کرتا، کوئی کپڑے پھاڑ پھوڑ جنگل کی راہ لیتا اور کوئی بیہوش ہو کر اپنی جان دے دیتا۔ بسا اوقات آپ کی مجلس سے شوق، ہیبت، تصرّف عظمت اور جلال کے باعث کئی کئی جنازے نکلتے، آپ کی مجلس وعظ میں جن خوارق، کرامات، تجلیات اور عجائب وغرائب کا ظہور بیان کیا جاتا ہے وہ بیشمار ہے۔

مشہور ہے کہ آپ کی مجلسِ وعظ میں تمام اولیا و انبیأ جو زندہ تھے وہ اپنے جسموں کے ساتھ اور جو زندہ نہیں تھے وہ اپنی روحوں کے ساتھ موجود ہوتے تھے، اسی طرح آپ کی تربیت و تائید کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تجلی فرماتے تھے، علی ہذا اکثر اوقات حضرت خضر علیہ السلام بھی آپ کی مجلس میں آتے تھے اور حضرت خضر علیہ السلام کی جس ولی سے بھی ملاقات ہوئی تو وہ اُسے آپ کی مجلس میں حاضر باشی کی نصیحت فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو اپنی کامیابی چاہتا ہے اُسے اس مجلس میں ہمیشہ رہنا چاہیئے۔

روایت ہے کہ ایک روز وعظ فرما رہے تھے اچانک چند قدم ہوا پر اُڑ کر فرمایا کہ اے اسرائیلی ذرا توقف کر دو ایک محمدی کا وعظ سنو، جب آپ اپنی سابقہ جگہ واپس آئے تو لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا معاملہ تھا، فرمایا کہ ابوالعباس خضر ہماری مجلس وعظ سے تیزی سے جا رہے تھے تو میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ تیزی سے نہ جائیے۔ کچھ ہمارا وعظ بھی سُن جائیے۔

روایت ہے کہ جب حضرت شیخؒ منبر پر تشریف لاتے تو فرماتے، اے صاحبزادے ہمارے منبر پر بیٹھ جانے کے بعد حاضری میں دیر نہ کیا کرو، ولایت یہاں حاصل ہوتی ہے۔ اعلیٰ درجات یہاں ملتے ہیں۔ اے طلبگار تو بہ بسم اللہ ہمارے پاس آ، اے طالبِ عفو بسم اللہ تو بھی آ، اے اخلاص کے چاہنے والے بسم اللہ ہفتہ میں ایک بار آ، اگر ممکن نہ ہو تو مہینہ میں ایک مرتبہ، اگر یہ بھی مشکل ہو تو سال میں ایک دفعہ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک مرتبہ آ۔ اور ہزار ہا نعمتیں لے جا۔ اے عالم ہزار مہینہ کی مسافت

Marfat.com

طے کر کے میرے پاس آ اور میری ایک بات سُن جا۔ اور جب تو یہاں آئے تو اپنے عمل، زہد تقوی اور ورع کو نظر انداز کرتا کہ تو اپنے نصیب کے مطابق مجھ سے اپنا حصہ حاصل کر سکے، میری مجلس میں مقرب فرشتے، مخصوص اولیا اور رجال الغیب اس لیے آتے ہیں کہ مجھ سے بارگاہِ اقدس کے آداب تواضع سیکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے نبی اور ولی پیدا فرمائے ہیں وہ سب اگر زندہ ہیں تو اپنے جسموں کے ساتھ اور اگر زندہ نہیں ہیں تو اپنی روحوں کے ساتھ ضرور میری مجلس میں آتے ہیں۔

آپ فرماتے تھے کہ میرا وعظ ان رجال غیب کے لیے ہوتا ہے جو کوہ قاف کے ماوراء سے آتے ہیں کہ ان کے قدم دوش ہوا پر ہوتے ہیں لیکن خداوند عالم کے لیے ان کے دلوں میں آتشِ شوق و سوزشِ اشتیاق شعلہ زن ہوتی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے جس وقت مجلس میں یہ بات فرمائی اس وقت آپ کے صاحبزادے سید عبدالرزاق منبر کے پاس آپ کے پاؤں کے قریب بیٹھے، انہوں نے سر اُوپر اُٹھایا، تھوڑی دیر ان پر حیران رہ کر بیہوش ہو گئے، اور اُن کے لباس و دستار میں آگ لگ گئی، حضرت شیخؒ منبر سے اترے اور آگ بُجھائی اور فرمایا کہ اے عبدالرزاق تم بھی اُن میں سے ہو، مجلس ختم ہونے کے بعد آپ نے شیخ عبدالرزاق سے اس حالت کی کیفیت دریافت فرمائی، انہوں نے جواب دیا کہ میں نے آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا تو مجھے رجال الغیب ساکت و مدہوش کھڑے ہوئے اس طرح نظر آئے کہ تمام آسمان ان سے بھرا ہوا ہے اور ان کے کپڑوں میں آگ لگی ہوئی ہے، ان میں سے بعض شور و غوغا کر رہے ہیں، بعض وجد و حال میں مست ہیں اور بعض اپنی جگہ اور بعض زمین پر گرے پڑے ہیں۔

روایت ہے کہ آپ کے ایک ہم عصر شیخ جن کا نام صدقہؒ تھا آپ کی خانقاہ میں آئے، دوسرے مشائخ بھی آپ کے باہر تشریف لانے کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے اچانک حضرت شیخؒ تشریف لائے اور سیدھے منبر پر چلے گئے، نہ تو آپ نے کچھ فرمایا اور نہ قاری سے کسی آیت کی تلاوت کو فرمایا لیکن لوگوں میں عجیب بے انتہا مستی و شورش پیدا ہو گئی، شیخ صدقہ نے اپنے دل میں کہا کہ تعجب ہے نہ شیخ نے کچھ فرمایا نہ

قاری نے کچھ پڑھا پھر یہ وجد و حال کہاں سے پیدا ہو گیا اور یہ حالت کیسے ہو گئی، حضرت شیخ رح نے شیخ صدقہ کی جانب دیکھ کر فرمایا کہ شیخ صاحب! میرا ایک مرید اسی وقت بیت المقدس سے یک قدم یہاں پہنچا ہے اور میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے، تمام اہلِ مجلس اسی کی ضیافت میں لگے ہوئے ہیں شیخ صدقہ رح نے پھر اپنے دل میں کہا کہ جو شخص بیت المقدس یک قدم یہاں پہنچ سکتا ہے وہ کس چیز سے توبہ کرے گا، اور اُسے پیر و مرشد کی کیا ضرورت؟ حضرت شیخ رح نے پھر اُن کو دیکھ کر فرمایا کہ شیخ صاحب! ہوا میں اُڑنے والے بھی اس لیے توبہ کرتے ہیں کہ باز آجائیں، اور وہ مجھ سے محبتِ الٰہی کا طریق سیکھنے کے خواہاں ہیں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں شمشیر برہنہ اور چڑھی ہوئی کمان ہوں، میرا تیر نشانہ پر لگنے والا، میرا نیزہ بے خطا اور میرا گھوڑا بے زین ہے میں عشقِ خداوندی کی آگ، حال و احوال کا سلب کرنے والا، دریائے بیکراں، رہنمائے وقت اور غیروں سے باتیں کرنے والا ہوں۔

ایک دفعہ آپ نے کیفیتِ حال میں فرمایا کہ میں ہوں محفوظ اور میں ہوں ملحوظ، اے روزہ دارو، اے شب بیدارو، اے پہاڑوں پر بیٹھنے والو، خدا کرے تمہارے پہاڑ بیٹھ جائیں اور اے خانقاہ نشینو، خدا کرے تمہاری خانقاہیں زمین دوز ہو جائیں، حکم خدا کے سامنے آؤ۔ میرا حکم خدا کی طرف سے ہے۔ اے رہروانِ منزل، اے ابدال، اے اقطاب و اوتاد اے پہلوانو، اور اے جوانو! آؤ اور دریائے بیکران سے فیض حاصل کر لو۔ عزت پروردگار کی قسم تمام نیک بخت اور بد بخت میرے سامنے پیش کیے گئے اور میری نظر لوحِ محفوظ میں جمی ہوئی ہے میں دریائے علم و مشاہدۂ الٰہی کا غوطہ خور ہوں میں تم سب پر اللہ کی حجت رسول کا نائب اور اس کا دین میں وارث ہوں، پھر فرمایا کہ انسانوں کے بھی پیر ہیں، جنات اور فرشتوں کے بھی لیکن میں تمام پیروں کا پیر ہوں۔

روایت روایت ہے کہ حضرت شیخ جیلانی رح اپنے مرض الموت میں فرماتے تھے کہ میرے اور تمہارے درمیان کوئی نسبت نہیں۔ میرے اور مخلوق کے درمیان زمین و آسمان کا سا فرق ہے مجھے کسی پر اور کسی کو مجھ پر قیاس نہ کرنا، فرماتے تھے کہ میری تخلیق تمام امور سے بالا ہے اور میں لوگوں کی عقل سے ماورا ہوں، اے زمین کے مشرق و مغرب کے اور اے آسمان کے رہنے

Marfat.com

والو! حق تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَاَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ"

مَیں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے

مَیں اُن میں سے ہُوں جنہیں خدا جانتا ہے تم نہیں جانتے، مجھ سے دن اور رات میں ستّر بار کہا جاتا ہے:

"اَنَا اخْتَرْتُكَ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ"

"یعنی مَیں نے تجھے پسند کر لیا، اور تاکہ تو پرورش پائے میری آنکھوں کے سامنے"

مجھ سے کہا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر میرے اس حق کی جو تجھ پر ہے تجھے قسم ہے ذرا بات تو کر تاکہ سُنی جائے، مجھ سے کہا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر تجھے میرے اس حق کی قسم جو تیرے اُوپر ہے کھا اور پی اور بات کر، مَیں نے تجھے قسم توڑنے سے مامون بنا دیا، خدا کی قسم جب تک مجھے حکم نہ ہو نہ کچھ کرتا ہوں نہ کچھ کہتا ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ جب میں تم سے کوئی بات کہوں تو تم پر اس کی تصدیق ضروری ہے۔ کیونکہ میری بات ایسی یقینی ہے جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں، گویا جب مجھے حکم ہوتا ہے تو مَیں کہہ دیتا ہوں، جب مجھے دیا جاتا ہے تو بخشش کر دیتا ہوں اور جب مجھے امر ہوتا ہے تو کر لیتا ہوں، ذمہ داری تو اس پر ہے جس نے مجھے حکم کیا ہے (کیونکہ قاعدہ ہے) الدیۃ علی العاقلۃ (یعنی خون بہا رشتہ داروں پر ہے) میری تکذیب تمہارے لیے زہر قاتل ہے، دین کے لیے اور دُنیا و آخرت کی تباہی کا سبب ہے میں تلوار باز اور قاتل ہوں اور اللہ تمہیں ڈراتا ہے، اگر شریعت نے میرے منہ میں لگام نہ ڈالی ہوتی تو میں تمہیں بتا دیتا کہ تم نے گھر میں کیا کھایا ہے اور کیا رکھا ہے، میں تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہوں کیونکہ تم میری نظر میں شیشہ کی طرح ہو۔

روایت ہے کہ حضرت شیخ آخری ایام میں بہت ہی نفیس لباس زیب تن فرماتے تھے، ایک روز آپ کا ایک خادم ابوالفضل بزاز کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے وہ کپڑا چاہیئے جو ایک اشرفی گز ہو، نہ کم نہ زیادہ، اس نے پوچھا کہ کس کے لیے خریدتے ہے

ہو خادم نے جواب دیا کہ اپنے آقا شیخ عبدالقادر جیلانی کے لیے، بزاز کے دل میں خیال گزرا کہ حضرت شیخؒ نے تو بادشاہ کے لیے بھی کپڑا نہ چھوڑا، ابھی اس کے دل میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ غیب سے ایک کیل اس کے پاؤں میں چبھ گئی اور ایسی کہ مرنے کے قریب ہو گیا، لوگوں نے اس کے نکالنے کی بہت کوشش کی لیکن کچھ نہ ہو سکا، آخر اس بزاز کو اُٹھا کر حضرت شیخؒ کی خدمت میں لائے، آپ نے فرمایا کہ اے ابوالفضل تم نے اپنے دل میں ہم پر کیوں اعتراض کیا تھا، پروردگار کی قسم میں نے یہ کپڑا اس وقت تک پہننے کا ارادہ نہیں کیا جب تک مجھ سے یہ نہیں کہا گیا کہ تجھے اس حق کی قسم جو میرا تیرے اوپر ہے وہ کپڑا پہن جو ایک اشرفی فی گز ہو، اے ابوالفضل یہ کپڑا میّت کا کفن ہے اور میت کا کفن اچھا ہوتا ہے، یہ ہزار موت کے بعد ملا ہے اس کے بعد آپ نے اپنا دستِ مبارک تکلیف کے مقام پر رکھا تو جو کچھ تکلیف تھی سب ایسی رفع ہو گئی گویا کچھ تھا ہی نہیں، پھر فرمایا کہ اس نے جو ہم پر اعتراض کیا وہ کیل کی شکل اختیار کر گیا، اور اُسے جتنی تکلیف پہنچنی تھی پہنچ گئی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ

کرامات

حضرت شیخ کی وہ کرامتیں جو ہر وقت ظاہر ہوتی رہتی تھیں ان کا احاطہ و شمار قوت تقریر و تحریر سے باہر ہے، اور یقین جانو کہ اس میں بناوٹ اور مبالغہ آرائی نہیں کیونکہ آپ کی ذات اقدس بچپن اور جوانی سے ہی مظہر کرامات ہے، اور نوّے سال تک جو آپ کی عمر ہے آپ سے ہمیشہ مسلسل کرامتوں کا ظہور ہوتا رہا ہے۔

روایت ہے کہ آپ پیدائش کے بعد رمضان میں دن کے وقت اپنی والدہ کا دودھ نہیں پیتے تھے، حتیٰ کہ سب میں مشہور ہو گیا کہ سادات کے فلاں گھرانے میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتا۔

روایت ہے کہ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ آپ "ولی اللہ" ہیں، فرمایا کہ دس سال کی عمر تھی جب میں مدرسہ جاتا تو راستہ میں فرشتوں کو اپنے اردگرد چلتے ہوئے دیکھتا اور جب مکتب میں پہنچ جاتا تو فرشتوں کو

Marfat.com

یہ بات بچوں سے کہتے ہوئے سنتا کہ اے بچّو! اللہ کے ولی کے لیے جگہ کشادہ کرو۔

ایک روز مجھے ایسا شخص دکھائی دیا جو پہلے کبھی نظر نہ آیا تھا۔ اس نے ایک فرشتہ سے پوچھا کہ یہ بچہ کون ہے جس کی تم اتنی تعظیم کر رہے ہو۔ فرشتہ نے جواب دیا کہ یہ اللہ کا ایک ولی ہے جس کا بہت بڑا مرتبہ ہوگا۔ اس راہ میں یہ وہ شخص ہے کہ جسے بے حساب عطا یا، بے حجاب تمکین واقتدار اور بغیر حجّت تقرّب ملے گا۔ چالیس سال کے بعد میں نے پہچانا کہ وہ شخص اپنے وقت کے ابدال میں تھا۔

آپؒ نے فرمایا کہ میں چھوٹا سا تھا۔ ایک روز عرفہ کے دن شہر سے باہر آیا اور کھیتی باڑی کے ایک بیل کی دُم پکڑ کر بھاگنے لگا۔ بیل نے پلٹ کر مجھے دیکھا اور کہا، اے عبدالقادر تجھے اس کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے نہ اس کا حکم دیا ہے، ترساں ولرزاں میں اپنے گھر واپس آیا، اور مکان کی چھت پر پہنچ گیا تو وہاں سے لوگوں کو میدان عرفات میں کھڑے ہوئے دیکھا، بس میں اپنی والدہ کی خدمت میں آکر کہنے لگا کہ مجھے تحصیل علم کی اور زیارتِ اولیاء کے لیے بغداد جانے کی اجازت دیجیے۔

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی میں نے چھوٹے بچّوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کیا تو یہ آواز آئی کہ اے بابرکت ہستی ہمارے پاس آؤ۔ یہ آواز سُن کر خوف کی وجہ سے دوڑتا ہوا اپنی والدہ کی گود میں آکر چھپ جاتا، اور اب بھی اپنی خلوت میں یہ آواز سُنتا ہوں۔

روایت ہے کہ شیخ علی بن ہیتیؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنے زمانہ میں شیخ عبدالقادرؒ سے زیادہ کرامت والا کوئی نہیں دیکھا، جس وقت جس کا دل چاہتا آپ کی کرامت کا مشاہدہ کر لیتا اور کرامات کبھی آپ سے ظاہر ہوتیں کبھی آپ کے بارے میں اور کبھی آپ کی وجہ سے۔

روایت ہے کہ شیخ ابو مسعود احمد بن ابو بکر خزیمی اور شیخ ابو عمرو عثمان صرنفنی نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ کی کرامتیں اس ہار کی طرح ہیں جس جواہر تہ برتہ ہیں کہ ایک کے بعد دوسرا ہے، ہم میں سے جو بکثرت روزانہ آپ کی کرامتوں کو شمار کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی بادشاہِ طریقت اور

Marfat.com

موجودات میں تصرّف کرنے والے تھے اور منجانب اللہ آپ کو تصرف کرامتوں کا ہمیشہ اختیار حاصل رہا۔

امام عبداللہ یافعیؒ کا بیان ہے کہ آپ کی کرامتیں حدّ تواتر تک پہنچ گئی ہیں اور بالاتفاق سب کو اس کا علم ہے، دنیا کے کسی شیخ میں ایسی کرامتیں نہیں پائی گئیں۔

غرض کہ آپ سے لاتعداد کرامتیں ظاہر ہوئیں، مخلوقات کے ظاہر و باطن میں تصرّف کرنا، انسان اور جنّات پر آپ کی حکمرانی، لوگوں کے راز اور پوشیدہ اُمور سے واقفیت، عالمِ ملکوت کے بواطن کی خبر، عالم جبروت کے حقائق کا کشف، عالمِ لاہوت کے سربستہ اسرار کا علم، مواہب غیبیہ کی عطا، باذنِ الٰہی حوادثِ زمانہ کا تصرّف و انقلاب، مارنے اور جِلانے کے ساتھ متصف ہونا، اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنا، مریضوں کی صحت، بیماروں کی شفا، طے زمان و مکان، زمین و آسمان پر اجرائے حکم، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، لوگوں کے تخیل کا بدلنا، اشیاء کی طبیعت کا تبدیل کر دینا، غیب کی اشیاء کا منگانا، ماضی و مستقبل کی باتوں کا بتلانا، اور اسی طرح کی دوسری کرامات مسلسل اور ہمیشہ عام و خاص کے درمیان آپ کے قصد و ارادہ سے بلکہ اظہار حقانیت کے طریقہ پر ظاہر ہوئیں، اور مذکورہ کرامتوں میں سے ہر ایک سے متعلق اتنی روایات و حکایات ہیں کہ زبان و قلم ان کے احاطہ سے قاصر ہیں، مشائخ نے اس پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں لیکن امام عبداللہ یافعیؒ کی کتابیں ان سے پُر ہیں۔

وہ مشائخ و اقطابِ وقت بلکہ بعض مشائخ متقدمین جنہوں نے کشف و الہام کے ذریعہ آپ کے وجود مبارک کی خبر دی وہ بھی آپ کی تعظیم و تکریم، بلندیٔ مرتبہ عظمت شان کے معترف ہونے کے ساتھ آپ کی اطاعت و فرمانبرداری اور آپ کے قول "میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے" کی سچائی کا یقین کرنے اور آپ کو منجانب اللہ مامور سمجھنے میں اتنا آگے تھے جس سے زیادہ کا تصوّر ممکن نہیں

اخلاق

آپ کے اخلاق وعادات اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کا نمونہ اور اِنَّکَ لَعَلٰی ھُدًی مُّسْتَقِیْمٍ کا مصداق تھے، آپ اتنے عالی مرتبت، جلیل القدر وسیع العلم ہونے اور شان وشوکت کے باوجود ضعیفوں میں بیٹھتے فقیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے۔ بڑوں کی عزّت چھوٹوں پر شفقت فرماتے، سلام کرنے میں پہل کرتے اور طالبِ علموں اور مہمانوں کے ساتھ کافی دیر بیٹھتے، بلکہ ان کی لغزشوں اور گستاخیوں سے درگزر فرماتے، اگر آپ کے سامنے کوئی جھوٹی قسم بھی کھاتا تو آپ اس کا یقین فرمالیتے اور اپنے علم وکشف کو ظاہر نہ فرماتے، اپنے مہمان اور ہمنشین سے دوسروں کی بہ نسبت انتہائی خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے، آپ کبھی نافرمانوں، سرکشوں، ظالموں اور مالداروں کے لیے کھڑے نہ ہوتے نہ کبھی کسی وزیر و حاکم کے دروازے پر جاتے، القصہ مشائخ وقت میں سے کوئی بھی حسنِ خلق، وسعتِ قلب، کرم نفس، مہربانی اور عہد کی نگہداشت میں آپ کی برابری نہیں کرسکتا تھا۔

روایت ہے کہ ایک روز آپ خلوت میں بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے آپ کے لباس ودستار پر چھت سے مٹی گری، تین مرتبہ تو آپ نے مٹی کو جھاڑ دیا، چوتھی مرتبہ آپ نے نظر اُٹھا کر اوپر دیکھا تو ایک چوہا چھت کاٹ رہا ہے۔ محض نظر پڑنے سے ہی چوہے کا سر ایک طرف اور دھڑ دوسری طرف گرا، آپ لکھنا چھوڑ کر رونے لگے، راوی کہتا ہے کہ میں نے رونے کا سبب دریافت کیا، فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کسی مسلمان سے میرے دل کو تکلیف پہنچے اور اس کی بھی وہی حالت ہو جو اس چوہے کی ہوئی۔

ایک روز آپ مدرسہ میں وضو کر رہے تھے اچانک ایک چڑیا نے ہوا میں اُڑتے ہوئے آپ کے لباس پر بیٹ کردی، آپ کے نظر اُٹھاتے ہی وہ چڑیا زمین پر گری، وضو سے فارغ ہو کر لباس سے بیٹ کو دھویا اور جسم سے اُتار کر فرمایا کہ اسے لے جا کر فروخت کردو اور اس کی قیمت فقیروں کو خیرات کردو کہ اس کا یہی بدلہ ہے۔

Marfat.com

روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنی شہرت کے زمانہ میں حج کے ارادہ سے نکلے، جب بغداد کے قریب ایک موضع میں جس کا نام حلّہ تھا پہنچے تو حکم دیا کہ یہاں کوئی ایسا گھر تلاش کرو جو سب سے زیادہ ٹوٹا پھوٹا اور اجڑا ہوا سا ہو، ہم اس میں قیام کریں گے، اگرچہ وہاں کے امیروں اور رئیسوں نے بڑے اچھے اچھے مکانات آپ کے سامنے قیام کرنے کے لیے پیش کئے لیکن آپ نے انکار فرما دیا، تلاش بسیار کے بعد ایسا ایک مکان مل گیا جس میں بڑھیا بڑھا اور ایک بچی تھی آپ نے بڑے میاں سے اجازت لے کر اس مکان میں گزاری، اور وہ تمام نذرانے اور ہدایا جو نقد و جنس اور حیوانات کی صورت میں آپ کو پیش کیے گئے آپ نے یہ کہہ کر کہ میں اپنے حق سے دستبردار ہوتا ہوں وہ تمام کے تمام بڑے میاں کو دے دیئے، حاضرین نے بھی آپ کی موافقت میں تمام مال و اسباب ان بڑے میاں کو دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بوڑھے کو آپ کے مبارک قدموں کی برکت سے ایسی دولت عطا فرمائی کہ اُن اطراف میں کسی کو نہ ملی۔

روایت ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک تاجر نے آکر عرض کیا کہ میرے پاس ایسا مال ہے جو زکوٰۃ کا نہیں اور میں اسے فقراء و مساکین پر خرچ کرنا چاہتا ہوں لیکن مستحق و غیر مستحق کو نہیں پہچانتا، آنجناب جس کو مستحق سمجھیں دے دیں، آپ نے جواب دیا کہ مستحق و غیر مستحق میں سے جس کو چاہو دے دو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی وہ چیز دیں دے جس کے تم مستحق ہو اور جس کے مستحق نہیں ہو۔

روایت ہے کہ آپ نے ایک روز ایک فقیر کو شکستہ خاطر ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا دیکھا دریافت فرمایا کہ کس خیال میں ہو اور کیا حال ہے، عرض کیا کہ میں دریا کے کنارے گیا تھا، ملاح کو دینے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں تھا کہ کشتی میں بیٹھ کر پار اُتر جاتا، ابھی اس فقیر کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ ایک شخص نے تیس اشرفیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی آپ کی نذر کی، آپ نے وہ تھیلی فقیر کو دے کر فرمایا کہ اسے لے جا کر ملاح کو دیدو۔

بعض مشائخِ وقت نے آپ کے اوصاف میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادرؒ بڑے بارونق، ہنس مکھ، خندہ رو، بڑے شرمیلے، وسیع الاخلاق، نرم طبیعت کریم الاخلاق پاکیزہ اوصاف

Marfat.com

اور مہربان و شفیق تھے جلیس کی عزت کرتے اور مغموم کو دیکھ کر امداد فرماتے ہم نے آپ جیسا فصیح و بلیغ کسی کو نہیں دیکھا۔

بعض مشائخ نے اس طرح وصف بیان فرمایا ہے کہ حضرت شیخ محی الدین رحمہ اللہ تعالیٰ بکثرت رونے والے، اللہ سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے، آپ کی ہر دُعا فوراً قبول ہوتی۔ نیک اخلاق، پاکیزہ اوصاف، بدگوئی سے بہت دُور بھاگنے والے اور حق کے سب سے زیادہ قریب تھے، احکامِ الٰہی کی نافرمانی میں بڑے سخت گیر تھے لیکن اپنے اور غیر اللہ کے لیے کبھی غصہ نہ فرماتے، کسی سائل کو اگر چہ وہ آپ کے بدن کے کپڑے ہی لے جائے واپس نہ فرماتے، توفیق خداوندی آپ کی رہنما اور تائید ایزدی آپ کی معاون تھی، علم نے آپ کو مہذب بنایا، قرب نے آپ کو مؤدب بنایا، خطابِ الٰہی آپ کا مشیر اور ملاحظۂ خداوندی آپ کا سفیر تھا، انسیت آپ کی ساتھی اور خندہ روئی آپ کی صفت تھی، سچائی آپ کا وظیفہ فتوحات آپ کا سرمایہ، بردباری آپ کا فن، یادِ الٰہی آپ کا وزیر، غور و فکر آپ کا مونس، مکاشفہ آپ کی غذا اور مشاہدہ آپ کی شفا تھے، آدابِ شریعت آپ کا ظاہر اور اوصافِ حقیقت آپ کا باطن تھا۔ رضی اللہ عنہ وعن جمیع الصالحین وعن مجیبہم اجمعین۔

اصحابِ ارادت و انتساب

حضرت شیخ جیلانیؒ کے مریدین و منسلکین کی فضیلت بھی بے انتہا ہے اور کیوں نہ ہو کہ آقا کی فضیلت سے خادم میں بھی فضیلت آتی ہے، چنانچہ ایک شیخ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، عرض کیا، یا رسول اللہؐ! دعا فرمایئے کہ مجھے قرآن کریم اور آپؐ کی سنّت پر موت آئے، آپؐ نے ارشاد فرمایا، ایسا ہی ہوگا، اور کیوں نہ ہو جب کہ تمہارے شیخ شیخ عبدالقادر ہیں، وہ شیخ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ دو عالم سے تین مرتبہ یہی درخواست کی، اور آپؐ نے یہی ارشاد فرمایا۔ یہ واقعہ طویل اور عجیب ہے اختصاراً اتنا ہی ذکر کیا گیا ہے۔

روایت : ہے کہ مشائخ کی ایک جماعت نے فرمایا، کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ

Marfat.com

نے قیامت تک اپنے مریدوں کے سلسلہ میں اس بات کی ذمہ داری لی ہے کہ ہر ایک کی موت توبہ پر آئے گی۔

روایت ہے کہ آپؒ سے ایک مرتبہ مشائخ نے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو آپ کی طرف منسوب کرے لیکن بیعت نہ کرے اور نہ آپ کے ہاتھ سے خرقہ پہنے تو وہ آپ کے مریدین میں شمار اور ان جیسے فضائل حاصل کرنے والا ہوگا یا نہیں؟ ارشاد فرمایا، جو شخص خود کو میری طرف منسوب کرے اور مجھ سے عقیدت رکھے تو حق تعالیٰ اُسے قبول فرمالے گا اور اس پر رحمت فرمائے گا اور اگر چہ اس کا طریق مکروہ ہو اُسے توبہ کی توفیق بخشے گا ایسا شخص میرے مریدوں میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے وعدہ فرمالیا ہے کہ میرے مریدوں، سلسلہ والوں، میرے طریق کا اتباع کرنے والوں اور میرے عقیدت مندوں کو جنّت میں داخل فرمائے گا۔

نیز آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک لکھا ہوا دفتر دیا جس میں قیامت تک آنے والے میرے احباب اور مریدوں کے نام درج تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سب کو میں نے تیری وجہ سے بخش دیا۔

آپؒ نے فرمایا کہ میں نے داروغۂ جہنم سے جن کا نام مالک ہے دریافت کیا میرے مریدوں میں سے تمہارے پاس کوئی ہے، جواب دیا، عزت پروردگار کی قسم کوئی بھی نہیں، دیکھو میرا دستِ حمایت میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسے آسمان زمین کے اوپر، اگر میرا مرید اچھا نہیں تو کیا ہوا، میں تو اچھا ہوں، جلالِ پروردگار کی قسم جب تک میرے تمام مرید بہشت میں نہیں چلے جائیں گے میں بارگاہِ خداوندی میں نہیں جاؤں گا، اور اگر مشرق میں میرے ایک مرید کا پردۂ عفت گر رہا ہو اور میں مغرب میں ہوں تو یقیناً میں اس کی پردہ پوشی کروں گا۔

روایت شیخ عدی بن مسافر نے فرمایا کہ دوسرے مشائخ کے مرید اگر مجھ سے خرقہ طلب کرتے ہیں تو بلا تامل دے دیتا ہوں، لیکن حضرت شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ کے مریدوں کو دینے کی ہمت نہیں ہوتی، کیونکہ آپ کے مرید دریائے رحمت میں غرق ہیں اور قاعدہ ہے کہ کوئی شخص دریا کو چھوڑ کر ستادہ اور سبیل کی طرف نہیں آتا۔

روایت حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ حسین بن منصور حلاّج کے زمانہ میں کوئی اُن کی دستگیری کرنے والا اور جس لغزش میں وہ بتلا ہوئے اس سے کوئی بچانے والا نہیں تھا، اگر میں اُن کے زمانے میں ہوتا تو اُن کی دستگیری کرتا اور نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ قیامت تک میں اپنے مریدوں کی دستگیری کرتا رہوں گا اگرچہ وہ سواری سے گرے اور فرمایا کہ ہر طویلہ میں میرا ایک ناقابل مقابلہ سانڈ اور ایک ناقابل مسابقت گھوڑا رہتا ہے، اور فرمایا کہ ہر لشکر پر میرا ایسا تسلّط ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کرتا اور ہر منصب میں ایسا خلیفہ ہے جسے ہٹایا نہیں جا سکتا۔

فرمایا کہ جب بھی اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگو تو میرے وسیلہ سے مانگو تاکہ مراد پوری ہو اور فرمایا جو کسی مصیبت میں میرے وسیلہ سے امداد چاہے تو اس کی مصیبت دور ہو جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے اسے کشادگی حاصل ہو۔ اور جو میرے وسیلہ سے اللہ کے سامنے اپنی مرادیں پیش کرے تو پوری ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور میرا نام لے کر اللہ سے دُعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کی حاجت برآری کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ گیارہ قدم عراق کی جانب چل کر میرا نام لے کر دعا مانگے تو دُعا قبول ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

Marfat.com

(۲)

حضرت خواجہ معین الدین حسن الحسینی سنجری قدس سرہٗ

۵۲۷ ـــــــــــــــــــــــــــــــ ۶۳۳ھ

آپ برصغیر ہندو پاک میں بڑے بڑے مشائخ کے سرحلقہ اور سلسلہ چشتیہ کے بانی ہیں، بیس ۲۰ سال تک سفر و حضر میں خواجہ عثمان ہارونیؒ کی خدمت میں رہے، اور آپ کے سونے کے لباس کی نگرانی فرماتے تھے، خواجہ عثمان نے اس کے بعد نعمتِ خلافت سے آپ کو نوازا۔

آپ پتھورا رائے کے دورِ حکومت میں اجمیر (ہندوستان) تشریف لائے اور عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گئے، پتھورا رائے اس زمانہ میں اجمیر میں ہی مقیم تھا۔ ایک روز اس نے آپ کے ایک مسلمان عقیدت مند کو کسی وجہ سے ستایا، وہ بیچارا آپ کے پاس فریاد لے کر پہنچا، آپ نے اس کی سفارش میں پتھورا رائے کے پاس ایک پیغامبر بھیجا، لیکن اس نے آپ کی سفارش قبول نہ کی اور کہنے لگا کہ یہ شخص یہاں آکر بیٹھ گیا ہے اور غیب کی باتیں کرتا ہے جب خواجہ اجمیریؒ کو یہ بات معلوم ہوئی، تو ارشاد فرمایا کہ ہم نے پتھورا کو زندہ گرفتار کر کے حوالہ کر دیا، اسی زمانہ میں سلطان معز الدین سام عرف شہاب الدین غوری کی فوج غزنی سے پہنچی، پتھورا لشکر اسلام سے مقابلہ کے لیے آیا اور سلطان معز الدین کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا، اسی تاریخ سے اس ملک میں اسلام پھیلا اور کفر کی جڑیں کٹ گئیں۔

مشہور ہے کہ خواجہ اجمیریؒ کی وفات کے بعد آپ کی پیشانی پر یہ نقش ظاہر ہوا کہ حبیب اللہ مات فی حب اللہ (یعنی اللہ کا حبیب اللہ کی محبت میں دنیا سے گیا)

روایت بعض کے نزدیک حضرت خواجہ کی وفات ۶ رجب ۶۳۳ھ اور بعض کے نزدیک ماہ ذی الحجہ میں ہوئی لیکن پہلا قول صحیح ہے، اور اجمیر میں جہاں آپ کی اقامت تھی وہیں مزار ہوا۔

Marfat.com

آپ کا مزار مبارک ابتداءً اینٹوں سے بنایا گیا، پھر اس کو علی حالہ باقی رکھ کر پتھر کا ایک صندوق اس کے اُوپر بنایا، اسی وجہ سے آپ کے مزار میں بلندی پیدا ہوگئی، سب سے پہلے آپ کے مزار کی عمارت خواجہ حسین ناگواری نے بنوائی۔ اس کے بعد دروازہ اور خانقاہ مندرجہ کے کسی بادشاہ نے تعمیر کرائے۔

کلام

آپ کے کلام و ملفوظات دلیل العارفین میں حضرت خواجہ بختیار کاکی اوشی نے جمع کر دیئے ہیں اس میں تحریر ہے کہ آپ نے فرمایا:

(۱) عاشق کا دل محبت کی آگ میں جلتا رہتا ہے، لہذا جو کچھ بھی اس دل میں آئے گا جل جائے گا اور نابود ہو جائے گا، کیونکہ آتش محبت سے زیادہ تیزی کسی آگ میں نہیں۔

(۲) فرمایا بہتی ندیوں کا شور سنو، کس طرح شور کرتی ہیں۔ لیکن جب سمندر میں پہنچتی ہیں بالکل خاموش ہو جاتی ہیں۔

(۳) فرمایا ـــــ مَیں نے خواجہ عثمان ہارونیؒ کی زبان سے خود سُنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے اولیا بھی ہیں کہ اگر اس دنیا میں ایک لمحہ بھی اس سے حجاب میں آجائیں تو نیست و نابود ہو جائیں۔

(۴) فرمایا ـــــ مَیں نے خواجہ عثمان ہارونیؒ کی زبان سے سُنا ہے، فرماتے تھے کہ جس شخص میں تین باتیں ہوں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ اُسے دوست رکھتا ہے، اوّل سمندر کی جیسی سخاوت، دوم، آفتاب جیسی شفقت، سوم، زمین جیسی تواضع۔

(۵) فرمایا ـــــ نیک لوگوں کی صحبت نیکی کرنے سے بہتر اور بُرے لوگوں کی صحبت بدی کرنے سے بدتر ہے۔

(۶) فرمایا ـــــ مرید اپنی توبہ میں اس وقت راسخ اور قائم سمجھا جائے گا جب کہ اس کی بائیں طرف والے فرشتہ نے بیس سال تک اس کا ایک بھی گناہ نہ لکھا ہو۔

(۷) فرمایا ـــــ کہ مرید کے لیے ہر وقت توبہ و استغفار کرنا ضروری ہے۔ اور توبہ و استغفار

Marfat.com

کے ہوتے ہوئے گناہ نہیں لکھے جاتے۔ یہ مطلب نہیں کہ گناہ اس سے بالکل سرزد ہی نہ ہو۔ اسی وجہ سے مشائخِ کرام اپنے مریدوں کو سوتے وقت استغفار کی تاکید کرتے ہیں تاکہ دن بھر کے وہ گناہ جو ابھی تک رحمتِ الٰہی کی وجہ سے نہیں لکھے گئے ہیں، کتابت وظہور میں نہ آئیں۔

(۸) فرمایا ـــــ میں نے خواجہ عثمان ہارونی ؒ کی زبانی سُنا، فرماتے تھے کہ انسان مستحقِ فقر اس وقت ہوتا ہے جب کہ اس عالمِ فانی میں اس کا کچھ بھی باقی نہ رہے، محبت کی علامت یہ ہے کہ فرمانبردار رہتے ہوئے اس بات سے ڈرتے رہو کہ محبوب تمہیں نہ دستی سے جدا نہ کر دے۔

(۹) فرمایا ـــــ عارفوں کا بڑا بلند مقام ہے، جب وہ اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں تو تمام دنیا و مافیہا کو اپنی دو انگلیوں کے درمیان دیکھتے ہیں۔

(۱۰) فرمایا ـــــ عارف وہ ہے کہ جو کچھ چاہے وہ فوراً اس کے سامنے آجائے، اور جو کچھ بات کرے تو فوراً اس کی جانب سے اس کا جواب سُن لے۔

(۱۱) فرمایا ـــــ محبت میں عارف کا کم سے کم مرتبہ یہ ہے کہ صفاتِ حق اس کے اندر پیدا ہو جائیں۔ اور محبت میں عارف کا درجۂ کامل یہ ہے کہ اگر کوئی اس کے مقابلہ پر دعویٰ کر کے آئے تو وہ اپنی قوتِ کرامت سے اُسے گرفتار کر لے۔

(۱۲) فرمایا ـــــ ہم برسوں یہ کام کرتے رہے لیکن آخر میں ہیبت کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آیا، فرمایا، کہ تمہارا کوئی گناہ اتنا نقصان نہیں پہنچائے گا جتنا کسی مسلمان کی بے عزتی کرنے سے پہنچے گا۔

(۱۳) فرمایا ـــــ پاسِ انفاس اہلِ معرفت کی عبادت ہے، اور معرفت خداوندی کی علامت یہ ہے کہ مخلوق سے بھاگے اور معرفت میں خاموش رہے۔

(۱۴) فرمایا ـــــ عارف کو معرفت حاصل نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ معارف کو یاد نہ کرے اور عارف وہ ہے جو اپنے دل سے غیر اللہ کو نکال باہر کرے تاکہ وہ بھی اسی طرح اکیلا ہو جائے جیسے اس کا محبوب یکتا ہے۔

Marfat.com

(۱۵) فرمایا ـــــ بدبختی کی علامت یہ ہے کہ گناہ کرتا رہے پھر بھی مقبولِ بارگاہ ہونے کا اُمیدوار ہو، اور عارف کی علامت یہ ہے کہ خاموش اور غمگین رہے گا، فرمایا ـــــ جس نے بھی نعمت پائی وہ سخاوت کی وجہ سے پائی۔

(۱۶) فرمایا ـــــ درویش وہ ہے کہ جس کے پاس جو بھی حاجت لے کر آئے تو اُسے خالی ہاتھ اور سعدوم واپس نہ کرے، اور عارف راہِ محبت میں ایسا شخص ہے جو دو عالم سے دل ہٹا لے۔

(۱۷) فرمایا ـــــ اس دنیا میں درویشوں کا درویشوں کے ساتھ بیٹھنا عزیز ترین چیز ہے اور درویشوں کا درویشوں سے جُدا ہونا بدترین چیز ہے، کیونکہ یہ جُدائی علّت سے خالی نہیں۔

(۱۸) فرمایا ـــــ درحقیقت متوکل وہ ہے جس کو مخلوق سے تکلیف واذیّت حاصل ہو لیکن نہ وہ کسی سے شکایت کرے نہ کسی سے ذکر کرے، اور سب سے بڑا عارف وہ ہے جو سب سے زیادہ حیران ہو۔

(۱۹) فرمایا ـــــ عارف کی علامت یہ ہے کہ موت کو پسند کرے، عیش وراحت کو چھوڑ دے اور یادِ الٰہی سے اُنس حاصل کرے۔

(۲۰) فرمایا ـــــ جب اللہ تعالیٰ اپنے محبین کو اپنے انوار سے زندہ فرمائیں، تو یہی رویت ہے۔

(۲۱) فرمایا ـــــ اہلِ محبت وہ ہیں جو استاد کے بغیر دوست کی باتیں سنیں، فرمایا ـــــ عارف وہ ہے جو صبح اُٹھے تو رات کی یاد اُسے نہ آئے، فرمایا ـــــ سب سے بہتر وقت وہ ہے جب دل وسوسوں سے پاک ہو۔

(۲۲) فرمایا ـــــ علم ایک بے پناہ سمندر ہے اور معرفت اُس کی ایک نالی، سو کہاں خدا، کہاں بندہ، علم اللہ کے لیے ہے اور معرفت بندہ کے لیے۔

(۲۳) فرمایا ـــــ اہلِ معرفت ایسے آفتاب ہیں جو تمام عالم پر درخشاں ہیں، اور تمام عالم اُن کے نور سے روشن ہے۔

Marfat.com

(۲۴) فرمایا ـــــ لوگ منزل گاہِ قُرب کے نزدیک صرف اس وقت جا سکتے ہیں جب نماز میں مکمل فرمانبرداری کریں، کیونکہ مومن کی معراج یہی نماز ہے۔

مشہور ہے کہ "اجمیر" کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک ہندو راجہ کا نام جس کی حکومت حدِ غزنیں تک تھی "آجا" تھا، نیز "آجا" ہندی میں آفتاب کو بھی کہتے ہیں، اور "میر" ہندی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں، ہندوؤں کی تاریخ میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں پہاڑوں پر تعمیر ہونے والی دیواروں میں سب سے پہلے یہی دیوار تعمیر ہوئی، جو اجمیر کے پہاڑ کے اوپر ہے اسی طرح سرزمینِ ہند میں جو سب سے پہلا حوض بنایا گیا وہ "پھکر" کا حوض ہے جو اجمیر سے آٹھ میل ہے اور ہندو اس کی پوجا کرتے ہیں اور ہر سال چھ روز کے لیے "تحویلِ عقرب" کے وقت وہاں جمع ہو کر غسل کرتے ہیں۔ اپنی عمر عزیز اور اولاد کو ایک باطل مذہب کی بدولت برباد کرتے ہیں، ان میں سے جو قیامت کے قائل ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ قیامت بھی اسی حوض سے شروع ہو گی، اور "آجا" نام جو اس ملک میں ہندو تھے پہلے سے رکھتے تھے، پتھورا سب سے آخری راجہ ہے جس سے مسلمانوں نے ملک ہند حاصل کیا۔

"ناگور" کا اکثر حصہ پتھورا کا آباد کردہ ہے جس کا قصہ یہ ہے کہ پتھورا نے اپنے ایک افسر سے جو جانوروں کے گھاس دانہ کی نگرانی کرتا تھا، کہا، کہ گھوڑوں کے طویلہ کے لیے کوئی مناسب اور اچھا مقام تلاش کرو، وہاں شہر بھی آباد کروں گا، وہ افسر بہت گھوما پھرا، جب وہ اس جگہ پہنچا جہاں اب شہر ناگور ہے تو اس نے ایک دُنبی کو دیکھا کہ اس کے بچہ پیدا ہوا ہے اور ایک بھیڑیا اس بچہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو دُنبی نے اپنے بچہ کو پیچھے کر کے اس بھیڑیئے پر حملہ کی تیاری شروع کی، اس نے یہ کیفیت دیکھ کر کہا کہ یہ مردانہ جگہ ہے اور اس جنگل کا آب و گیاہ گھوڑوں کے لیے مفید ہے۔ چنانچہ وہاں ایک شہر آباد کر کے اس کا نام "نو انگر" یعنی نیا شہر رکھا، سلطان شہاب الدین غوریؒ جب یہاں پہنچے اور پتھورا مارا گیا تو ان کی ترک فوجوں کے زمانہ میں یہ لفظ "ناگور" بن گیا، واللہ اعلم بالصواب

(۳)

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اُوشی قدّس سرّہٗ

۵۰۵ ——— ۶۳۳ھ

آپ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے جلیل القدر خلفاء، اکابرِ اولیاء اور عظیم القدر صُوفیا میں سے تھے اور بڑے مقبول بزرگ تھے، ترکِ دنیا اور فقر و فاقہ میں ممتاز تھے اور یادِ الٰہی میں بڑے مستغرق اور محو تھے، اگر کوئی آپ سے ملنے کے لیے آتا تو تھوڑی دیر کے بعد افاقہ ہوتا اور آپ اپنے آپے میں آتے، اس کے بعد آنے والے کی طرف متوجہ ہوتے، اپنی یا آنے والے کی بات کہہ سُن کر فرماتے کہ اب مجھے معذور رکھو، اور پھر یادِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے اگر آپ کی کوئی اولاد فوت ہو جاتی تو اُس وقت خبر نہ ہوتی تھوڑی دیر کے بعد آپ کو خبر ہوتی۔

روایت منقول ہے کہ آپ کے پڑوس میں ایک بنیا رہتا تھا، شروع شروع میں آپ اس سے قرض لیتے تھے اور اس سے فرما دیتے کہ جب تمہارا قرض تیس درہم تک ہو جائے تو اس سے زیادہ نہ دینا، جب آپ کو فتوحات حاصل ہوتیں تو آپ قرض ادا فرما دیتے، اس کے بعد آپ نے پختہ ارادہ فرما لیا کہ کبھی قرض نہ لوں گا۔ اس کے بعد اللہ کے فضل و کرم سے ایک روٹی مصلّے کے نیچے سے نکل آتی اسی پر تمام گھر والے گزارا کر لیتے، اس بنیے نے خیال کیا کہ شاید حضرت شیخ مجھ سے ناراض ہو گئے جو قرض نہیں لیتے۔ اس نے اپنی بیوی کو جستجوئے حال کے لیے حضرت خواجہ کے گھر بھیجا۔ حضرت شیخ کی اہلیہ محترمہ نے صحیح صحیح حالت اس کی بیوی کو بتا دی، اس کے بعد سے وہ روٹی ملنا بند ہو گئی (چونکہ آپ کو منجانب اللہ مصلے کے نیچے سے روٹیاں ملا کرتی تھیں جس پر آپ کے گھرانے کی گزر اوقات تھی اس لیے آپ کو کاکی کہتے ہیں کہ کاک افغانی زبان میں روٹی کو کہا

Marfat.com

جاتا ہے، اور چونکہ آپ ہندوستان کے قصبہ اوش کے رہنے والے تھے اس لیے آپ کو اوشی کہا جاتا ہے۔

شیخ نظام الدین اولیاء سے منقول ہے، فرماتے ہیں کہ شیخ معین الدین اجمیریؒ نے شیخ قطب الدینؒ کو پانچ سو درہم تک قرض لینے کی اجازت دے دی تھی لیکن جب آپ درجۂ کمال پر پہنچے تو اس سے بھی دست برداری فرمالی۔

روایت منقول ہے کہ خواجہ قطب الدینؒ اپنے ابتدائی دور میں نیند کے غلبہ کے بعد تھوڑا سو لیتے تھے لیکن آخری زمانہ میں یہ بھی بیداری سے تبدیل ہوگیا۔

شیخ محمد نوربخشؒ نے اپنی کتاب "سلسلۃ الذھب" میں آپ کا ذکر اس طرح کیا ہے کہ "بختیار اوشیؒ بڑے ولی، سالک، مجاہدہ و ریاضت میں ممتاز اور خلوت و عزلت کو پسند کرنے والے، اپنے چلّوں میں کم خواب، کم خور، گم گو اور ہمیشہ یادِ الٰہی میں رہنے والے اور باطنی حالات و مکاشفات میں بڑے بلند پایہ تھے۔

روایت: منقول ہے کہ آپ ہر رات تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کے بعد سویا کرتے تھے، اُنہیں ایّام میں آپ کا نکاح ہوا، اور تین روز تک درود شریف نہ پڑھ سکے، ایک شخص نے جس کا نام رئیس تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ فرمارہے تھے کہ بختیار کاکیؒ کو ہمارے سلام کے بعد کہنا کہ تم ہر رات جو تحفہ ہمیں بھیجا کرتے تھے۔ تین رات سے وہ ہمیں نہیں پہنچا۔

روایت منقول ہے کہ شیخ علی سکزیؒ کی کے مکان پر صحبتِ احباب گرم تھی، خواجہ بختیارؒ بھی وہاں موجود تھے، اور شیخ علی ایک بزرگ حضرت خواجہ معین الدین حسنؒ کے رشتہ دار اور خواجہ قطب الدین کے ہمسایہ تھے ان کا مزار بھی خواجہ صاحب کے مزار کے قریب ہے، اس محفلِ سماع میں قوال نے شیخ احمد جامؒ کا یہ شعر پڑھا ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ❊ ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

(خنجرِ تسلیم و رضا کے شہیدوں کو ہر گھڑی غیب سے ایک نئی زندگی عطا ہوتی ہے)

خواجہ صاحب پر اس شعر سے ایک وجد طاری ہوا اور چار شبانہ روز اسی شعر سے عالم تحیر میں مبتلا رہ کر پانچویں رات رحلت فرما گئے، میر حسن دہلوی نے اسی زمین کی غزل میں اس قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

جاں بریں یک بیت دادہ است آں بزرگ ؛ آرے ایں گوہر ز کانے دیگر است

(اسی ایک شعر پر اس بزرگ نے جان دے دی، یقیناً یہ موتی کسی دوسری کان کا ہے)

کشتگانِ خنجر تسلیم را ؛ ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

(خنجرِ تسلیم و رضا کے شہیدوں کو ہر گھڑی غیب سے ایک نئی زندگی عطا ہوتی ہے)

یہ واقعہ ربیع الاول کی چودھویں رات ۶۳۳ھ کا ہے اور اسی سال ۱۴ شعبان کو سلطان شمس الدین التمش رح کی وفات ہوئی۔

خواجہ قطب الدین رح نے اپنی کتاب "دلیل العارفین" میں لکھا ہے کہ جمعرات کے دن اجمیر کی جامع مسجد میں مجھے اپنے شیخ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا، مجلس میں درویش، مرید اور عزیزان اہلِ صفہ حاضر تھے، ملک الموت کے بارے میں بات چیت ہو رہی تھی تو آپ نے فرمایا "موت کے بغیر دنیا کی ذرہ برابر قیمت نہیں" دریافت کیا یہ کیسے؟ فرمایا "اس لیے کہ موت ایک پُل ہے جیسے عبور کر کے حبیب حبیب سے ملتا ہے" پھر فرمایا کہ دوستی دل سے ہوا کرتی ہے نہ کہ زبان سے، اور جو چیزیں تمہیں معلوم ہیں ان سے خاموشی اختیار کرو تو عرش کے گرد طواف کرنے لگو۔

فرمایا، کہ عارف کی مثال چمکنے والے آفتاب کی طرح ہے جس کے نور سے پوری دنیا روشن ہے پھر فرمایا کہ اے درویش! ہمیں یہاں لایا گیا ہے، ہماری قبر بھی یہیں ہوگی اور چند روز کے اندر ہم سفرِ آخرت کریں گے، اس کے بعد شیخ علی سنجری رح سے فرمایا کہ ایک تحریر لکھو کہ قطب الدین رح دہلی روانہ ہو جائے، ہم نے خلافتِ سجادہ قطب الدین رح کو دے دی اور ان کا مقام دہلی ہوگا، جب حکم نامہ مکمل ہو گیا تو اس فقیر (خواجہ بختیار رح) کو عنایت فرمایا، اس فقیر نے سر تسلیم جھکا دیا، پھر فرمایا، ذرا قریب آجاؤ، میں قریب ہوا تو دستار و کلاہ میرے سر پر رکھ کر خواجہ عثمان ہارونی رح کا عصا عطا فرمایا، اور خرقہ پہنا کر قرآن کریم

Marfat.com

جانماز اور نعلین عطا فرمائے اور فرمایا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ امانت مشائخِ چشت کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے تم بھی اسے جاری رکھنا تاکہ قیامت کے دن مشائخ کے سامنے شرمندگی اٹھانا نہ پڑے، اس فقیر نے سر جھکا دیا، پھر دو رکعت نماز ادا کی، اس کے بعد حضرت مرشدؒ نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا، اب جاؤ، سپرد خدا اللہ تعالیٰ تمہیں منزل پر پہنچائے۔

پھر فرمایا کہ چار چیزیں نفس کا جوہر ہیں، اوّل درویشی میں تونگری کرنا، دوم بھوک میں سیر نظر آنا، سوم غم میں مسرور معلوم ہونا، چہارم دشمن سے بھی درستی کا معاملہ کرنا، پھر فرمایا جہاں بھی جاؤ کسی کا دل نہ دکھانا، اور جہاں بھی جاؤ مُردوں کی طرح رہنا۔

میں دہلی میں آکر مقیم ہو گیا، اور تمام حکام و عوام مجھ فقیر کی جانب رجوع ہونے لگے چالیس روز نہیں گزرے تھے کہ ایک قاصد یہ پیغام لایا کہ حضرت خواجہ معین الدینؒ آپ کے روانہ ہونے کے بیس روز کے بعد واصل بحق ہو گئے۔ رحمہا اللہ تعالیٰ

Marfat.com

(۴)

شیخ الاسلام بہاء الدین ابو محمد زکریا ملتانی قرشی اسدی رحمۃ اللہ علیہ

۵۶۰ ھ ——— ۶۶۱ ھ

آپ شیخ المشائخ شہاب الدین سہروردیؒ کے خلیفہ تھے، آپ کا شمار ہندوستان کے اکابر اولیاء میں ہوتا ہے، ظاہری کمالات، بلند مراتب اور اعلیٰ برکات، وفیوض سے آراستہ تھے، "نزہتہ الارواح" کتاب کے مصنف میر حسینی ساداتؒ اور "لمعات" کے مصنف شیخ فرید الدین عراقیؒ آپ کی خدمت میں رہے اور آپ کی تربیت سے فیض پایا۔

روایت منقول ہے کہ آپ جس وقت صاحبِ کمال و برکات ہو کر ملتان تشریف لائے تو اکابر ملتان میں کچھ حسد ظاہر ہوا اور بطور کنایہ آپ کی خدمت میں دودھ سے لبالب بھرا ہوا ایک پیالہ بھیجا، مطلب یہ تھا کہ اس شہر میں کسی کی گنجائش نہیں ہے، شیخؒ نے اس اشارہ کا مطلب سمجھ کر دودھ کے پیالہ پر ایک پھول رکھ کر واپس فرما دیا، مقصود یہ تھا کہ ہمارا مقام اس شہر میں اس طرح رہے گا جس طرح دودھ پر یہ پھول رکھا ہوا ہے، اکابر ملتان اس حُسنِ ادا پر حیران رہ گئے اور آپ کی کرامات کے معترف و مطیع ہو گئے۔

شیخ زکریاؒ ایسے مستغنی اور شاکر تھے کہ اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (یعنی ہم نے انہیں دنیا میں بھی اچھائی عطا فرمائی اور وہ آخرت میں نیک لوگوں میں سے ہیں) وہ آپ پر پوری طرح صادق آتا ہے۔

آپ کے ہمعصر ایک شیخ نے آپ سے فقر و غنا کے بارے میں گفتگو کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا اپنے تمام اسباب کے ساتھ بھی کوئی قیمت نہیں رکھتی قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا

قَلِیْلٌ۔ (یعنی آپ فرمادیجئے کہ دنیا کی بہار چند روزہ ہے) اور ظاہر ہے کہ اس تمام دنیا میں سے ہمارے پاس کتنا ہے (یا ظاہر ہے کہ یہ تمام دنیا ہماری نظر میں کیا قیمت رکھ سکتی ہے)

فرمایا کہ سانپ کا ساتھ رکھنا اس شخص کو ضرر پہنچاتا ہے جو اس کے کاٹے کا منتر نہ جانتا ہو، فرمایا کہ غنا ہمارے رخسارۂ حال کا تِل ہے۔

اصحابِ سیرت کا بیان ہے کہ آپ کے اور شیخ فریدالدین شکر گنجؒ کے درمیان بڑی گہری محبّت تھی اور سالوں اسی طرح رہے، یہ بھی ایک قول ہے کہ یہ دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی تھے۔

ایک مرتبہ آپ کی جانب سے شیخ فریدالدینؒ کو ایسا پیغام بھیجا گیا، جو شیخ فریدالدینؒ کی مجلس کے خلاف تھا۔ شیخ زکریاؒ نے اس کی معذرت میں ایک رقعہ لکھا۔ اس میں یہ بات بھی لکھی کہ ہمارے اور آپ کے درمیان عشق بازی ہے "بازی" نہیں ہے۔

روایت حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ سے منقول ہے کہ بابا شکر گنجؒ بڑے روزہ دار تھے، حتیٰ کہ بخار اور فصد کھلوانے کی حالت میں بھی روزہ ترک نہ فرماتے، اور شیخ زکریاؒ روزہ تو زیادہ نہ رکھتے تھے البتہ بڑے عبادت گزار اور شریعت کی بڑی اطاعت کرنے والے تھے، اور حضرت نظام الدینؒ یہ آیت کریمہ پڑھتے:

"یَا اَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔"

(یعنی اے جماعت انبیائے کرام! حلال و پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو)

اور فرماتے کہ شیخ زکریاؒ کے حق میں یہ آیت صحیح طور پر صادق ہے۔

شیخ محمد نور بخشؒ نے اپنی کتاب "سلسلۃ الذھب" میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس اللہ سرہٗ ہندوستان کے رئیس الاولیاء تھے۔ آپ علومِ ظاہری کے زبردست عالم اور صاحبِ احوال و مقامات اور صاحبِ مکاشفات و مشاہدات تھے، آپ ایسے مرشدِ کامل تھے جن سے اکثر اولیا کے سلسلہ نکلتے ہیں۔ آپ کا کفر سے ایمان، معصیت سے اطاعت اور غفلت سے روحانیت کی طرف ہدایت کرنے میں بڑا مقام ہے۔"

"مجمع الاخبار" میں شیخ بہاؤ الدین کی نصیحتوں کے باب میں تحریر ہے۔

"ہر بندہ پر لازم ہے کہ صدق واخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور یہ کیفیت اس وقت حاصل ہو گی جب عبادت وذکر میں غیر اللہ کی نفی اور دوسروں کا مٹا دینا ہو، اور یہ حالت ہے احوال کی درستی اور اقوال و افعال میں محاسبۂ نفس پر موقوف ہے، لہٰذا بغیر ضرورت کے نہ کوئی بات ہو نہ کام، اور ہر قول وفعل سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف التجا وتضرع اور اسی سے استعانت ہو، تاکہ اللہ تعالیٰ اسے نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔"

ایک مرتبہ آپؒ نے اپنے ایک مرید کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ :

"ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہو، کیونکہ ذکر سے طالب اپنے مطلوب تک پہنچتا ہے اور محبت ایسی آگ ہے جو ہر قسم کے میل کچیل کو جلا ڈالتی ہے۔ اور جب محبت مستحکم ہو جاتی ہے تو ذکر مشاہدۂ مذکور کے ساتھ ہوتا ہے، اور یہی وہ ذکر کثیر ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے فلاح وکامیابی کا وعدہ فرمایا ہے، ارشاد ہے وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (یعنی بکثرت اللہ کا ذکر کرو، تاکہ تمام کامیاب ہو جاؤ)

آپ نے اپنے ایک مرید کو ایک خط میں تحریر کیا کہ :

"میں نے سنا ہے کہ شیخ المشائخ شہاب الدین سہروردیؒ اپنے شیخ ابو النجیب عبدالقاہرؒ کے ساتھ حرم کعبہ میں تھے، شیخ ابو النجیبؒ عالم اسرار میں پہنچ گئے۔ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے لیکن شیخ نے اُن کی طرف التفات نہ فرمایا حضرت خضر علیہ السلام تھوڑے دیر کھڑے رہ کر واپس چلے گئے، جب شیخ ابو النجیبؒ کو افاقہ ہوا تو اُن سے شیخ سہروردیؒ نے ہمت کر کے دریافت کیا کہ حضرت! یہ کیا ہو گیا تھا کہ ایک نبی آپ کی ملاقات کو آئے لیکن آپ نے اُن کی طرف بالکل التفات نہ فرمایا، شیخ ابو النجیبؒ نے ان کی طرف دیکھا اور چہرہ سُرخ ہو گیا، پھر فرمایا، افسوس، تمہیں کیا پتہ، اگر حضرت خضر علیہ السلام آکر

Marfat.com

واپس چلے گئے تو پھر آجائیں گے لیکن ہمارا یہ وقت حق کے ساتھ مشغول تھا اگر یہ چلا جاتا تو پھر ہاتھ نہ آتا اور اس کی ندامت، قیامت تک باقی رہتی، ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لے آئے، شیخؒ نے کھڑے ہو کر استقبال کیا، اور خاطر تواضع کی۔"

لہٰذا مرید کو اپنے اوقات کی نگرانی و حفاظت کرنا چاہیئے، غیر اللہ کو دل سے دُور کر دینا مخلوق سے میل جول اپنے اوپر حرام کر لینا اور ذکرِ حق سے انسیت حاصل کرنا چاہیئے اور اگر اس کو ذکر سے انس حاصل نہ ہوگا تو حق تعالیٰ کی محبت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا۔

ایک دوسرے خط میں ایک مرید کو تحریر فرمایا کہ :

"کم کھانے سے جسم تندرست رہتا ہے، گناہوں کے ترک کر دینے سے روح کو سلامتی ملتی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے دین سلامت رہتا ہے۔"

شیخ بہاؤ الدینؒ نے ۷ صفر ۶۶۱ھ کو وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

⑤

خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

۶۰۹ ——— ۶۶۸ھ

آپ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کے خلیفہ اور خواجہ اجمیری سے فیض یافتہ تھے، آپ کا شمار اکابر اولیاء کرام میں سے ہے۔ ریاضت، مجاہدہ، فقر اور ترکِ دنیا آپ کے محبوب ترین مشغلے تھے آپ کشف و کرامت کی علامت اور ذوق و محبت کی درخشندہ نشانی تھے ہمیشہ سرِ خفی میں کوشاں رہتے، خود کو لوگوں کی نظروں سے چھپائے رکھتے اور ایک شہر سے دوسرے شہر کی جانب کوچ فرماتے رہتے، آخر کار اجودھن (موجودہ پاکپٹن شریف) لائے، یہاں کے باشندے تند خو، ظاہر پرست اور خاص کر فقیروں اور درویشوں کے دشمن تھے، آپ نے اس جگہ پہنچ کر فرمایا کہ یہ مقام میرے رہنے کے مناسب ہے چنانچہ وہیں رہنے لگے، آپ کا یہاں پر کوئی پُرسانِ حال نہ تھا قصبہ کے باہر کریر کے درخت تھے ان میں سے ایک گھنے درخت کے نیچے بیٹھ کر یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے، یہاں کی مسجد میں اکثر و بیشتر نماز پڑھتے اور عبادت کرتے، یہیں آپ کے فرزند پیدا ہو گئے اور یہیں آپ نے فاقے کئے اور یہیں مجاہدے اور ریاضت کی صعوبتوں کو برداشت کرتے رہے چونکہ زبردست روحانیت کے مالک تھے اس لیے پوشیدہ نہ رہ سکے۔

حکایت ایک دفعہ آپ کا زیب تن لباس پارہ پارہ اور بوسیدہ ہو گیا ایک شخص آپ کی خدمت میں ایک کرتہ لایا آپ نے وہ کرتہ زیب تن فرمایا اور پھر فوراً ہی اُتار کر شیخ نجیب الدین المتوکل کو دے دیا اور فرمایا کہ جو لطف اور سرور مجھے اس پرانے کرتے میں ہے وہ نئے کرتے میں نہیں آتا۔

حکایت حضرت گنج شکرؒ کا معمول تھا کہ وہ اکثر و بیشتر غربت سے روزہ افطار

Marfat.com

فرمایا کرتے تھے، اسی عادت کے موافق جب افطار کا وقت ہوتا تو آپ کے سامنے ایک شربت کا گلاس جس میں منقیٰ کے دانے ہوتے پیش کیا جاتا جس میں سے آدھا بلکہ دو تہائی تو حاضرین مجلس میں تقسیم فرما دیتے اور باقی خود نوش فرماتے اور بعض دفعہ اس میں سے بھی کچھ کسی طلبگار کو دیا کرتے تھے پھر دو روغنی روٹیاں آپ کے سامنے پیش کی جاتی تھیں جن میں سے ایک ٹکڑا نوش فرما کر باقی حاضرین مجلس میں تقسیم کر دیتے اس کے بعد دسترخوان پر مختلف الاقسام کے کھانے چُنے جاتے جو تمام لوگ کھاتے اور آپ دوسرے دن افطار تک کچھ تناول نہ فرماتے سوتے وقت اسی کمبل کو جس پر دن کو بیٹھا کرتے تھے بچھونا بنا لیتے اور یہ کمبل اتنا چھوٹا تھا کہ اس کے بچھونے پر لیٹتے وقت آپ کے پاؤں اس سے باہر ہی رہتے تھے۔

حکایت حضرت نظام الدین اولیاء فرمایا کرتے تھے کہ شیخ فرید الدین گنج شکرؒ اکثر و بیشتر زنبیل میں کی روٹی کھایا کرتے تھے اور افطار کے وقت زنبیل میں سے ایک دو ٹکڑے لازماً آپ کے سامنے لائے جاتے تھے، شیخ فرید الدین محمود کا بیان ہے کہ میں نے ایک بڑی مدت تک شیخ فرید الدین گنج شکرؒ کی زنبیل گردانی کی ہے اور نظام الدین اولیاء کی خدمت میں حاضری دیتے وقت کئی مرتبہ کہا ہے کہ ہم جس رات شیخ گنج شکرؒ کے ہاں دلیسہ یا کریر کے پھول پیٹ بھر کر کھا لیتے اُس دن ہماری عید ہو جاتی اور جو ہم سے بچتا وہ ہمارا ایک دوست چُن لیتا جسے دوسرے سب لوگ کھا لیتے تھے البتہ جب دلیسہ یا کریر کے پھول وغیرہ نہ ہوتے تو ہم زنبیل گردانی کرتے، نیز شیخ فرید الدین محمودؒ کا بیان ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت نظام الدین اولیاء کے ہاں بھی کئی سال تک زنبیل گردانی کی ہے اور ان تمام حضرات نے یہی معمولی سی غذا کھا کر اتنے اعلیٰ اور بلند ترین مقامات حاصل کئے ہیں۔

حکایت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ کا نوکر ایک دن ایک پیسے کا نمک ادھار لے کر آیا جب اُس نے کھانا پکا کر شیخ کے پاس بھیجا تو آپ کو باطنی نور کے ذریعہ معلوم ہوا تو نوکر سے فرمایا کہ اس کھانے سے خیانت کی بُو آ رہی ہے میرے لیے یہ کھانا جائز نہیں (چنانچہ) وہ کھانا واپس کر دیا اور کھایا نہیں۔

Marfat.com

حکایت ایک دفعہ آپ کی بیوی نے آپ سے آکر عرض کیا کہ ایک لڑکا بہت سخت بیمار ہے اور بھوک کی شدت سے مر رہا ہے، شیخ گنج شکرؒ نے سر اُٹھا کر جواب دیا کہ مسعود کیا کرے اگر موت آجائے اور بھوک سے مر جائے اور دنیا سے سفر کر جائے تو اس کے پاؤں میں رسی باندھ کر باہر پھینک دو۔

حکایت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ نے جب مجاہدہ کرنا چاہا تو اس سلسلے میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے عرض کیا آپ نے فرمایا طے کا روزہ رکھو (طے کا روزہ وہ ہوتا ہے جس میں افطار صرف پانی سے کرتے ہیں اور یہ کم از کم تین دن کا ہوتا ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک سال، اس طرح روزہ رکھنا صوفیائے کرام کے ہاں ایک عام رسم ہے۔ چنانچہ شیخ گنج شکرؒ نے طے کے روزے رکھنے شروع کر دیئے اور تین روز تک کچھ نہ کھایا، تیسرے روز افطار کے وقت ایک آدمی نے آپ کے سامنے چند روٹیاں لا کر رکھیں، آپ سمجھے کہ غیب سے آئی ہیں اور انہیں روٹیوں سے افطار کیا لیکن پیٹ نے انہیں قبول نہیں کیا اور کھایا پیا تمام باہر آگیا، آپ نے یہ واقعہ اپنے پیر و مرشد سے کہا تو انہوں نے فرمایا کہ اے مسعود! تم نے تین روز روزہ رکھنے کے بعد ایک شرابی کا کھانا کھایا لیکن اللہ کی عنایت نے تمہاری دستگیری فرمائی کہ تمہارے معدے میں اس غذا کو رہنے نہ دیا، اب جاؤ اور پھر تین دن طے کا روزہ رکھو اور غیب سے جو کچھ ملے اس کو کھا کر گزر کرو چنانچہ شیخ گنج شکرؒ نے پھر تین دن طے کا روزہ رکھا اور شام کو کوئی کھانا میسر نہ ہوا، یہاں تک کہ رات کا ایک پہر گزر گیا اور کمزوری بڑھ گئی بھوک کی حرارت سے بدن جلنے لگا۔ اس عالمِ بیتابی میں آپ نے ہاتھ بڑھا کر زمین سے کچھ سنگریزے اٹھا کر منہ میں ڈالے تو وہ شکر ہو گئے آپ کو فوراً خیال آیا کہ ہو سکتا ہے یہ بھی شیطانی کرشمہ ہو اس لیے ان سنگریزوں کو تھوک دیا، اور پھر یادِ الٰہی میں مصروف ہو گئے جب آدھی رات ہو گئی تو کمزوری پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی آپ نے پھر زمین سے کچھ سنگریزے اُٹھا کر منہ میں ڈال لیے وہ پھر شکر بن گئے آپ نے اُنہیں بھی تھوک دیا، آپ نے تین مرتبہ اس طرح کیا اور ہر مرتبہ یہی کرامت ظاہر ہوتی رہی تو

یقین ہوا کہ یہ نعمتِ خداوندی ہے اس لیے انہیں کھالیا، پھر دوسرے روز خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خدمت میں حاضری دی پیر و مرشد نے فرمایا کہ اچھا کیا جو شکر یزداں سے افطار کیا وہ غیب سے آئے تھے اب جاؤ شکر کی طرح ہمیشہ شیریں رہو گے اُس دن سے شیخ فریدالدین مسعود کو لوگ گنج شکر کہتے ہیں اور سیر الاولیاء میں بھی یہی واقعہ لکھا ہے، آپ کے گنج شکر ہونے کی وجہ تسمیہ کا ایک واقعہ یہ بھی مشہور ہے کہ کچھ سوداگر شکر لے کر جا رہے تھے شیخ فریدؒ نے ان سے کچھ شکر مانگی، انہوں نے کہا شیخ آپ کو مغالطہ ہوا ہمارے اونٹوں پر شکر نہیں بلکہ نمک ہے شیخ نے فرمایا نمک ہی ہوگا۔ سوداگروں نے اپنی منزلِ مقصود پر پہنچنے کے بعد جب مال کھولا تو وہ واقعی نمک ہی تھا (وہ سمجھے کہ شیخ کی بددعا سے ایسا ہوا) اس لیے دوڑے دوڑے شیخ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے کہ واقعتہً ہم سے غلطی ہوئی آپ اسے معاف فرمائیں اور دعا کریں کہ وہ شکر ہو جائے آپ نے فرمایا کہ شکر ہو جائے گا (چنانچہ وہ نمک پھر سے شکر ہو گیا)

خانخاناں نواب محمد بیرم خاں بڑے صاحب جاہ و جلال اور مراتبِ علیا پر فائز ہونے کے باوجود فقیروں اور درویشوں سے اچھا سلوک کیا کرتے تھے، امرِ خداوندی کی تعظیم کے پیشِ نظر مخلوقِ خدا پر مہربانی اور شفقت کے کامل مجسمہ اور پیکر تھے۔ وہ دنیا کی زندگی نیک بختی سے گزار گئے اور دنیا سے شہادت کی موت گئے کے مصداق تھے وہ اس واقعہ شکر و نمک کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

کانِ نمک جہان شکر شیخ بحر و بر ❊ آں کز شکر نمک کند واز نمک شکر

(نمک کی کان شکر کا خزینہ، بحر و بر کا شیخ وہ ہے جس نے شکر کو نمک اور نمک کو شکر بنا دیا)

رُباعی

کان نمک و گنج شکر شیخ فرید ❊ کز گنج شکر کان نمک کرد پدید

در کانِ نمک کرد نظر گشت شکر ❊ شیریں تر ازیں کرامتے کس نشنید

(نمک اور شکر کا خزانہ شیخ فرید ہیں جنہوں نے شکر کے خزانے کو نمک کی کان

Marfat.com

سے تبدیل کر دیا اور نمک کی کان کو ایک ہی نظر میں شکر بنا دیا اس سے زیادہ بہتر کرامتیں کسی اور کی سننے میں نہیں آئیں)۔

غرضیکہ شکر کو نمک اور نمک کو شکر بنانے کے بعد آپ نے مقام "اُچہ" میں حاج کی جامع مسجد میں معکوس کھینچا، چالیس دن تک اس طرح عبادت کی کہ روزانہ رات کے وقت اس درخت کے سہارے جو کنویں کے کنارے پر ہے اپنے کو کنویں میں لٹکا دیتے اور صبح کو باہر نکل آتے۔

حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ ایک مشہور عقل مند اور فلسفی جس کا نام ضیاء الدین تھا اور جو منارہ کے نیچے پڑھایا کرتا تھا ان کی زبانی میں نے خود سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں خواجہ فرید الدین شکر گنج کے پاس گیا میں ظاہری شریعت کے علوم کے علاوہ کچھ نہ جانتا تھا، میرے دل میں خیال آیا کہ اگر شیخ نے ظاہری علوم کے علاوہ کچھ اور پوچھا تو میں کیا جواب دوں گا میں ابھی اسی خیال میں تھا کہ شیخ نے مجھ سے پوچھا تنقیح مناط کیا ہے؟ (تنقیح مناط کے معنی ہیں بیخودی کے اسباب جس کو اہلِ تصوف کی اصطلاح میں وجد و حال کہتے ہیں) چونکہ تنقیح مناط علم خلاف کا ایک خاص مسئلہ ہے، شیخ کے اس مسئلہ پوچھنے سے مجھے بڑی مسرت ہوئی اور میں نے اس مسئلہ کو بڑی وضاحت سے بیان کیا اور اس کے نفی و اثبات کے ہر پہلو کو اجاگر کیا۔ بابا فرید الدین گنج شکر نے اپنی زندگی کے اُنسٹھ برس پورے کر کے ۵ محرم الحرام ۶۶۵ھ میں وفات پائی۔

حکایت پانچویں یوم کی شب کو شیخ پر مرض کی شدت طاری ہوئی باجماعت عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد بیہوش ہو گئے، تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش میں آئے تو حاضرین سے پوچھا کہ کیا میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی ہے لوگوں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا، ایک مرتبہ اور پڑھ لوں پھر کون جانے کیا ہو گا۔ چنانچہ آپ نے دوسری مرتبہ پھر عشاء کی نماز پڑھی، اور اس کے بعد پھر بے ہوش ہو گئے اور جب ہوش آیا تو پوچھا، کیا میں نے عشا کی نماز پڑھ لی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ آپ اس سے پہلے دو بار پڑھ چکے ہیں، آپ نے فرمایا ایک مرتبہ اور پڑھ لوں پھر معلوم

Marfat.com

نہیں کیا ہو، غرضیکہ آپ نے تیسری بار بھی عشاء کی نماز پڑھی اور نماز پڑھنے کے بعد "یا حیّ یا قیّوم" کہتے ہوئے جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔

حضرت شیخ گنج شکر کے بعض ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ملے ہیں جن میں لکھا ہوا ہے کہ چار چیزوں کے بارے میں سات سو مشائخ سے سوال کیا گیا تو سب نے ایک ہی جواب دیا۔

(۱) گناہوں کو چھوڑ دینے والا ہی سب سے زیادہ عقل مند ہے۔

(۲) دانا اور حکیم آدمی وہ ہے جو کسی چیز پر غرور نہیں کرتا۔

(۳) قناعت کرنے والا ہی سب سے زیادہ مالدار اور غنی ہے۔

(۴) تارکِ قناعت ہی سب سے زیادہ محتاج اور غریب ہے۔

نیز لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس آدمی سے شرم آتی ہے جو بندہ اللہ کے دربار میں دستِ سوال دراز کرے اور وہ اُسے خالی واپس کر دے۔ فرماتے ہیں، ہونے کا غم نہیں اور نہ ہونے کا افسوس نہیں۔ نامرادی اور ایوسی کا دن دراصل مردانِ خدا کی معراج ہے، لوگوں کی سرد کلامی کی وجہ سے اپنی سرگرمی نہیں چھوڑنی چاہیے۔ شیخ جلال الدین رومی فرمایا کرتے تھے کہ باتوں کا دل پر اثر ہوتا ہے اس لیے اولاً ہر بات کے اوّل و آخر کو خوب جانچو اور پرکھو، اگر وہ کام اور بات اللہ کے لیے ہے تو بات کرو ورنہ خاموش رہو، فقیر جب کوئی نیا کپڑا پہنے تو وہ یہ سمجھے کہ اس نے کفن پہن لیا ہے۔ تم جیسے (اندر میں) ہو ویسے (باہر میں) نظر آؤ، ورنہ تمہاری اصل اور حقیقت خود بخود ظاہر ہو جائے گی، اچھے اور پاکیزہ جذبات و نظریات ثقلین کی عبادت سے بہتر ہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص لوگوں کی عیب جوئی سے کنارہ کش اور علیحدہ رہا وہ نیک بخت اور خوش قسمت ہے اور صوفی کسی چیز کو مکدّر اور خراب نہیں کرتا بلکہ وہ ہر چیز کو ماںجھ کر صاف اور منقّٰی کرتا ہے، تم اگر بزرگ ہو بڑا بننے کی خواہش رکھتے ہو تو حاکموں کی طرف توجہ نہ کرو بلکہ ان سے علیحدگی اختیار کرو اور یہ رباعی بھی انہیں کی ہے۔

Marfat.com

رُباعیؒ

دوشینہ شبم دل حزینم بگرفت ٭ واندیشۂ یارِ نازنینم بگرفت
گفتم بہ سر و دیدہ روم بر درِ تو ٭ اشکم بدوید آستینم بگرفت

(کل رات میرا دل بیقرار ہو کر نازنین محبوب کے تصوّر میں گم ہو گیا اور میں نے دل ہی میں کہا کہ میں خوشی خوشی آپ کے درِ دولت پر حاضری دوں گا لیکن آنسوؤں نے دوڑ کر میری آستین پکڑ لی)۔

حکایت ایک محفل میں بابا فرید الدین گنج شکرؒ بھی موجود تھے اور لوگ سماع کے جواز اور عدم جواز کے متعلق علمائے کرام کے اختلاف کا ذکر کر رہے تھے ان لوگوں کی تمام تر گفتگو سننے کے بعد آپ نے فرمایا سبحان اللہ ایک جل کر راکھ ہو چکا ہے اور دوسرے ابھی تک اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں، ایک مجلس میں آپ نے فرمایا کہ تدبیر اور زیادہ غور و فکر کرنے سے آفت آتی ہے اور تسلیم کر لینے میں سلامتی ہے۔ علمائے کرام عام لوگوں میں زیادہ باعزت ہیں اور درویش اور فقیر لوگ باعزت لوگوں میں، زیادہ معزز اور سردار و شریف ہیں، عالموں اور فاضلوں میں شریف کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان کے ستاروں میں چودھویں رات کا چاند، ذلیل ترین وہ انسان ہے جو اپنے کو کھانے، پینے اور پہننے میں مشغول رکھتا ہے۔

حکایت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کو کسی نے ایک دفعہ ایک معروضہ پیش کیا کہ سلطان غیاث الدین بلبن کو میرے لیے ایک سفارش نامہ تحریر فرما دیجئے، چنانچہ شیخ نے لکھا کہ میں اس شخص کا معاملہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہوئے آپ تک پہنچاتا ہوں۔ اگر آپ اسے کچھ عطا کر دیں تو حقیقۃً یہ عطا کرنے والا اللہ ہی ہے، آپ مشکور ہوں گے اور اگر آپ عطا نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہی مانع اور روکنے والا ہے۔ اس طرح آپ معذور تصوّر کیے جائیں گے (یہ اشارہ تھا اس حدیث کی طرف اللّٰھمّ لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجدّ منك الجدّ۔

Marfat.com

والدہ شیخ فریدالدین گنج شکرؒ

بہت ہی بزرگ اور بڑی مستجاب الدعوات تھیں۔ حکایت ہے کہ شیخ فریدالدینؒ نے جب اجودھن میں سکونت اختیار کر لی تو شیخ نجیب الدین متوکل سے کہا جاؤ ہماری والدہ محترمہ کو دہلی سے لے آؤ۔ شیخ نجیب الدین روانہ دہلی ہو گئے چنانچہ شیخ گنج شکر کی والدہ کو لا رہے تھے کہ راستہ میں پیاس لگی، آپ ان کو کسی درخت کے سایہ میں بٹھا کر خود پانی کی جستجو میں نکلے، واپس جب آئے تو دیکھا والدہ موجود نہیں ہیں، پریشان ہو گئے اور تمام واقعہ شیخ فریدالدین سے جا کر بیان کر دیا۔ شیخ فریدالدین نے ایصالِ ثواب کے لیے کھانا پکوانے کا حکم دے دیا، کچھ عرصہ بعد شیخ نجیب الدین کا اس راستہ سے گزر ہوا، جب اُس درخت کے پاس آئے تو خیال آیا کہ شاید والدہ کا کچھ پتہ ملے لیکن اُس درخت کے نیچے اُن کو کچھ ہڈیاں ملیں جو آدمی کی معلوم ہوتی تھیں انہوں نے ان ہڈیوں کو اُٹھا کر اپنے تھیلہ میں ڈال لیا اور دل میں کہا والدہ ماجدہ کو شاید کسی شیر نے مار ڈالا، غرضیکہ وہ ہڈیوں کا تھیلہ لیے شیخ کے پاس آئے اور پھر پورا ماجرا بیان کیا، اس پر شیخ گنج شکرؒ نے فرمایا، لاؤ تھیلہ لاؤ، جب وہ تھیلہ کھول کر جھٹکا گیا تو اس میں سے ہڈی کا چوڑا تک نہ نکلا۔

Marfat.com

(۶)

سُلطانُ المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

۶۳۱ ھ ——— ۷۲۵ ھ

آپ شیخ فریدالدین گنج شکرؒ کے خلفاء میں سے تھے آپ کا نام محمد بن احمد بن علی بخاری اور آپ کا لقب سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء تھا۔ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب اور مقرب تھے آپ کی برکات کے اثرات سے ہندوستان لبریز ہے آپ کے دادا علی بخاری اور نانا خواجہ عرب دونوں اکٹھے بخارا سے لاہور شریف لائے یہاں ایک عرصہ طویل رہنے کے بعد بدایوں چلے گئے اور وہاں مستقل سکونت اختیار کی۔ آپ بہت تھوڑی سی عمر کے تھے کہ آپ کے والد ماجد اللہ کو پیارے ہو گئے جن کا مدفن بدایوں ہی میں ہے۔ شیخ نظام الدین اولیاء جب کچھ بڑے ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو ایک مدرسہ میں برائے حصول تعلیم داخل کر دیا جہاں آپ نے قرآن کریم اور اس کے علاوہ دوسری کتابیں پڑھنی شروع کیں۔ آپ کی عمر تقریباً بارہ برس کی ہو گی اُس وقت آپ لغت علم ادب پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ملتان سے ایک غزلخواں بنام ابوبکر آپ کے استاد کے پاس آیا اُس نے کہا کہ میں نے شیخ بہاؤالدین زکریا کے سامنے مجلسِ سماع میں یہ شعر پڑھا تھا ؎

لقد لسعت حیۃ الھوٰی کبدی

محبت کے سانپ نے میرے دل کو ڈس لیا ہے

اور کہنے لگا کہ مجھے اس شعر کا دوسرا مصرعہ یاد نہیں رہا شیخ نظام الدین اولیاء نے فوراً دوسرا مصرعہ پڑھ کر سنایا۔

لا طبیب لھا ولا مراقی

Marfat.com

(اس کے لیے نہ کوئی طبیب، ہے جو علاج و معالجہ کر کے اُسے دُور کر دے اور نہ
کوئی منتری ہے جو جھاڑ پھونک کر کے اس کے اثرات کو دل سے دُور کر دے)

اس کے بعد اس غزنخواں نے شیخ بہاؤالدین زکریا کی تعریفوں کے پُل باندھ دیئے اور کہنے لگا کہ اُن کے ہاں ذکر و شغل کی یہ حالت ہے کہ آپ کے ہاں کے چکی پیسنے والے مرد اور عورتیں بھی ذکر میں مشغول رہتے ہیں اور اسی قسم کی بہت سی باتیں بیان کرتا رہا لیکن اُن میں سے کسی بات نے بھی نظام الدین اولیاء کے دل پر اثر نہ کیا پھر اس غزنخواں نے کہا کہ میں وہاں سے اجودھن (موجودہ پاکپٹن) پہنچا۔ وہاں میں نے طریقت کا ایک بادشاہ دیکھا جو ایسا بہترین ہے (یعنی بابا گنج شکرؒ کے مختلف قسم کے فضائل بیان کیے) غزنخواں کی یہ باتیں سنتے ہی خواجہ نظام الدین اولیاء کے دل میں شاہِ اجودھن کی محبت وارادت نے جگہ کر لی اور ان کی طبیعت پر ایک کیف و خود رفتگی سی طاری ہو گئی اور اسی وقت سے خواجہ نظام الدین اولیاء کے دل میں شیخ فرید کی محبت پیوست ہو گئی اور اُن کے دیدار کی پیاس روز بروز بڑھتی رہی، چنانچہ اُٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے شیخ فرید کی ملاقات کا تصور اُن کے ذہن میں رہنے لگا، پھر بدایوں سے آپ بغرض حصولِ تعلیم دہلی تشریف لائے اور صدر ولایتِ شمس الملک کے تلامذہ اور شاگردوں کے زمرہ میں داخل ہو کر مقامات حریری پڑھی، اسی طرح علمِ حدیث بھی آپ ہی سے حاصل کیا۔ (آپ چونکہ علمِ منطق میں بڑے ماہر تھے اس لیے) دوسرے طالبِ علم آپ کو نظام الدین منطقی کہا کرتے تھے، یہاں سے فراغتِ تعلیم کے بعد شیخ فرید الدین کے شوقِ ارادت میں آپ پاک پٹن تشریف لے گئے اس وقت آپ کی عمر بیس ۲۰ سال کی تھی۔ پاکپٹن پہنچ کر آپ نے شیخ فریدؒ سے قرآن کریم کے چھ پارے تجوید کے ساتھ پڑھے، عوارف کے چھ باب کا درس لیا، تمہید ابو شکور سلمی اور بعض دیگر کتب بھی شیخ فرید الدین سے پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

نظام الدین اولیاءؒ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ فرید الدین سے جب مجھے شرف پابوسی حاصل ہوا اُس وقت اوّل ملاقات میں شیخ نے یہ شعر پڑھا تھا ؎

Marfat.com

اے آتشِ فراقت دلہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

(تیری فرقت اور جدائی کی آگ نے کئی دلوں کو کباب کر دیا اور تیرے شوق کی آگ نے کئی جانیں خراب کر دیں)

اس کے بعد میں نے چاہا کہ آپ کی خدمت میں حاضری کے شوق کو ظاہر کروں لیکن آپ کا خوف مجھ پر اس طرح غالب آیا کہ صرف اتنا ہی کہہ سکا کہ ملاقات کا شوق بے انتہا غالب تھا۔ پھر مجھ پر خوف کے آثار دیکھ کر فرمایا ہر نئے آنے والے کو دہشت ہوتی ہے اسی دن میں نے آپ سے بیعت کی اور پھر پوچھا کہ اب کیا ارشاد ہے؟ کیا پڑھنے کا سلسلہ ختم کر کے اب ورد و وظائف میں مشغول ہو جاؤں؟ فرمایا ہم کسی کو حصولِ تعلیم سے منع نہیں کرتے وہ بھی کرو اور یہ بھی کرو، پھر دیکھو کون غالب آتا ہے۔ نیز فقیر اور درویش کے لیے کچھ علم بھی ضروری ہے، اس کے بعد شیخ نظام الدین اولیاء نعمت خلافت حاصل کر کے دہلی واپس آ گئے۔ پیر و مرشد شیخ فرید الدین گنج شکر کے پاس آپ دہلی سے پاکپٹن تمام عمر میں تین مرتبہ گئے، شیخ فرید الدین کے انتقال کے وقت خواجہ نظام الدین اولیاء اتفاقاً اسی طرح موجود نہ تھے جس طرح کہ شیخ فرید الدین گنج شکرؒ اپنے مرشد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے وصال کے وقت اُن کے پاس موجود نہ تھے اور اسی طرح خواجہ قطب الدین اپنے شیخ حضرت معین الدین چشتیؒ کے انتقال کے وقت ان کے پاس موجود نہ تھے اس واقعہ کے بعد باشارۂ غیبی خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی چھوڑ کر اس کے قریب بستی غیاث میں قیام پذیر ہو گئے جہاں آپ کی خانقاہ بھی ہے۔

نظام الدین اولیاءؒ نے ایک بار فرمایا کہ جب معز الدین کیقباد نے وہاں ایک نیا شہر آباد کرنا چاہا تو اس وقت لوگ بڑی کثرت سے میرے پاس آنے لگے، یہاں تک بادشاہ، رئیس و امیر سبھی لوگ میری طرف رجوع کرنے لگے تو میرے دل میں خیال آیا کہ اب یہاں سے بھی چلا جانا چاہیئے میں اسی خیال میں تھا کہ ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد میرے پاس ایک نازک اندام خوبصورت آرزو آیا اور اس نے یہ شعر پڑھا ؎

Marfat.com

آں۔ دزکہ منہ شدی نمی دانستی
کانگشت نمائے عالمے خواہی شد

(یعنی جب آپ ماہتاب بنے تھے اس وقت یہ کیوں نہ سمجھا کہ تم دنیا کے انگشت نما بنو گے)۔

پھر اس جوان نے کہا کہ طریقہ یہ ہے کہ اوّل تو مشہور ہی نہ ہونا چاہیئے، اور اگر شہرت عام ہو جائے تو پھر اس طرح رہنا چاہیئے کہ کل کو محشر کے میدان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی نہ اُٹھانی پڑے، پھر فرمایا کہ یہ قوت اور حوصلہ کی بات نہیں کہ مخلوقِ خدا سے پوشیدہ ہو کر اللہ کی یاد کی جائے، بلکہ قوت اور حوصلہ تو یہ ہے کہ مخلوقِ خدا میں رہ کر خدا کی یاد کی جائے، جب اس سیم تن نے اپنی تمام باتیں کہہ لیں تو میں اس کے لیے کچھ کھانا لایا لیکن اُس نے کچھ نہ کھایا، اس وقت مَیں نے اپنے دل سے عہد لیا کہ اب یہاں سے کسی اور جگہ نہ جاؤں گا، پھر اس نے تھوڑا سا پانی پیا اور چلا گیا۔ اس روز کے بعد آج تک پھر مَیں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا۔ غرضیکہ نظام الدین اولیاءؒ نے جب وہاں رہنے کا پختہ ارادہ کر لیا تو خدا تعالیٰ نے انہیں کافی مقبولیت دی عام و خاص سب لوگ آپ کی طرف رجوع کرنے لگے۔ اس کے بعد دست غیب اور فتوحات کے دروازے آپ پر کھل گئے اور ایک جہاں اللہ تعالیٰ کے احسان و انعام کی مدد سے آپ کے ذریعہ سے فائدہ حاصل کرنے لگا۔ آپ کا اپنا حال یہ تھا کہ تمام اوقات ریاضت اور مجاہدہ میں گزارتے، ہمیشہ روزہ رکھتے اور افطار کے وقت تھوڑا سا پانی پی لیتے۔ بوقتِ سحری عام طور پر کچھ نہ کھاتے۔ خادم جب کہتے کہ آپ نے افطار کے وقت بھی تھوڑا سا چکھا تھا اگر سحری میں بھی نہ کھائیں گے تو کیا حال ہوگا، ضُعف، اور کمزوری میں روز بروز اضافہ ہوتا جائے گا۔ خادموں کی یہ باتیں سننے کے بعد رو کر فرماتے۔ بہت سے مسکین اور درویش مسجدوں اور بازاروں میں بھوکے پڑے فاقے کر رہے ہیں۔ اب بتاؤں ان کی حالت دیکھ کر یہ کھانا میرے حلق سے نیچے کیسے اُترے گا تب خادم مجبوراً آپ کے سامنے سے سحری کا کھانا اُٹھا لیتے تھے۔

Marfat.com

منقول ہے کہ شیخ نظام الدین اولیاءؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اپنے شیخ کے ساتھ کشتی میں سوار تھا، شیخ نے مجھے بُلایا اور فرمایا کہ میرے سامنے آؤ مجھے تم سے کچھ کہنا ہے، سنو، جب دہلی پہنچو، مجاہدہ کرنے رہنا بیکار رہنے میں کوئی فائدہ نہیں، روزہ رکھنا آدھی منزل ہے، اور بقیہ اعمال مثلاً نماز۔ حج، یہ دوسری آدھی منزل ہیں، پھر ایک مرتبہ شیخ فرید نے فرمایا کہ میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ آپ اللہ سے جو مانگیں گے وہ مل جائے گا، ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ اے نظام الدین ہم نے تمہارے لیے اللہ سے دنیاوی قوت بھی مانگ لی ہے خلیفہ بنانے وقت شیخ فریدالدینؒ نے فرمایا کہ سلوک کے راستہ پر مستعد رہنے کے لیے مجاہدہ کرتے رہنا۔ ایک مرتبہ شیخ فریدالدین گنج شکرؒ اپنے کمرے میں ننگے سر بیٹھے ہوئے تھے چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر تھا اور یہ شعر پڑھ رہے تھے ؎

رُباعی

خواہم کہ ہمیشہ در رضائے توزیم ❊ خاکی شوم و بزیر پائے توزیم
مقصودِ من خستہ ز کونین توئی ❊ از بہر تو میرم و برائے توزیم

(میری تمنا یہ ہے کہ ہمیشہ تیری رضا میں رہوں اور خاک ہو کر تیرے پاؤں میں زندگی گزاروں دونوں جہانوں میں مجھ خستہ حال کا مطلوب آپ ہی ہیں میرا مرنا بھی تیرے لیے اور جینا بھی تیرے لیے ہے)

شیخ فریدؒ ان اشعار کو پڑھنے کے بعد خدا کے حضور سجدہ ریز ہوئے، جب متعدد بار شیخ نے اسی طرح کیا تو میں آپ کے حجرے میں داخل ہوا اور شیخ کے قدموں میں اپنا سر رکھا آپ نے فرمایا کیا چاہتے ہو، میں نے کچھ دینی اور مذہبی امور طلب کیے، سو آپ نے وہ امور مجھے عطا فرما دیئے، اس کے بعد مجھے افسوس ہوا کہ میں نے محفلِ سماع میں مرنے کی خواہش کیوں نہ کی۔

منقول ہے کہ شیخ فریدالدین ہمیشہ اپنے کمرے میں اکیلے رہا کرتے تھے، کمرے کا دروازہ اندر سے بند فرما کر تمام شب راز و نیاز میں مشغول رہتے صبح کو آپ کے درخشندہ چہرے کو جو کوئی دیکھتا تو یہی کہتا کہ شب بیداری کی وجہ سے آپ کی آنکھیں سرخ ہیں، لوگوں کا بیان ہے

Marfat.com

کہ میر خسرو دہلویؒ نے اپنے پیر و مرشد خواجہ نظام اولیاءؒ محبوب الٰہی کی تعریف میں یہ شعر کہا ہے ؎

تو شبانہ می نمائی بیرکہ بودے امشب ؛ کہ ہنوز چشم مستت اثرے خمار دارد

(آپ ہمیشہ رات کو دیدار کرتے ہیں مگر آج رات کوئی خاص بات ہوئی ہے جس کی وجہ سے اب تک آپ کی آنکھوں میں خمار کے اثرات موجود ہیں)

منقول ہے کہ ایک مرتبہ محبوب سبحانی خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے فرمایا کہ ایک واقعہ میں مجھے ایک خط دیا گیا جس میں لکھا تھا کہ جب تک اور جتنا ممکن ہو لوگوں کے دلوں کو آرام پہنچاؤ کیونکہ مسلمان کا دل حقیقت میں خدا کے ظہور کا مقام ہے، قیمت کے بازار میں کوئی سامان اتنا مقبول نہ ہوگا جتنا دلوں کو آرام پہنچانا منقول ہے۔

منقول ہے کہ ایک روز خواجہ نظام الدین اولیاءؒ دوپہر کو آرام فرما رہے تھے، اسی دوران ایک درویش آیا جس کو آپ کے ایک خادم نے واپس کر دیا، محبوبِ سبحانیؒ نے اسی قیلولہ کی حالت میں اپنے شیخ فرید الدین گنج شکر کو خواب میں دیکھا جو فرما رہے تھے کہ اگر آپ کے گھر میں کوئی چیز نہیں ہے تو کم از کم آنے والے کے ساتھ حسنِ سلوک کی تو رعایت کیا کریں، یہ کہاں کا قاعدہ ہے کہ ایک خستہ دل، مجبور اور معذور کو یونہی لوٹا دیا جائے چنانچہ محبوبِ سبحانیؒ نے بیدار ہو کر اس واقعہ کی تحقیق کی اور جس خادم نے آنے والے درویش کو لوٹا دیا تھا اس پر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ میرے مرشد شیخ فرید الدینؒ اس واقعہ سے مجھ پر بہت ناراض ہوئے ہیں اور مجھ پر خفگی کا اظہار فرمایا ہے، اس کے بعد محبوبِ سبحانیؒ نے یہ دستور بنا لیا تھا کہ قیلولہ کے بعد جب بیدار ہوتے تو پوچھتے کہ کوئی آیا تھا یا نہیں ؟

منقول ہے کہ کچھ لوگوں نے محبوب سبحانیؒ سے ملاقات کرنے کا ارادہ کیا اور آتے وقت انہوں نے شیخ کو بطور تحفہ پیش کرنے کے لیے کچھ چیزیں خرید لیں، ان لوگوں میں ایک طالب علم بھی تھا اس نے کہا ان تمام تحفوں کو ایک ساتھ ہی پیش کر دیں گے تاکہ خادم کو گھر لے جانے میں آسانی رہے، اس طالبِ علم نے یہ حرکت کی کہ تھوڑی سی مٹی اٹھا کر

Marfat.com

ایک کاغذ میں باندھ دی، سب نے محبوبِ سبحانیؒ کی خدمت میں حاضری دی اور ہر ایک نے شیخ کی خدمت میں اپنا اپنا تحفہ پیش کیا اور اس طالبِ علم نے وہ مٹی کی پڑیا پیش کی، شیخ کے خادم نے وہ تمام تحائف اٹھانے شروع کر دیئے اور جب وہ پڑیا اٹھانے لگا تو شیخ نے فرمایا اس کو یہیں رہنے دو اس کے اندر ہماری آنکھوں میں ڈالنے کا سرمہ ہے جب طالب علم نے یہ بات سُنی تو اس نے اپنی حرکت سے توبہ کی، پھر شیخ نے اس طالبِ علم سے فرمایا کہ تمہیں کھانے وغیرہ کی جب ضرورت ہو تو میرے پاس آجایا کرو۔

منقول ہے کہ ایک آدمی اپنے گاؤں سے محبوب سبحانیؒ کی ملاقات کے ارادہ سے اپنے گھر سے روانہ ہوا، اثنائے سفر میں جب وہ قصبہ بوندی پہنچا تو وہاں ایک بزرگ رہتے تھے اور لوگ اُن بزرگ کو شیخ مؤمن کہتے تھے، یہ آدمی اُن بزرگ سے بھی ملنے چلا گیا۔ (جب یہ اُن کے پاس پہنچا) تو اُنہوں نے فرمایا، کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اُس نے کہا شیخ نظام الدینؒ کے پاس جانے کا، شیخ مومن نے فرمایا کہ محبوبِ سبحانی کو میرا سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ جمعہ کی ہر شب کو میں آپ سے خانہ کعبہ میں ملا کرتا ہوں، اس آدمی نے محبوبِ سبحانی کی خدمت میں حاضری دی اور کہا کہ قصبہ بوندی کے درویش نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ باتیں کہی ہیں، اس پر محبوب سبحانی ذرا بے چین ہوئے اور فرمایا کہ وہ بہت بلند مرتبہ درویش ہے مگر اپنی بات پر برقرار نہیں رہتا۔

منقول ہے کہ ایک دفعہ سلطان علاؤالدین خلجی نے بطور امتحان امورِ مملکت کے انتظام کے لیے محبوب سُبحانیؒ کی خدمت میں چند فصلیں لکھ بھیجیں جن میں ایک فصل کا مضمون یہ تھا،

"حضرت شیخ کونین کے محذوم ہیں لوگوں کی دینی اور دنیاوی اکثر حاجتیں آپ کے دربار سے پوری ہوتی ہیں اور اللہ نے دنیا کی مملکت کی باگ ڈور ہمارے ہاتھ میں دی ہے، اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ مملکت کے مصالح آپ کے سپرد کر دیئے جائیں تاکہ جس امر میں مملکت کی بھلائی اور ہماری بہتری ہو آپ اس سے ہم لوگوں کو آگاہ فرما دیا کریں، اسی کے متعلق چند متعلقہ مرتب فصلیں جناب والا کی خدمت میں پیش ہیں۔ جس امر میں بھلائی اور خیر ہو

اس کے نیچے تحریر فرمادیں تاکہ ہم اس پر عمل کرا سکیں۔"

سلطان علاؤ الدین خلجی نے یہ فرمان اپنے محبوب فرزند خضر خاں کے ذریعہ جو خواجہ نظام الدین کا مرید بھی تھا، خضر خاں نے جب یہ فرمان سربمہر شیخ محبوب سبحانیؒ کے دستِ اقدس میں دیا تو آپ نے اُسے کھولے بغیر حاضرین مجلس سے فرمایا آؤ فاتحہ پڑھیں اس کے بعد فرمایا شاہی معاملات اور امور سے فقیروں کا کیا واسطہ، میں ایک فقیر، شہر کے ایک کونے میں پڑا ہوا بادشاہ اور دیگر مسلمانوں کے لیے دُعا کر رہا ہوں، اگر مجھے اس شہر میں رہنے کی وجہ سے پھر کچھ کہا گیا تو اس شہر کو چھوڑ کر کسی اور جگہ چلا جاؤں گا کیونکہ خدا کی زمین بہت وسیع ہے، سلطان علاوالدین خلجی کو جب یہ خبر پہنچی تو بہت خوش ہوا اور اس کے بعد آپ کا عقیدت مند ہو گیا اور کہلا بھیجا کہ اگر جناب والا اجازت دیں تو حاضر ہوں، جس کے جواب میں محبوبِ سبحانیؒ نے کہلا بھیجا کہ آنے کی چنداں ضرورت نہیں میں آپ کی غیوبت میں آپ کے لیے دعا کرتا ہوں کیونکہ عدم موجودگی میں جو دُعا کی جاتی ہے وہ پُر تاثیر ہوتی ہے۔ سلطان نے اس کے بعد پھر ملنے کے لیے منّت وسماجت کی تو آپ نے کہلا بھیجا کہ فقیر کے گھر کے دو دروازے ہیں اگر بادشاہ سلامت ایک دروازے سے آئیں گے تو میں دوسرے دروازے سے نکل کر باہر چلا جاؤں گا۔

منقول ہے کہ محبوبِ سبحانی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سماع کے جتنے اوصاف سُنے ہیں ان تمام اوصاف سے زائد اخلاقِ حمیدہ کے اعتبار سے شیخ کبیر کو محمول کرتا ہوں، ایک دن میں نے اپنے شیخ کی زندگی میں بھری مجلس میں ایک کہنے والے سے یہ شعر سُنا تھا ؎

مخرام بدیں صفت مبادا ٭ کز چشم بدت رسد گزندے

(دنیا کی زندگی میں اس طرح نہ رہو کہ کہیں خدانخواستہ تمہیں نظر بد لگ کر تکلیف پہنچے)۔

آج مجھے شیخ کے اخلاق حمیدہ اور بزرگی اور مہربانی یاد آتی ہیں جس کے وہ مجسمہ اور پیکر تھے اتنا کچھ فرمانے کے بعد محبوب سُبحانی کی آنکھوں میں آنسو آگئے پھر فرمایا کہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد میرے شیخ نے جانِ جانِ آفریں کے حوالے کی۔

Marfat.com

منقول ہے کہ ایک آدمی نے حضرت محبوب سبحانی کی مجلس میں کہا کہ فلاں جگہ پر آپ کے دوست جمع ہیں اور مختلف قسم کے باجے بجا رہے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تو ان کو گانے باجے اور محرمات سے دُور رہنے کا حکم دیا تھا انہوں نے اچھا نہیں کیا اور پھر اُن کے اس طرزِ عمل کی بڑی شدّ و مد سے تردید کی کہ ان لوگوں نے غلو سے کام لیا ہے، شریعت میں قوالی وغیرہ اور مزامیر کی کوئی اجازت نہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ شیخ مدالدین کرمانی ایک مرتبہ شیخ شہاب الدین کے پاس آئے، چنانچہ شیخ شہاب الدین نے اپنی جانماز اکٹھی کر کے اپنے زانو کے نیچے رکھ لی اس سے مطلب آنے والے کی تعظیم کرنا ہوتی ہے جب رات ہوئی تو شیخ اوحدالدین نے سماع سننے کی خواہش ظاہر کی، شیخ شہاب الدین نے محفل سماع کے لیے ایک جگہ منتخب کی اور اُسے خوب صاف و ستھرا کرایا اور اس کے بعد غزلخواں کو بُلوایا اور خود گھر کے ایک کونے میں جا کر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔

منقول ہے کہ محبوب سبحانیؒ نے موت سے چالیس دن پہلے کھانا ترک فرما دیا تھا اور آخری وقت جب اس دنیا سے جا رہے تھے تو پوچھنے لگے کہ نماز کا وقت ہو گیا اور کیا میں نے نماز پڑھ لی ہے؟ اس پر لوگ جواب دیتے کہ جی ہاں آپ نماز ادا فرما چکے ہیں تو ارشاد فرماتے کہ میں دوبارہ پھر پڑھتا ہوں۔ غرضیکہ ہر نماز کو تکرار سے پڑھتے اور فرماتے کہ ہم جا رہے ہیں ہم جا رہے ہیں، ہم جا رہے ہیں، پھر خادم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر گھر میں کسی قسم کا کوئی سامان رہا تو کل قیامت کے روز اس کے متعلق جواب دینا پڑے گا۔ چنانچہ خادم نے سب کچھ لوگوں میں تقسیم کر دیا، البتہ وہ غلّہ رہنے دیا جو درویشوں کے کھانے کے لیے تھا (آپ نے خادم سے) پھر فرمایا کہ مُردہ مال کیوں رکھ چھوڑا ہے اس کو بھی نکال پھینکو اور گھر میں جھاڑو دے دو، تب خادم نے غلّہ خانے کے دروازے کھول دیئے اور لینے والے لوگوں کا ایک ہجوم جمع ہو گیا اور تمام غلہ لے گئے، اس کے بعد دوسرے خادموں نے عرض کیا کہ آپ کے بعد ہم غریبوں کا کیا حال ہوگا۔ آپ نے فرمایا (کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں) ہمارے روضہ سے تمہیں اتنا مل

Marfat.com

جایا کرے گا جو تمہاری ضروریات کے لیے کافی ہوگا۔ ان خادموں نے پھر عرض کیا کہ ہم میں سے آمدنی کو کون تقسیم کیا کرے؟ آپ نے فرمایا، تقسیم کرنے کا حقدار وہ ہے جو اپنے حصہ سے دستبردار ہو جایا کرے گا۔ بعد طلوع آفتاب بروز چہار شنبہ، ۱۸ ربیع الاول ۵۶۱ھ میں آپ نے وفات پائی۔ حضرت محبوب سبحانی کا ارشاد ہے کہ چلنے والا کمال کی طرف متوجہ رہتا ہے یعنی سالک جب تک سلوک کے مراحل طے کرتا رہتا ہے تو کمال کا اُمیدوار رہتا ہے۔

اُمیدوار کی تین قسمیں ہیں۔ سالک[1]، واقف[2]، راجع[3]، سالک وہ ہے جو راہِ سالک میں مسلسل چلتا رہے۔ واقف وہ ہے جس کو راہِ سلوک میں کوئی دقت پیش آئے، اس مقام پر لوگوں نے عرض کیا کہ کیا سالک کو بھی اس راہ میں وقفہ پیش آجاتا ہے؟ فرمایا ہاں! اس وقت جب سالک کو عبادت کرنے میں کوئی کمی اور لغزش ہو جائے جس سے عبادت کا ذوق و لطف ختم ہو جائے تو اس وقت سالک کے لیے بھی وقفہ پیدا ہو جاتا ہے، اس حالت میں اگر سالک، فوراً کوئی تدبیر کر کے خدا کے حضور توبہ کر لے تو اپنی اصلی حالت پر رہ سکتا ہے اور اگر خدانخواستہ وہ اپنی موجودہ حالت پر ہی رہے تو پھر اس بات کا سخت خطرہ ہے کہ کہیں راجع نہ بن جائے اس کے بعد سالک سے جو سلوک کے راستہ پر چلتے ہوئے لغزشیں ہو جاتی ہیں اُن کو بیان کیا کہ وہ کل سات ہیں۔ اعراض[1]، حجاب[2]، تفاصل[3]، سلبِ مزید[4]، سلبِ قدیم[5]، تسلی[6]، عداوت[7] پھر فرمایا کہ عاشق و معشوق دو دوست ہیں جو باہم دیگر ایک دوسرے کی محبت میں رہتے ہیں جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

الفت کا جب مزا ہے کہ دونوں ہوں بیقرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

اسی حالت میں اگر عاشق سے کوئی ایسی چیز سرزد ہو جائے جو معشوق کو ناپسند ہو تو معشوق اپنے اس عاشق سے اعراض کرتا ہے، یعنی اپنی توجہ اس کی طرف نہیں کرتا اس لیے عاشق کے لیے ضروری ہے کہ وہ فوراً ہی توبہ کر کے عذر خواہی کرے، جس کے نتیجہ میں اس پر معشوق لازماً خوش ہو جائے گا، اور عاشق اگر اپنی غلطی پر مصر رہے اور معذرت نہ کرے

Marfat.com

تو یہ اعراض اس وقت حجاب بن جاتا ہے، یعنی معشوق اپنے اور عاشق کے مابین پردہ ڈال لیتا ہے۔ اس صورت میں عاشق پر ضروری ہے کہ گریہ وزاری، آہ وبکا کے ساتھ توبہ کرے، اگر اس مرحلہ میں ذرا سی کوتاہی سے کام لیا گیا تو یہ حجاب، تفاصل یعنی جدائی سے تبدیل ہو جائے گا۔ یعنی یوں ہوا ہے کہ معشوق اپنے عاشق سے جدا ہو جاتا ہے، اگر اس حالت پر بھی کوئی عذر خواہی نہ کرے تو پھر تفاصل، سلبِ مزید سے تبدیل ہو جاتا ہے، یعنی عاشق سے درود، وظیفہ، عبادت وغیرہ کا ذوق اور لطف ختم کر دیا جاتا ہے، اب بھی اگر عاشق اپنی ہٹ دھرمی پر ڈٹا رہے اور کوئی عذر وغیرہ نہ کرے تو سلبِ مزید، سلبِ قدیم کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ یعنی عبادت وطاعت کی راحت وثواب جو پہلے سے حاصل تھا وہ چھین لیا جاتا ہے، اس حالت میں بھی اگر توبہ واستغفار میں کوتاہی سے کام لیا گیا تو سلبِ قدیم، تسلی میں متشکل ہو جاتا ہے یعنی معشوق دل سے اپنے اس عاشق کی جدائی کا متمنی اور خواہش مند ہو جاتا ہے اس وقت بھی اگر توبہ واستغفار میں غفلت سے کام لیا گیا تو تسلی، عداوت سے متبدل ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو غلطیوں اور لغزشوں سے محفوظ رکھے، ایک مرتبہ فرمایا کہ سماع نہ مطلقاً جائز ہے نہ مطلقاً ناجائز وحرام ہے، لوگوں نے دریافت کیا، حضرت سماع کا کیا حکم ہے؟ فرمایا جیسے سننے والے ہوں (پھر ذرا تفصیل سے فرمایا) کہ سماع تو ایک خوش اور بہترین آواز کے سننے کا نام ہے اس لیے اسے ناجائز نہیں کہا جا سکتا البتہ وہ سماع جس میں مزامیر اور باجے وغیرہ ہوں وہ سب کے نزدیک مطلقاً حرام وناجائز ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ بعض مرید ایسے ہوتے ہیں جو اپنے پیر ومرشد پر اکتفا نہیں کرتے اور دوسرے پیر کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس سے خرقہ حاصل کر لیتے ہیں، میرے نزدیک یہ حرکت کوئی قابلِ قبول نہیں، دراصل بیعت تو وہی ہے جو پہلی مرتبہ کسی کے ہاتھ پر کی جائے، اگرچہ وہ پیر ومرشد ایک عام ہی کیوں نہ ہو۔

خواجہ نظام الدین اولیاء سے کسی نے ایک مرتبہ شیخ منصور حلاج کے متعلق دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا کہ مردہ دراصل خیر نساج کا مرید تھا جن کی ارادت وعقیدت سے منہ

Marfat.com

موڑ کر شیخ جنید بغدادی سے بیعت کرنا چاہی تو شیخ جنیدؒ نے فرمایا کہ تم دراصل خیر نساج کے مرید ہو، میں تمہیں دوبارہ بیعت نہیں کرتا، چنانچہ شیخ جنیدؒ جو اپنے وقت کے مقتدا اور کامل تھے انہوں نے حلاج کو واپس کر دیا، چونکہ شیخ منصور حلاج کو آپ نے واپس لوٹا دیا تھا اس لیے دوسرے تمام مشائخ نے بھی ان سے بیعت نہ لی۔

محبوبِ سبحانی نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اگر کوئی مرید اپنے شیخ سے عرض کرے کہ میں آپ کا مرید ہوں اور پیر صاحب فرمائیں کہ تو میرا مرید نہیں ہے تو اس حالت میں اس کو مرید ہی تصور کیا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی شیخ اپنے کسی مرید سے کہے تو میرا مرید ہے اور مرید کہے کہ میں آپ کا مُرید نہیں تو ایسے شخص کو مرید نہیں سمجھا جائے گا، اس لیے کہ ارادت دراصل مرید کا فعل ہے جو شیخ کا کام نہیں۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ سچے لوگوں کی صبح صبح کے وقت ہوتی ہے اور عاشقوں کی صبح شام سے شروع ہوتی ہے جو عشاء سے فجر کی نماز تک شب بیدار رہ کر زندہ و تابندہ رہتے ہیں انہیں لوگوں کو مشائخ کہا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ پیر و مرشد کی صحبت سے جو خرقہ حاصل کیا جائے وہ کسی دوسرے کو نہ دیا جائے اُسے دھونا ناجائز نہیں مگر بہتر یہی ہے کہ اُسے دھویا نہ جائے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ انوارِ الٰہی سے فیض یافتہ پیر اگر وصیت کرے کہ قبر میں اس کے برابر فلاں عمدہ چیز رکھ دی جائے تو اس چیز کو اس کے پہلو میں رکھنا جائز ہے یا یہ وصیت کرے کہ فلاں صالح فرزند کو یہ چیز دے دی جائے تو لازمی طور پر وہ چیز موصیٰ لہٗ کو دے دی جائے۔

سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ محبوب سبحانی خواجہ نظام الدینؒ کو جب قبر میں اُتارا گیا۔ تو وہ خرقہ جو آپ کو شیخ فرید الدین گنج شکرؒ نے عنایت فرمایا تھا وہ آپ کے جسم پر اُوڑھا دیا گیا اور شیخ کی جائے نماز آپ کے سر مبارک کے نیچے رکھ دی گئی۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ کل قیامت کے دن کچھ لوگوں کو چوروں کی جماعت کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا یہ لوگ کہیں گے کہ (اے باری تعالیٰ) ہم نے تو (دنیا میں) کوئی چوری نہیں کی

تھی (پھر ہمیں چوروں کے ساتھ کیوں کھڑا کیا گیا ہے) تو آواز آئے گی کہ تم نے جوانمردی کا لباس تو پہنا مگر عمل کوئی نہ کیا۔ آخر کار یہ لوگ بھی نیک لوگوں کی شفاعت سے نجات پائیں گے۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ اس ضعیف نے جتنے خرقے پہنائے ہیں ان میں سے چار کو خرقۂ ارادت پہنایا ہے اور باقی دیگر لوگوں کو محض برکتہً خرقہ دیا ہے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ تصوف کی کتابوں میں لکھا ہے سلوک کے سو درجے ہیں جن میں سے ستر ھواں درجہ کشف و کرامت ہے، اگر سالک اسی میں رہ جائے تو باقی تراسی ۸۳ درجوں کا حصول کب کرے گا اس لیے فقیر درویش کو اپنی نظر کشف و کرامت تک محدود نہیں رکھنا چاہیئے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ جب میرے مخدوم نے مجھے خلافت سے نوازا تو ارشاد فرمایا کہ اللہ نے تمہیں علم، عقل اور عشق کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے جس میں یہ تینوں چیزیں موجود ہوں وہ خلافتِ شیخ اور مشائخ کا مستحق ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انہیں تین چیزوں سے کام بحسن و خوبی پایۂ تکمیل تک پہنچتا ہے۔ حضرت محبوب سبحانی اور تمام مشائخ اور بزرگوں پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

والدہ ماجدہ شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

بی بی زلیخا

شیخ نظام الدین اولیاء کی والدہ ماجدہ تھیں، شیخ فرمایا کرتے تھے کہ میری والدہ کو اللہ سے خاص تعلق تھا، جب ان کو کوئی ضرورت درپیش ہوتی تو وہ پہلے ہی اس کام کے متعلق خواب دیکھ لیا کرتیں تھیں اور اس کام کو انجام دینے میں انہیں اختیار حاصل ہو جاتا تھا، میری خود یہ حالت ہے کہ جب کوئی ضرورت پڑتی ہے تو میں والدہ ماجدہ کے مزار پر جا کر عرض کرتا ہوں اور میرا وہ کام تقریبًا ایک ہفتہ کے اندر ہی ہو جاتا ہے اور ایسا بہت کم اتفاق ہوتا ہے کہ اس کے پورا ہونے میں ایک مہینہ لگے، میری والدہ ماجدہ

کو ان کی زندگی میں جب کوئی ضرورت ہوتی تو وہ پانچ سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر اپنا دامن پھیلا کر دعا مانگتی تھیں اور جو چاہتی تھیں مل جاتا تھا، میری والدہ ماجدہ اتنی مقبول بارگاہ تھیں کہ جب ہمارے گھر میں کھانے کو کچھ نہ ہوتا تو فرماتیں آج ہم اللہ کے مہمان ہیں۔ ان کی اس بات سے مجھے ایک خاص ذوق حاصل ہوا ہی تھا کہ اچانک کوئی آدمی ایک اشرفی کا غلہ ہمارے گھر ڈال گیا اور اتنے دنوں تک چلا کہ میں اس کے ختم نہ ہونے سے تنگ آگیا اور اس ذوق کا منتظر رہا کہ والدہ ماجدہ فرمائیں آج ہم اللہ کے مہمان ہیں۔ اُن کی اس بات سے مجھے وہ ذوق سکون و چین ملا جسے بیان نہیں کر سکتا۔

حکایت ہے کہ سلطان قطب الدین بن سلطان علاؤ الدین خلجی نے شیخ نظام الدین اولیاء سے جھگڑنا چاہا اور جھگڑنے کا ابتدائی سبب یہ ہوا کہ اُس نے قلعہ سیپری میں ایک جامع مسجد بنائی اور تمام مشائخین کو حکم دیا کہ وہ جمعہ کی نماز اس جامع مسجد میں پڑھیں شیخ نظام الدین اولیاء کو بھی وہاں آنے کی دعوت دی لیکن آپ نے جانے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے قریب کی مسجد اس کی زیادہ مستحق ہے کہ اس میں نماز پڑھی جائے اس لیے میں یہیں جمعہ پڑھوں گا غرض کہ آپ مسجد سیپری جمعہ پڑھنے نہیں گئے دوسری وجہ مخالفت کی یہ ہوئی کہ بادشاہ کا یہ حکم تھا کہ ہر ماہ کی چاند رات کو تمام مشائخین، علماء، رئیس اور معززین شہر نئے چاند کی مبارکباد پیش کرنے بادشاہ کے حضور حاضر ہوتے لیکن شیخ نظام الدین خود نہ جاتے بلکہ اپنی طرف سے اپنے ملازم خاص اقبال کو روانہ کر دیا کرتے تھے۔ حاسد لوگوں نے یہ بات بھی بادشاہ سے لگا کر اس کو آپ کی دشمنی پر اور ابھارا چنانچہ بادشاہ نے غرور میں آکر کہا کہ جو کوئی آئندہ مہینہ کی پہلی تاریخ کو نہیں آئے گا ہم اس کو سخت سزا دیں گے، شیخ کو جب یہ معلوم ہوا تو بغیر کچھ کہے ہوئے سیدھے اپنی والدہ کی قبر پر گئے اور دُعا کرتے ہوئے کہا کہ اس بادشاہ نے مجھے سزا دینے کا عزم کیا ہے اگر وہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہو گیا تو پھر آپ کی زیارت کے لیے کبھی نہ آسکوں گا، یہ باتیں اپنی والدہ سے نماز ادا کے ساتھ کر کے اپنے گھر میں آکر بیٹھ گئے، آئندہ مہینہ کی پہلی تاریخ کو اللہ کے حکم سے بادشاہ

Marfat.com

پر یہ مصیبت آئی کہ خسرو خاں پروان نے جو کہ مقربین دربار میں سے تھا بادشاہ کو قتل کر کے اس کی لاش محل سے باہر پھینک دی جیسا کہ مشہور ہے۔

حکایت ہے کہ نظام الدین اولیا فرمایا کرتے تھے کہ جمادی الثانی کی پہلی تاریخ کو میری والدہ دنیا سے رخصت ہوئی ہیں، میرا دستور تھا کہ ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کو والدہ کے قدموں پر گرتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ نوچندی کے دن چاند دیکھ کر میں نے والدہ ماجدہ کی قدم بوسی کی تو فرمایا آئندہ مہینہ میں کس کے قدموں پر سر رکھو گے؟ میں سمجھ گیا کہ اب نہ رہیں گی، میری حالت غیر ہو گئی اور میں رونے لگا، اور روتے ہوئے کہا اماں جان! مجھ غریب بے چارہ کو کس کے سپرد کیجئے گا؟ فرمایا کل صبح بتائیں گے پھر فرمایا۔ آج رات شیخ نجیب الدین متوکل کے گھر آرام کرو چنانچہ میں ان کے حکم کے مطابق رات کو شیخ کے گھر میں چلا گیا۔ شب کے اخیر حصہ میں جب کہ صبح ہونے والی تھی خادم نے آکر کہا کہ بی بی تمہیں بلا رہی ہیں جب میں حاضر ہوا تو فرمایا کل تم نے ایک بات پوچھی تھی جسے بتانے کا میں نے وعدہ کیا تھا۔ اب کہتی ہوں پھر میرا سیدھا ہاتھ پکڑ کر کہا اے اللہ! اسے تیرے حوالہ کیا۔ بس اتنا کہا اور جاں بحق ہو گئیں۔

آپ کا روضہ مبارک شیخ نجیب الدین متوکل کے مقبرے کے پاس ہے اسی مقام پہ اپنی زندگی میں رہا کرتی تھیں، بی بی نور جہاں پر عام طور پر خواتین بکثرت جاتی ہیں مگر درحقیقت یہ بی بی نور کا مزار ہے تو اس کے عقب ہی والدہ مرحومہ کا مزار واقع ہے اللہ آپ سب پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔

بی بی اولیاءؒ

اپنے زمانہ کی نیک عورتوں میں سے تھیں، کہتے ہیں کہ چلہ کھینچنے کے لیے آپ چالیس دن تک حجرے میں رہتیں، اور ان کے دروازے بند کر لیا کرتیں تھیں اور اپنے ساتھ چالیس لونگیں بھی لے جایا کرتی تھیں اور جب چلہ سے باہر نکلتیں تو لوگ دیکھتے کہ آپ نے صرف چند لونگیں کھائی ہیں اور باقی ویسی ہی بچی ہوئی موجود ہیں۔

Marfat.com

کہتے ہیں کہ سلطان محمد تغلق بادشاہ آپ کا پکا معتقد تھا۔ باقی حال اللہ ہی جانتا ہے، آپ کا مزار دہلی میں قلعہ علائی کے باہر واقع ہے، آپ کی بکثرت اولاد ہے جن میں سے ہر ایک عورت کا نام اولیاء ہی ہے۔

نیز آپ کی اولاد میں سے ایک شخص شیخ احمد نہایت پختہ کار تھے جو اکثر و بیشتر مشائخین کے صحبت یافتہ تھے۔ اللہ آپ دونوں اور سب پر اپنی رحمتیں نازل کرے آمین۔

Marfat.com

(۷)

حضرت شیخ احمد امامِ ربانی مجددِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ

۹۷۱ھ ——— ۱۰۳۴ء

آپ کا سلسلہ نسب (۲۸) واسطوں کے ذریعہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، ۹۷۱ھ میں آپ پیدا ہوئے بہت قلیل عرصہ میں علوم عقلی ونقلی سے فراغت حاصل کی اور اپنے والد بزرگوار سے سلسلہ چشتیہ قادریہ سہروردیہ اور کبرویہ کی اجازت حاصل کی۔ پھر حجاز تشریف لے گئے جہاں سے واپسی پر دہلی آئے اور یہاں حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ سے بیعت کی اور عرصہ تک ان کی صحبت میں رہے لیکن صرف ۲ دو ماہ اور چند دنوں کی خدمت کے بعد سلسلہ نقشبندیہ کی مکمل تعلیم واجازت لی۔ چنانچہ خواجہ صاحب نے اپنے ایک دوست کو لکھا ہے کہ سرہند میں ایک بہت بڑے عالم و عامل ہیں جن کا نام شیخ احمد ہے انہوں نے چند روز میرے پاس نشست و برخاست کی جس میں میں نے ان کے عجیب عجیب حالات دیکھے ہیں اور ان کے اوقات و اعمال صالحہ کے پیش نظر یقین ہے کہ وہ عنقریب ایسا روشن آفتاب ہو کر چمکیں گے کہ جس سے ساری دنیا جگمگا جائے گی۔

نیز خواجہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں جن کے سایہ ہیں ہم جیسے ہزاروں تارے چھپے ہوئے ہیں۔

غرضکہ خواجہ محمد باقیؒ نے آپ کے مناقب وفضائل بکثرت تحریر فرمائے ہیں جن میں سے چند پر اکتفا کرتا ہوں۔

فرماتے ہیں کہ دہلی آنے کے بعد تھوڑے ہی دنوں میں آپ کی عالمگیر شہرت ہوگئی اور آپ کے آستانہ پر صاحبان علم وکمال کا مجمع رہنے لگا۔ مشائخ زمانہ آپ کے معتقد اور اکابرین

Marfat.com

وقت آپ سے عاجزانہ طور پر ملتے تھے، آپ کی وجہ سے تانبا سونا بنا اور ذرّے آفتاب کہلائے۔ آپ کی بابرکت ذات اللہ تعالیٰ کی نشانی اور اس کی خاص نعمت تھی، علماء کرام اور صوفیائے عظام کے درمیان ایک ہزار سال سے جو نزاع و تکرار تھی وہ آپ نے صاف کرائی اور احادیث کے موافق ان دونوں کو ملا دیا۔ جیسا کہ مشہور کتاب حضرات القدس میں ہے کہ علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب جمع الجوامع میں یہ حدیث نقل کی ہے۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "میری اُمت میں ایک ایسا شخص ہوگا جسے لوگ صلۃ کہیں گے اور اس کی سفارش سے اتنے اتنے اشخاص جنت میں جائیں گے۔" اور یہ اشارہ آپ ہی کی طرف ہے کیونکہ آپ ہی نے علماء و صوفیہ کا باہمی تنازعہ ختم کرایا اور آپ ہی نے مسئلہ وحدت الوجود کی جانب دونوں کو ایک راہ پر لگایا۔ چنانچہ اس تحریر کے بعد آپ نے خود تحریر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے بحرین کے درمیان مجھے صلۃ بنایا ہے۔

آپ لوگوں کے اندرونی اور قلبی حالات سے واقفیت رکھتے، پوشیدہ باتیں بتاتے اس عالم تکوینی میں تصرف دکھلاتے، غرضکہ آپ کے خوارق عادات جو کتابوں میں تحریر ہیں وہ سات سو سے زیادہ ہیں اور ان تحریر شدہ کے ماسوا اور بھی بہت کرامتیں ہیں، چونکہ حکم ہے اگر سب نہیں پا سکتے تو سب کو ترک بھی نہ کرو۔ اس لیے چند خوارق حوالہ قلم کئے جاتے ہیں۔

(۱) کہتے ہیں کہ آپ سفر میں تھے اور ہوا سخت گرم تھی دوستوں کے اصرار پر آپ نے بارش کی دُعا کی تو فوراً ہی صاف آسمان پر بادل آیا اور بارش ہوگئی۔

(۲) ایک آدمی نے عرض کیا میں اس سال پھر حج کرنے جا رہا ہوں۔ آپ نے جواباً کہا۔ میدان عرفات میں تم مجھے دکھائی نہیں دیتے۔ اگرچہ تم کئی بار حج کے ارادہ سے گئے لیکن حج کرنا تم کو نصیب نہ ہوا۔

(۳) آپ کے ایک مرید جان محمد کا بیان ہے کہ ایک شام حضرت شیخؒ نے میرے ہاتھ میں ایک جوزد یا اور فرمایا حافظ باغ میں چند درویش مقیم ہیں۔ ان میں ایک شخص چیچک

Marfat.com

رو ہے جاؤ اور اس کو جو زدے کر اپنے ساتھ لیتے آؤ۔ غرض کہ آپ کے بتائے ہوئے پتہ پر میں پہنچا دیکھا کہ چند قلندر جمع ہیں اور ان کے قریب ہی ایک چیچک رو فقیر بیٹھا ہے اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا، حضرت شیخ نے تم کو میرے پاس بھیجا ہے؟ مَیں نے عرض کیا جی ہاں! اور پھر جو زدیتے ہوئے حضرت شیخ کا پیغام پہنچایا، اس پر اس فقیر نے کہا، ہم کو بلایا ہے اور خود نہیں آئے، غرضکہ وہ فقیر میرے ساتھ حضرت شیخ کے پاس آیا، حضرت شیخ نے مجھ جان محمد سے قہوہ منگوایا، میں قہوہ لایا تو آپ نے فرمایا، پہلے ان درویش کو دو۔ مَیں نے جو اس درویش کی جانب دیکھا تو وہاں خود آپ کو بیٹھا پایا اور انہوں نے فرمایا کہ پہلے حضرت شیخ کو دو، غرض کہ میں نے جدھر رُخ کیا حضرت شیخ ہی کو جلوہ گستر پایا۔

ان درویش نے مجھ جان محمد کی بابت حضرت شیخ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا، یہ جان محمد فلاں قلندر کے فرزند ہیں، اس پر اس درویش نے کہا وہ تو ہمارے دوست تھے، اب یہ جان محمد کس سلسلہ میں بیعت ہے حضرت شیخ نے فرمایا سلسلہ قادریہ میں، جس پر اس درویش نے کہا میں سفارش کرتا ہوں کہ ان کو حضرت غوث الاعظمؒ تک پہنچا دو، چنانچہ حضرت شیخ نے اُٹھ کر قطب تارے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مجھ سے فرمایا، جان محمد! تم قطب تارہ پہچانتے ہو، خوب غور کر کے بتاؤ یہی ہے یا دوسرا ہے، چنانچہ میں نے دیکھا کہ قطب تارہ میں سے ایک شخص کالا لبادہ اوڑھے تیز رفتاری کے ساتھ حضرت شیخ کے پاس آیا، پھر حضرت شیخ نے مجھ جان محمد سے فرمایا لو حضرت غوث اعظمؒ کی خدمت میں حاضری دو۔ اس کے بعد حضرت غوث اعظمؒ پھر قطب تارہ کی جانب متوجہ ہوئے اور غائب ہو گئے، اس واقعہ کے بعد مسجد میں اس درویش نے مجھ سے کہا، حضرت غوث اعظمؒ سے تم نے ملاقات کی؟ میں نے کہا جی ہاں۔

حضرت شیخ کے الہامات و مبشرات بھی بکثرت ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے میں نے تمہیں اور اس شخص کو جس نے تمہیں بالواسطہ یا بغیر واسطہ قیامت تک وسیلہ بنایا بخش دیا ہے۔

Marfat.com

الحاصل جو کوئی حضرت شیخ کے تفصیلی حالات، کشف الہامات اور مبشرات وغیرہ دیکھنا چاہے وہ آپ کی تصنیفات حضرات القدس، برکات احمدیہ، معارف لدنیہ اور حقائق نادرہ وغیرہ کا مطالعہ کرے جو آپ کے نورانی قلم سے لکھی گئی ہیں آپ وہ آفتاب تھے جن سے منکروں کی آنکھیں چوندھیاتی ہیں اور حاسدوں کے دن اندھے ہو جاتے ہیں، یہ معارف، حقائق اور ہدایات وارشاد جو سنے اور دیکھے جا رہے ہیں یہ اُس ذات والاصفات کے ہیں جو علی علی کہتے تھے، آپ مجدّد ہیں، سو سول کے بعد کے مجدد نہیں بلکہ حضرت علی کے ہزار سال کے بعد والے مجدّد ہیں، اور یہ فرق کوئی معمولی فرق نہیں بلکہ بہت بڑا فرق ہے۔ کاش تم لوگ اس سے واقفیت حاصل کر لو۔

آپ کے حسن اخلاق، عمدہ سیرت کی بابت مختصراً عرض ہے کہ صبر تحمل رضا تسلیم اور ہر شخص کی تعظیم، مخلوق الٰہی پر شفقت، ان کے ساتھ رحمی، حاجت مندوں کی امداد، السلام علیکم کرنے میں سبقت، آہستہ و نرم گفتگو آپ کی سیرت و خصلت تھی، آپ کا مسلک قرآن کریم و حدیث شریف تھا، اور آپ کی یہ ایک فضیلت دوسری تمام فضیلتوں سے سبقت لے گئی ہے۔

مختصر یہ کہ آپ اپنا کارخانہ ارشاد طلاب اپنے بیٹوں کے حوالہ کر کے خلوت نشین ہو گئے تھے اور خلوت سے جلوت میں بہت کم آیا کرتے، وفات سے بہت پہلے سے اشاروں میں اپنی وفات کو کہا کرتے تھے۔ ایک دن صاف فرمایا مجھے بتایا گیا ہے کہ چودہ پندرہ دن میں ۱۲۔ محرم ۱۰۳۴ھ سے پہلے انتقال کروں گا، چنانچہ آپ نے منگل کے دن صبح کے وقت جبکہ ذرا سا سورج نکلا تھا سرور عالم کی عمر شریف کی مانند (۶۳) سال کی عمر میں اس دنیا سے بہشت جاوداں کی جانب کوچ کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے انتقال، غسل اور اس کے بعد کے واقعات میں جو عجیب و غریب چیزیں دیکھنے میں آئیں وہ کتاب مقامات میں ناظرین ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

اے اللہ تُو میرے ساتھ وہی سلوک کر جو ایک کریم و محسن آقا اپنے کمزور مجرم نوکر کے ساتھ کیا کرتا ہے۔ اور وہ سُلوک نہ کر جو ایک منصف و با اقتدار حاکم اپنے مفسد و عیّار بدکار کے ساتھ کرتا ہے۔

اے اللہ ہم نے قرآن کریم میں پڑھا ہے اور تیرے حبیب پاک نے ہمیں بتایا ہے کہ اللہ جسے چاہتا ہے فنا کرتا ہے اور جسے چاہے برقرار رکھتا ہے اللہ جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا اور تیری بارگاہ میں کوئی بات بدلی نہیں جاتی۔ تو بڑا ہی رحیم و کریم ہے۔ اے اللہ تو ہم پر اپنا رحم و کرم فرما۔

اے اللہ ہم کو اطمینانِ قلب نصیب فرما کیونکہ اس کے سوا کوئی اور چیز مفید نہیں۔ اور وہ کشادگی اور فارغ البالی دے جس کے ذریعہ دنیا اور آخرت کے تمام مقصود پُورے ہو جائیں۔

اے اللہ مجھے یقین کی قوت عنایت کر اور وہ سرمایہ دے کہ پھر مخلوق کی طلب نہ رہے۔

اے اللہ میری ایسی بخشش کر کہ میرا ظاہر و باطن آباد ہو جائے۔

اے اللہ! اے اللہ مجھے مرنے کی محبت دے تاکہ دنیا سے کوچ کرنا دشوار معلوم نہ ہو۔ فقیروں کی محبت عنایت کر تاکہ موت سے الفت ہو سکے۔

اے اللہ اسباب و سامان جمع کرنے کی قوت نہیں اور بغیر کسی سامان کے کوئی کام نہیں ہوتا۔ مجھ غریب کے کام بغیر سبب کے پورے کر اور اگر بغیر سبب کے نہیں کرنا چاہتا تو اسباب آسان کر دے۔

اے اللہ۔ یا مفتح الابواب اور یا مُسبب الاسباب ہمارے لیے

Marfat.com

سامان کردے جن کے حاصل کرنے کی ہم میں سکت نہیں ہے۔

اے اللہ وہ حالات پیدا کر جو دل کی گرہ کھول دیں۔ دل باغ باغ ہو جائے اور دلوں کو فراغت نصیب ہو۔

اے اللہ تمام دنیادی کام ہمارے لیے آسان کردے۔ اور دنیا کو میرا مقصود اعلیٰ نہ بنا۔ دنیا میں گرفتار نہ رکھ۔ دنیادی علم و تعلیم میں ہم کو مقید نہ کر۔

اے اللہ میں نے تجھی پر بھروسہ کیا ہے اور تیرے ہی دربار میں عاجزانہ دعا کر رہا ہوں۔ اب تو ہی دستگیری کر اور فریاد رس بن جا۔

اے اللہ اگر بندہ تجھ سے دور ہے تو کیا تو خود تو پاس ہے ہماری فریاد رسی فرما۔

اے اللہ میں تیرے قرآن کریم اور تیرے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دُعا کر رہا ہوں تو میری دُعا قبول فرما۔

اے اللہ تو مجیب الدّعوات ہے ہماری دعائیں قبول کر اور تو ہی رحیم و کریم ہے اس لیے اپنے ذلیل بندے کی عاجزی قبول فرمالے۔

اے اللہ میرے غم کی کیفیت و حقیقت تیرے سوا کوئی نہیں جانتا میں جس سے اپنی مشکلات بیان کرتا ہوں وہ حقیقت حال پر غور کئے بغیر وہ بات کہتا ہے جو میرے لیے کارآمد نہیں اور میرے درد کا علاج نہیں نیز اکثر لوگ میری تکالیف سن کر کچھ دوسری غرض سمجھتے ہیں۔

اے اللہ تو میری حقیقی حالت میری غرض، میرے مقصد، میرے مطلب اور میری نیّت سے بخوبی واقف ہے۔ میں اپنی سچّی نیّت کا تو دعویٰ نہیں کرتا کیونکہ تجھ سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔ اس پر بھی اپنی سچّی نیّت اور اچھے اعمال کا تجھ رحیم و کریم سے سوال کر رہا ہوں۔

اے اللہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے آپ کے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں میرے تمام اعمال میں فساد نیّت موجود رہتی ہے۔ البتہ مجھ حقیر فقیر کا ایک

Marfat.com

عمل صرف تیری ہی ذات پاک کی عنایت کی وجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر بلکہ ہر محفل یا ذکر الٰہی کے بعد کھڑے ہو کر نہایت ہی عاجزی وانکساری محبت وخلوص کے ساتھ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہدیہ صلاۃ وسلام پیش کرتا ہوں۔

اے اللہ میرے شوق طلب کو اور زیادہ کر اور صداقت کی پیاس زیادہ بڑھا تو نے جو نعمتیں دی ہیں انہیں نہ چھین اور جو رزق دیا ہے وہ واپس نہ لے۔

اے اللہ میں اپنی گریہ وزاری سے تجھ پر کوئی حکم نہیں چلاتا بلکہ جو کچھ عرض کر رہا ہوں وہ سب عاجزی، خاکساری، بے بسی مجبوری ہے کیونکہ انسان کو کمزور فطرت عطا کی گئی ہے۔

اے اللہ نیک لوگ چلے گئے بزرگ ختم ہوتے جا رہے ہیں اب وہ زمانہ آیا ہے جس میں نیک بن کر رہنا دشوار ہو گیا ہے بلکہ نیکی کا تصور بھی محال ہے۔ اے اللہ جو تھوڑے سے نیک لوگ باقی رہ گئے ہیں ان کی حفاظت فرما تاکہ وہ نیکی پھیلاتے رہیں۔

اے اللہ آخر میں میری دعا ہے کہ میرا خاتمہ ایمان پر کر۔ اور اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور حقیقی محبت میرے دل میں قائم ودائم رکھ۔ اے اللہ تو تمام جہانوں کا رب ہے میں نے اپنا کام تیرے سپرد کر دیا ہے۔ اور تو اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

؎ سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم وبیش را

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وبارک وسلم۔
آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ورحمۃ اللعالمین۔

احقر عاصی حاطی ضعیف العباد

ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی عنہ

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ دن دسواں رات گیارہویں

Marfat.com

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ط لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ط
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَتَہ لَکَ وَالْمُلْکَ ط لَاشَرِیْکَ لَکَ ط

مناسکِ حج ایک نظر میں

حج کا پہلا دن
۸ ذی الحجہ

مکہ سے منیٰ کو روانگی

منیٰ میں آج کے دن

ظہر

عصر

مغرب

عشاء پڑھنی ہیں

رات منیٰ میں قیام

حج کا دوسرا دن
۹ ذی الحجہ

فجر کی نماز منیٰ میں ادا
کرکے عرفات کو روانگی

ظہر کی نماز
عرفات میں پڑھنی ہے

وقوفِ عرفات

عصر کی نماز
عرفات میں پڑھنی ہے

مغرب کے وقت مغرب کی نماز
پڑھے بغیر مزدلفہ کو روانگی

مغرب اور عشاء کی نمازیں عشاء
کے وقت مزدلفہ میں ادا کرنی ہیں

رات مزدلفہ میں
قیام کرنا ہے

Marfat.com

حج کا تیسرا دن ۱۰ ذی الحجہ	حج کا چوتھا دن ۱۱ ذی الحجہ	حج کا پانچواں دن ۱۲ ذی الحجہ
مزدلفہ میں فجر کی نماز کے بعد منیٰ کو روانگی	منیٰ میں رمی کرنا زوال کے بعد سے صبح صادق تک	منیٰ میں رمی کرنا زوال کے بعد سے صبح صادق تک
پہلے	پہلے	پہلے
بڑے شیطان کی رمی	۷ چھوٹے شیطان کی	۷ چھوٹے شیطان کی
پھر	پھر	پھر
قربانی کرنا	۷ درمیانے شیطان کی	۷ درمیانے شیطان کی
پھر	پھر	پھر
سر کے بال منڈانا یا کتروانا	۷ بڑے شیطان کی	۷ بڑے شیطان کی
پھر	رمی کرنا ہے	رمی کرنا ہے
طوافِ زیارت کو مکہ جانا	طوافِ زیارت، اگر کل نہیں کیا تھا تو آج کر لیں	طوافِ زیارت اگر نہیں کیا تھا تو آج مغرب سے پہلے ضرور کر لیں
رات منیٰ میں قیام	رات منیٰ میں قیام	۱۳ ذی الحجہ کو اگر قیام کا ارادہ ہے تو کنکریاں زوال سے پہلے ماری جا سکتی ہیں

نوٹ:۔ اس کے علاوہ حج کے بقیہ دنوں میں روزمرہ کی طرح نمازیں ادا کریں۔

طوافِ زیارت کا وقت ۱۰ ذی الحجہ کی فجر سے ۱۲ ذی الحجہ کی غروبِ آفتاب یعنی مغرب تک ہے۔

طوافِ زیارت سے رات کے کسی بھی حصے میں فارغ ہوں تو بقیہ رات قیام کے لیے منیٰ چلے جائیں۔

ڈاکٹر خلیل احمد قادری ایم۔بی۔ایچ۔ایس

۱۰۲ ایف جہانگیر روڈ ویسٹ کراچی ۵ فون 4943011

Marfat.com

بحضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم

بلغ العلیٰ بکمالہٖ

کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ

صلوا علیہ وآلہٖ

علیہ الصلوٰۃ والسلام

کلام شیخ سعدی

کتبہ گوہر قلم

Marfat.com

Marfat.com